الجواب نماز سے پہلے صلاۃ پکارنا مستحسن ہے حرمین شریفین و تمام بلاد دارالاسلام میں رائج اُسے وہابیہ کا کام کہنا عجیب ہے وہابیہ ہی اُسے بُرا کہتے ہیں اذان ثانی امام کے سامنے منبر کے محاذی مسجد کے باہر ہونا ہی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت ہے صدیق اکبر کی سنت ہے فاروق اعظم کی سنت ہے اوسے وہابیہ کا کام کہنا محض جہالت و حماقت ہے اگر یہ شخص جاہل ہے کسی احمق سے سُنی سنائی ایسی کہتا ہے اُسکے مذہب میں کوئی فتور نہیں اور فاسق معلن بھی نہیں اور اُس کی طہارت و قراءت صحیح ہے توان شرائط کے ساتھ اُسکے پیچھے نماز میں حرج نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذان میں کلمہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ سنکر انگوٹھے چومنا آنکھوں سے لگانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

فتوٰے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نور عیون المسلمین بنور عین اعیان المرسلین والصلٰوۃ والسلام علی نور العیون سرور القلب المحزون محمد ن المرتفع ذکرہ فی الصلٰوۃ والاذان والحبیب اسمہ عند اھل الایمان وعلی الہ وصحبہ المشرحۃ صدورھم لجلائل اسرارہ والمفتوحۃ عیونھم بجمال انوارہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ بالھدی ودین الحق ارسلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین وعلینا معھم وبھم ولھم یا ارحم الراحمین امین قال العبد الذلیل للمولی الجلیل عبد المصطفٰی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی نور اللہ عیونہ واصلح شئونہ مستعیذا برب الفلق من شر ما خلق و حامدا للہ علی ما الھم و وفق

الجواب حضور پر نور شفیع یوم النشور صاحب لولاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سُنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم اور خود اگر کوئی دلیل خاص نہ ہوتی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لئے دلیل کافی تھا جو ناجائز بتائے ثبوت دینا اُس کے ذمہ ہے کہ قائل جواز متمسک باصل ہے اور متمسک باصل محتاج دلیل نہیں پھر یہاں تو حدیث و فقہ ارشاد علما و عمل قدیم سلف صلحا سب کچھ موجود علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر و حضرت ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سیدنا

رسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین ۱۳۰۱

https://www.facebook.com/darahlesunnat

امام حسن و حسین و حضرت نقیب اولیائے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سیدنا ابو العباس خضر علی الحبیب الکریم وعلیہم جمیعا الصلاۃ والتسلیم وغیرہم اکابر دین سے حدیثیں روایت فرمائیں جس کی قدرے تفصیل امام علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب مستطاب مقاصد حسنہ میں ذکر فرمائی اور جامع الرموز شرح نقایہ مختصر الوقایہ وفتاوٰی صوفیہ وکنز العباد و ردالمحتار حاشیہ درمختار وغیرہا کتب فقہ میں اس فعل کے استحباب واستحسان کی صاف تصریح آئی ان میں اکثر کتابیں خود مانعین اور ان کے اکابر وعمائد مثل متکلم قنوجی وغیرہ کے مستندات سے ہیں اور ان حدیثوں کے بارہ میں اُن محدثین کرام ومحققین اعلام نے جو تصحیح وتضعیف وتجریح وتوثیق میں دائرہ اعتدال سے نہیں نکلتے اور راہ تساہل وتشدد نہیں چلتے حکم اخیر وخلاصۂ بحث وتنقیح یہ قرار دیا کہ خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جو حدیثیں یہاں روایت کی گئیں باصطلاح محدثین درجۂ صحت کو فائز نہ ہوئیں مقاصد میں فرمایا لایصح فی المرفوع من کل ھذا شیئ۔ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں کل ما یروی فی ھذا فلا یصح رفعہ البتۃ علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار میں علامہ اسمٰعیل جراحی رحمہ اللہ تعالٰی سے نقل فرماتے ہیں۔ لم یصح فی المرفوع من ھذا شیئ۔ پھر خادم حدیث پر روشن کہ اصطلاح محدثین میں نفی صحت نفی حسن کو بھی مستلزم نہیں نہ کہ نفی صلاح وتماسک وعلوح تمسک نہ کہ دعوے وضع وکذب تو عند التحقیق ان احادیث پر جیسے باصطلاح محدثین حکم صحت صحیح نہیں یونہی حکم وضع وکذب بھی ہرگز مقبول نہیں بلکہ بتصریح ائمہ فن کثرت طرق سے جبر نقصان متصور اور عمل علماء وقبول قدماء حدیث کے لئے قوی دیگر اور نسبہی تو فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول اور اس سے بھی گزرے تو بلاشبہہ یہ فعل اکابر دین سے مروی ومنقول اور سلف صالح میں حفظ صحت بصر وروشنائی چشم کے لئے مجرب اور معمول ایسے محل پر بالفرض اگر کچھ نہ ہو تو اسی قدر سند کافی بلکہ اصلاً نقل بھی نہ ہو تو صرف تجربہ دافی کہ آخر اس میں کسی حکم شرعی کا ازالہ نہیں نہ کسی سنت ثابتہ کا خلاف اور نفع حاصل تو منع باطل بلکہ انصاف کیجئے۔ تو محدثین کا نفی صحت کو احادیث مرفوعہ سے خاص کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ وہ احادیث موقوفہ کو غیر صحیح نہیں کہتے پھر یہاں حدیث موقوف کیا کم ہے ولہذا مولانا علی قاری نے عبارت مذکورہ کے بعد فرمایا قلت واذا ثبت رفعہ الی الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ فیکفی للعمل بہ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کو بس ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

وسلم فرماتے ہیں میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تو صدیق سے کسی شے کا ثبوت بعینہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے اگرچہ بالخصوص حدیث مرفوع درجۂ صحت تک مرفوع نہ ہو امام سخاوی المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الدائرۃ علی الالسنہ میں فرماتے ہیں۔ حدیث مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلہما عند سماع قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ مع قولہ اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیا ذکرہ الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ لما سمع قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ فقال ہذا وقبل باطن الانملتین السبابتین ومسح عینیہ فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی ولا یصح یعنی مؤذن سے اشہد ان محمدا رسول اللہ سن کر انگشتان شہادت کی پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا۔ اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب اس جناب نے مؤذن کو اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتے سنا یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے اور یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت تام رکھتے ہیں) پھر فرمایا وکذا ما اوردہ ابو العباس احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی المتصوف فی کتابہ موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ بسند فیہ مجاہیل مع انقطاعہ عن الخضر علیہ السلام انہ قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشہد ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یقبل ابہامیہ ویجعلہما علی عینیہ لم یرمد ابدا یعنی ایسے ہی وہ حدیث کہ حضرت ابو العباس احمد بن ابی بکر رداد یمنی صوفی نے اپنی کتاب موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ میں ایسی سند سے جس میں مجاہیل ہیں اور منقطع بھی ہے حضرت سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام سے روایت کی کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص مؤذن سے اشہد ان محمدا رسول اللہ سن کر مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں) پھر فرمایا ثم روی بسند

https://www.facebook.com/darahlesunnat

فیه من الرعاع فدعو انحو الفقیه محمد بن البابا فیما حکی عن نفسه انه هبت ریح فوقعت منه حصاة فی عینه واعیاه خروجها والمته اشد الالم وانه لما سمع المؤذن یقول اشهد ان محمدا رسول الله قال ذلك فخرجت الحصاة من فوره قال الرداد رحمه الله تعالی وهذا یسیر فی جنب فضائل الرسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یعنی پھر ایسی سند کے ساتھ جس کے بعض رواۃ کو میں نہیں پہچانتا فقیہ ابن البابا کے بھائی سے روایت کی کہ وہ اپنا حال بیان کرتے تھے ایک بار ہوا چلی ایک کنکری اُن کی آنکھ میں پڑ گئی نکالتے تھک گئے ہرگز نہ نکلی اور نہایت سخت درد پہنچایا انہوں نے مؤذن کو اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتے ہوئے یہی کہا فوراً نکل گئی رداد رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کے حضور اتنی بات کیا چیز ہے، پھر فرمایا وحکی الشمس محمد بن صالح المدنی امامها وخطیبها فی تاریخه عن المجد احد القدماء من المصریین انه سمعه یقول من صلی علی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم اذا سمع ذکره فی الاذان وجمع اصبعیه المسبحة والابهام وقبلهما ومسح بهما عینیه لم یرمد ابدا یعنی شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام وخطیب نے اپنی تاریخ میں مجد مصری سے کہ سلف صالح میں تھے نقل کیا کہ میں نے انہیں فرماتے سنا جو شخص نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں سن کر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا ملائے اور ان کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اُس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں، فرمایا قال ابن صالح وسمعت ذلك ایضا من الفقیه محمد بن الزرندی عن بعض شیوخ العراق او العجم انه یقول عند ما یمسح عینیه صلی الله علیك یا سیدی یا رسول الله یا حبیب قلبی ویا نور بصری ویا قرة عینی وقال لی کل منهما منذ فعلته لم ترمد عینی یعنی ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرندی سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق یا عجم سے راوی تھے اور اُن کی روایت میں یوں ہے کہ آنکھوں پر مس کرتے وقت یہ درود عرض کرے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا حَبِيْبَ قَلْبِيْ وَيَا نُوْرَ بَصَرِيْ وَيَا قُرَّةَ عَيْنِيْ اور دونوں صاحبوں یعنی شیخ مجد وفقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرتے ہیں ہماری آنکھیں نہ دکھیں، پھر فرمایا قال ابن صالح وانا ولله الحمد والشکر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عینی وارجو ان عافیتهما تدوم وانی اسلم من العمی ان شاء الله تعالی یعنی امام ابن صالح ممدوح نے فرمایا اللہ کے لئے حمد وشکر ہے جب سے میں نے یہ عمل اُن دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا ان شاء اللہ تعالے، پھر فرمایا قال روی عن الفقیه محمد بن سعید الخولانی قال اخبرنی الفقیه

https://www.facebook.com/darahlesunnat

العالم ابوالحسن علی بن محمد بن حدید الحسینی اخبرنی الفقیہ الزاہد البلالی عن الحسن علیہ السلام انہ قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشھد ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویقبل ابھامیہ ویجعلھما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد یعنی یہی امام مدنی فرماتے ہیں فقیہ محمد بن سعید خولانی سے مروی ہوا کہ انھوں نے فرمایا مجھے فقیہ عالم ابوالحسن علی بن محمد بن حدید حسینی نے خبر دی کہ مجھے فقیہ زاہد بلالی نے حضرت امام حسن علی جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والسلام سے خبر دی کہ حضرت امام نے فرمایا کہ جو شخص موذن کو اشھد ان محمدا رسول اللہ کہتے سنکر یہ دعا پڑھے۔ مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّۃِ عَیْنِیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ط اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہو نہ آنکھیں دکھیں) پھر فرمایا وقال الطاؤسی انہ سمع من الشمس محمد بن ابی نصر البخاری خواجہ حدیث من قبل عند سماعہ من المؤذن کلمۃ الشھادۃ ظفری ابھامیہ ومسھما علی عینیہ وقال عند المس اللھم احفظ حدقتی ونورھما ببرکۃ حدقتی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ونورھما لم یعم یعنی طاؤسی فرماتے ہیں انھوں نے خواجہ شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری سے یہ حدیث سُنی کہ جو شخص موذن سے کلمہ شہادت سنکر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے ملے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ احْفَظْ حَدَقَتَیَّ وَنَوِّرْھُمَا بِبَرَکَۃِ حَدَقَتَیْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنُوْرِھِمَا اندھا نہ ہو) شرح نقایہ میں ہے واعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشھادۃ الثانیۃ صلی اللہ تعالٰی علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منھا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ثم یقال اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین فانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یکون لہ قائدا الی الجنۃ کذا فی کنز العباد یعنی خبردار ہو بے شک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشھد ان محمدا رسول اللہ سُنے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہے اور دوسری بار قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رسول اللہ ط پھر انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھکر کہے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ ط کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے اُسے جنت میں لیجائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے) علامہ شامی قدس سرہ السامی اسے نقل کرکے فرماتے ہیں ونحوہ فی الفتاوی الصوفیۃ یعنی اسی طرح امام فقیہ عارف باللہ سیدی فضل اللہ بن محمد بن ایوب سہروردی تلمیذ امام علامہ یوسف بن عمر صاحب جامع المضمرات شرح قدوری قدس سرہما نے فتاوی صوفیہ میں فرمایا) شیخ مشائخنا خاتم المحققین سید العلماء

https://www.facebook.com/darahlesunnat

الحنفیہ بمکۃ المحمیہ مولٰنا جمال بن عبداللہ عمر مکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں۔ سئلت عن تقبیل الابہامین ووضعہما علی العینین عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الاذان ھل ھو جائز ام لا اجبت بما نصہ نعم تقبیل الابہامین ووضعہما علی العینین عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الاذان جائز بل ھو مستحب صرح بہ مشا یخنا فی غیر ما کتاب یعنی مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر شریف سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور والا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا آنکھوں پر رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے ہمارے مشائخ مذہب نے متعدد کتابوں میں اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی) علامہ محدث محمد طاہر فتنی رحمہ اللہ تعالٰی تکملہ مجمع بحار الانوار میں حدیث کو صرف لا یصح فرما کر لکھتے ہیں وروی تجربۃ ذلک عن کثیرین یعنی اس کے تجربہ کی روایات بکثرت آئیں **فقیر محیب عفر اللہ تعالٰی** کہتا ہے اب طالب تحقیق وصاحب تدقیق افادات چند نافع وسود مند پر لحاظ کرے تاکہ بحوالہ اللہ تعالٰی چہرہ حق سے نقاب اٹھے اور صدر کلام میں جن لطیف مباحث پر ہم نے نہایت اجمالی اشارے کیے ان کی قدرے تفصیل زیور گوش سامعین بنے کہ یہاں بسط کامل وشرح کافل کے لئے تو دفتر وسیط بلکہ مجلد بسیط درکار واللہ الموفق ونعم المعین فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق

افادہ اوّل محدثین کرام کا کسی حدیث کو فرمانا کہ صحیح نہیں اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ غلط وباطل ہے بلکہ صحیح ان کے اصطلاح میں ایک اعلٰی درجہ کی حدیث ہے جس کے شرائط سخت ودشوار اور موانع عوائق کثیر وبسیار حدیث میں ان سب کا اجتماع اور ان سب کا ارتفاع کم ہوتا ہے پھر اس کمی کے ساتھ اس کے اثبات میں سخت دقتیں اگر اس مبحث کی تفصیل کیجائے کلام طویل تحریر میں آئے ان کے نزدیک جہاں ان باتوں میں کہیں بھی کمی ہوئی فرما دیتے ہیں حدیث صحیح نہیں یعنی اس درجہ علیا کو نہ پہنچی۔ اس سے دوسرے درجہ کی حدیث کو حسن کہتے ہیں۔ یہ باآنکہ صحیح نہیں پھر بھی اس میں کوئی قباحت نہیں ہوتی ورنہ حسن ہی کیوں کہلاتی فقط اتنا ہوتا ہے کہ اس کا پایہ بعض اوصاف میں اس بلند مرتبہ سے جھکا ہوتا ہے اس قسم کی بھی سیکڑوں حدیثیں صحیح مسلم وغیرہ کتب صحاح بلکہ عند التحقیق بعض صحیح بخاری میں بھی ہیں یہ قسم بھی استناد واحتجاج کی پوری لیاقت رکھتی ہے۔ وہی علما جو اسے صحیح نہیں کہتے برابر اس پر اعتماد فرماتے اور احکام حلال وحرام میں حجت بناتے ہیں امام محقق محمد محمد

حدیث صحیح نہ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ غلط ہے۔

ابن امیر الحاج حلبی رحمہ اللہ تعالٰی حلیہ شرح منیہ[1] میں فرماتے ہیں قول الترمذی لایصح عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ھذا الباب شیئ انتھٰی لاینفی وجود الحسن ونحوہ والمطلوب لایتوقف ثبوتہ علی الصحیح بل کما یثبت بہ یثبت بالحسن ایضا ترمذی کا فرمانا کہ اس باب میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کچھ صحیح نہیں حسن اور اس کے مثل کی نفی نہیں کرتا اور ثبوت مقصود کچھ صحیح ہی پر موقوف نہیں بلکہ جس طرح اس سے ثابت ہوتا ہے یونہیں حسن سے بھی اسنٰی[2] میں ہے علی المشی علی مقتضی الاصطلاح الحدیثی لایلزم من نفی الصحۃ نفی الثبوت علی وجہ الحسن یعنی اصطلاح علم حدیث کی رو سے صحت کی نفی حسن ہو کر ثبوت کی نافی نہیں) امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ[3] میں فرماتے ہیں قول احمد انہ حدیث لایصح ای لذاتہ فلا ینفی کونہ حسنا لغیرہ و الحسن لغیرہ یحتج بہ کما بین فی الحدیث یعنی امام احمد کا فرمانا کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس کے یہ معنے ہیں کہ صحیح لذاتہ نہیں تو یہ حسن لغیرہ ہونے کی نفی نہ کرے گا اور حسن اگرچہ لغیرہ ہو حجت ہے جیسا کہ علم حدیث میں بیان ہو چکا سند الحفاظ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اذکار امام نووی کی تخریج احادیث میں فرماتے ہیں من نفی الصحۃ لاینتفی الحسن اھ ملخصا یعنی صحت کی نفی سے حدیث کا حسن ہونا منتفی نہیں ہوتا) یہی امام نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں ھذا القسم من الحسن مشارک للصحیح فی الاحتجاج بہ وان کان دونہ یعنی حدیث حسن لذاتہ اگرچہ صحیح سے کم درجہ میں ہے حجت ہونے میں صحیح کی شریک ہے) مولٰنا علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں لایصح لاینافی الحسن اھ ملخصا یعنی محدثین کا قول کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس کے حسن ہونے کی نفی نہیں کرتا) سیدی نور الدین علی سمہودی جواہر العقدین فی فضل الشرفین میں فرماتے ہیں قد یکون غیر صحیح وھو صالح للاحتجاج بہ اذ الحسن رتبۃ بین الصحیح والضعیف یعنی کبھی حدیث صحیح نہیں ہوتی اور باوجود اس کے وہ قابل حجیت ہے اس لئے کہ حسن کا رتبہ صحیح وضعیف کے درمیان ہے) حدیث کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ینھی ان ینتعل الرجل قائما کو امام ترمذی نے جابر وانس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرکے فرمایا کلا الحدیثین لایصح عند اھل الحدیث دونوں حدیثیں محدثین کے نزدیک صحیح نہیں علامہ عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں

---

[1] ذکرہ فی مسئلۃ المسح بالمندیل بعد الوضوء منہ [2] آخر صفۃ الصلاۃ قبیل فیما کرہ فی الصلوٰۃ ۱۲ منہ [3] ذکرہ فی حدیث التوسعۃ علی العیال یوم العاشوراء فی لفظۃ الفصل الاول من الباب الحادی عشر قبیل الفصل الثانی ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ [4] المقصد الثالث النوع الثانی ذکر نعالہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

نفیہ الصحۃ لا ینافی انہ حسن لما علم صحت کی نفی حسن ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ معلوم ہوچکا ہے) شیخ مولنا
عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں حکم بعدم صحت کردن بحسب اصطلاح
محدثین غرابت ندارد چہ صحت در حدیث چنانچہ در مقدمہ معلوم شد درجہ اعلیٰ ست دائرۂ آں تنگ تر جمیع
احادیث کہ در کتب مذکورست حتی دریں شش کتاب کہ آنرا صحاح ستہ گویند ہم بہ اصطلاح ایشاں صحیح نیست
بلکہ تسمیۂ آنہا صحاح باعتبار تغلیب ست مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں امام محقق علی الاطلاق سیدی کمال الحق
والدین محمد بن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول وقول من یقول فی حدیث انہ لم یصح ان سلم لم یقدح
لان الحجیۃ لا تتوقف علی الصحۃ بل الحسن کاف یعنی کسی حدیث کی نسبت کہنے والے کا یہ کہنا کہ
وہ صحیح نہیں اگر مان لیا جائے تو کچھ حرج نہیں ڈالتا کہ حجیت کچھ صحیح ہونے پر موقوف نہیں بلکہ حسن
کافی ہے) تو یہ بات خوب یاد رکھنے کی ہے کہ صحت حدیث سے انکار نفی حسن میں بھی نص نہیں جس سے
قابلیت احتجاج منتفی ہو نہ کہ صالح ولائق اعتبار نہ ہونا نہ کہ محض باطل و موضوع ٹھہرنا جس کی طرف کسی
جاہل کا بھی ذہن نہ جائے گا کہ صحیح و موضوع دونوں ابتداؤ انتہا کے کناروں پر واقع ہیں سب سے اعلیٰ صحیح
اور سب سے بدتر موضوع اور وسط میں بہت اقسام حدیث ہیں درجہ بدرجہ مرتبۂ[1] صحیح کے بعد حسن[2] لذاتہ
بلکہ صحیح لغیرہ پھر حسن[3] لذاتہ پھر حسن[4] لغیرہ پھر ضعیف[5] بضعف قریب اُس حد تک کہ صلاحیت اعتبار باقی
رکھے جیسے اختلاط راوی یا سوء حفظ یا تدلیس وغیرہا اول کے تین بلکہ چاروں قسم کو ایک مذہب پر اسم
ثبوت متناول ہے اور وہ سب محتج بہا ہیں اور آخر کی قسم صالح بہ متابعات و شواہد میں کام آتی ہے اور جابر
سے قوت پا کر حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ ہوجاتی ہے اُس وقت وہ صلاحیت احتجاج وقبول فی الاحکام کا زیور
گرانبہا پہنتی ہے ورنہ دربارۂ فضائل تو آپ ہی مقبول وتنہا کافی ہے پھر درجہ ششم میں ضعف قوی و
وہن شدید ہے جیسے راوی کے فسق وغیرہ قوادح قویہ کے سبب متروک ہونا بشرطیکہ ہنوز سرحد کذب
سے جدائی ہو یہ حدیث احکام میں احتجاج درکنار اعتبار کے بھی لائق نہیں ہاں فضائل میں مذہب راجح
پر مطلقاً اور بعض کے طور پر بعد انجبار بتعدد مخارج وتنوع طرق منصب قبول وعمل پاتی ہے کما سنبینہ ان شاء اللہ
تعالیٰ پھر درجہ ہفتم میں مرتبہ مطروح ہے جس کا مدار وضاع کذاب یا متہم بالکذب پر ہو یہ بدترین اقسام ہے
بلکہ بعض محاورات کے رو سے مطلقاً اور ایک اصطلاح پر اس کی نوع اشد یعنی جس کا مدار کذب پر ہو عین موضوع
یا بنظر تدقیق یوں کہیے کہ ان اطلاقات پر داخل موضوع حکمی ہے ان سب کے بعد درجہ موضوع کا ہے یہ بالاجماع نہ قابل انجبار نہ فضائل وغیرہا
کسی باب میں لائق اعتبار بلکہ اُسے حدیث کہنا ہی توسع وتجوز۔

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ہے حقیقۃً حدیث نہیں محض مجعول وافترا ہی والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ وسیرد علیک تفاصیل جل ذلک ان شاء اللہ العلی الاعلی طالب تحقیق ان چند حرفوں کو یاد رکھے کہ بادصف وجازت محصل وملخص علم کثیر ہیں اور شاید اس تحریر نفیس کے ساتھ ان سطور کے غیر میں کم ملیں وللہ الحمد والمنۃ خیر بات دور ....

پڑتی ہے کہنا اس قدر ہے کہ جب صحیح وموضوع کے درمیان اتنی منزلیں ہیں تو انکار صحت سے اثبات وضع یا تنازمین آسمان کے قلابے ملانا ہے بلکہ نفی صحت اگر بمعنی نفی ثبوت ہی لیجئے یعنی اس فرقۂ محدثین کی اصطلاح پر جس کے نزدیک ثبوت صحت وحسن دونوں کو شامل تاہم اس کا حاصل اس قدر ہوگا کہ صحیح وحسن نہیں نہ کہ باطل وموضوع ہے کہ حسن وموضوع کے بیچ میں بھی دور و دراز میدان پڑے ہیں میں اس واضح بات پر سندیں کیا پیش کرتا مگر کیا کیجئے کہ کام ان ... بیوں سے پڑا ہے جو عوام کے لئے دیدہ و دانستہ محض امی عامی بنجاتے اور مہر منیر کو زیر دامن مکر و تزدیر چھپانا چاہتے ہیں لہذا کلمات علما سے اس روشن مقدمہ کی تصریحیں لیجئے امام سند الحفاظ و امام محقق علی الاطلاق و امام حلبی و امام مکی و علامہ زرقانی و علامہ سمہودی و علامہ ہروی کی عبارات کہ ابھی مذکور ہوئیں بحکم دلالۃ النص وفحوی الخطاب اس دعویٰ پر دلیل مبین کہ جب نفی صحت سے نفی حسن تک لازم نہیں تو اثبات وضع تو خیال محال ہے ہمارے دعویٰ پر عبارات النص سنئیے امام بدر الدین زرکشی کتاب النکت علی ابن الصلاح پھر امام جلال الدین سیوطی لآلی مصنوعہ پھر علامہ علی بن محمد بن عراق کنانی تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ پھر علامہ محمد طاہر فتنی خاتمہ مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔ بین قولنا لم یصح وقولنا موضوع بون کبیر فان الوضع اثبات الکذب والاختلاف وقولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم وانما ھو اخبار عن عدم الثبوت وفرق بین الامرین یعنی ہم محدثین کا کسی حدیث کو کہنا کہ یہ صحیح نہیں اور موضوع کہنا ان دونوں میں بڑا بل ہے کہ موضوع کہنا تو اُسے کذب وافترا ٹھہرانا ہے اور غیر صحیح کہنے سے نفی حدیث لازم نہیں بلکہ اس کا حاصل تو سلب ثبوت ہے اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے) یہ لفظ لآلی کے ہیں اور اسی سے مجمع میں مختصراً نقل کیا تنزیہ میں اس کے بعد اتنا اور زیادہ فرمایا وھذا یجیٔ فی کل حدیث قال فیہ ابن الجوزی لا یصح ونحوہ یعنی امام ابن جوزی نے کتاب موضوعات میں جس جس حدیث کو غیر صحیح یا اس کے مانند کوئی لفظ کہا ہے ان سب میں یہی تقریر جاری ہے کہ ان اوصاف کے عدم سے ثبوت وضع سمجھنا حلیہ صحت سے عاطل وعاری ہے) امام ابن حجر عسقلانی القول المسدد فی الذب عن مسند احمد میں فرماتے ہیں لا یلزم من کون الحدیث لم یصح ان یکون موضوعا یعنی حدیث کے صحیح نہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا، امام سیوطی کتاب التعقبات علی الموضوعات میں فرماتے ہیں الکثر ما حکم الذھبی علی ھذا الحدیث انہ قال متن لیس بصحیح وھذا صادق بضعفہ یعنی بڑھ سے بڑھ اس حدیث پر امام ذہبی نے اتنا حکم کیا کہ یہ متن صحیح نہیں یہ بات ضعیف ہونے سے بھی صادق ہے) علی قاری موضوعات میں زیر بیان احادیث عقل فرماتے ہیں لایلزم من عدم الصحۃ وجود الوضع کما لایخفی یعنی کھلی ہوئی بات ہے کہ حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا) اسی میں روز عاشورہ سرمہ لگانے کی حدیث پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا حکم لا یصح ھذا الحدیث نقل کرکے فرماتے ہیں قلت لایلزم من عدم صحتہ ثبوت وضعہ وغایتہ انہ ضعیف یعنی میں کہتا ہوں اس کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں غایت یہ کہ ضعیف ہو) علامہ طاہر صاحب مجمع تذکرۃ الموضوعات میں امام مسند الحفاظ عسقلانی سے ناقل ان لفظ لا یثبت لا یثبت الوضع فان الثابت یشمل الصحیح فقط والضعیف دونہ یعنی کسی حدیث کو بے ثبوت کہنے سے اس کی موضوعیت ثابت نہیں ہوتی کہ ثابت تو وہی حدیث ہے جو صحیح ہو اور ضعیف کا درجہ اس سے کم ہے) بلکہ مولٰنا علی قاری آخر موضوعات کبیر میں حدیث البطیخ قبل الطعام یغسل البطن غسلا ویذھب بالداء اصلا کی نسبت قول امام ابن عساکر شاذ لا یصح نقل کرکے فرماتے ہیں۔ ھو یفید انہ غیر موضوع کما لا یخفی یعنی ان کا یہ کہنا ہی بتارہا ہے کہ حدیث موضوع نہیں جیسا کہ خود ظاہر ہے) یعنی موضوع جانتے تو باطل یا کذب یا موضوع یا مفتری یا مختلق کہتے نفی صحت پر کیوں اقتصار کرتے فافہم واللہ تعالٰے اعلم **تنبیہ** بحمد اللہ تعالیٰ یہاں سے ان متکلمین طائفہ منکرین کا جہل شنیع وزور فظیع بوضوح تام طشت از بام ہوگیا جو کلمات علما مثل مقاصد حسنہ ومجمع البحار وتذکرۃ الموضوعات ومختصر للمقاصد وغیرہا سے احادیث تقبیل ابہامین کی نفی کرکے بے دھڑک دعوے کردیتے ہیں کہ ان کے کلام سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو احادیث انگوٹھے چومنے میں لائی جاتی ہیں سب موضوع ہیں اور یہ فعل ممنوع وغیر مشروع ہے سبحان اللہ کہاں نفی صحت کہاں حکم وضع کیا مزہ کی بات ہے کہ جہاں درجات متعدد ہوں وہاں سب میں اعلٰی کی نفی سے سب میں ادنٰی کا ثبوت ہوجائے مثلاً زید کو کہیے کہ بادشاہ نہیں تو اس کے معنی یہ ٹھہریں کہ نان شبینہ کو محتاج ہے یا متکلمین طائفہ کو کہیے کہ اولیا نہیں تو اس کا مطلب یہ قرار پائے کہ سب کافر ہیں ولکن الوھابیۃ قوم یجھلون (**افادہ دوم**) کسی حدیث کی سند میں راوی کا مجہول ہونا اگر اثر کرتا ہے تو صرف اسقدر کہ اُسے ضعیف کہا جائے نہ کہ باطل وموضوع بلکہ علما کو اس میں اختلاف ہے کہ جہالت قادح صحت ومانع حجیت بھی ہے یا نہیں تنقیح مقام یہ کہ مجہول کی تین قسمیں ہیں اول مستور جس کی عدالت ظاہری معلوم اور باطنی کی تحقیق نہیں اس قسم کی . . .

https://www.facebook.com/darahlesunnat

راوی صحیح مسلم شریف میں بکثرت ہیں دوم مجہول العین جس سے صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہو وھذا علی نزاع فیہ فان من العلماء من نفی الجہالۃ بروایۃ واحد معتمد مطلقا او اذا کان لا یروی الا عن عدل عندہ کیحیی بن سعید القطان وعبد الرحمن بن مہدی والامام احمد فی مسندہ و ھناک اقوال اخر سوم مجہول الحال جس کی عدالت ظاہری و باطنی کچھ ثابت نہیں وقد یطلق علی ما یشمل المستور قسم اول یعنی مستور تو جمہور محققین کے نزدیک مقبول ہے یہی مذہب امام الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے فتح المغیث میں ہے قبلہ ابو حنیفۃ خلافا للشافعی امام نووی فرماتے ہیں یہی صحیح ہے قالہ فی شرح المہذب ذکرہ فی التدریب وکذلک مال الی اختیارہ الامام ابو عمرو بن الصلاح فی مقدمتہ حیث قال فی المسئلۃ الثامنۃ من النوع الثالث والعشرین یشبہ ان یکون العمل علی ھذا الرأی فی کثیر من کتب الحدیث المشہورۃ فی غیر واحد من الرواۃ الذین تقادم العہد بھم وتعذرت الخبرۃ الباطنۃ بھم اور دو قسم باقی کو بعض کا حجت جانتے جمہور مورث ضعف مانتے ہیں امام زین الدین عراقی الفیہ میں فرماتے ہیں:

واختلفوا ھل یقبل المجہول	وھو علی ثلثۃ مجعول
مجہول عین من لہ راو فقط	ردہ الاکثر والقسم الوسط
مجہول حال باطن وظاہر	وحکمہ الرد لدی الجماہر
الثالث المجہول للعدالۃ	فی باطن فقط فقد رأی لہ
حجیۃ بعض من منع	ما قبلہ منہم سلیم فقطع

اسی طرح تقریب النواوی و تدریب الراوی وغیرہما میں ہے بلکہ امام نووی نے مجہول العین کا قبول بھی بہت محققین کی طرف نسبت فرمایا مقدمہ منہاج میں فرماتے ہیں المجہول اقسام مجہول العدالۃ ظاہرا و باطنا و مجہولہا باطنا مع وجودھا ظاہرا وھو المستور و مجہول العین فاما الاول فالجمہور علی انہ لا یحتج بہ واما الاخران فاحتج بہما کثیرون من المحققین بلکہ امام اجل عارف باللہ سیدی ابو طالب مکی قدس سرہ الملکی اسی کو فقہائے کرام و اولیائے عظام قدست اسرارہم کا مذہب قرار دیتے ہیں کتاب مستطاب جلیل القدر عظیم الفخر قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب کی فصل ۳۱ میں فرماتے ہیں بعض ما یضعف بہ رواۃ الحدیث وتعلل بہ احادیثھم لا یکون تعلیلا ولا جرحا عند الفقہاء ولا عند العلماء باللہ تعالی مثل

له اسمعه از الامام المتصغیر ابن ابی الرازی الشافعی قطع بقولہ ۱۲ رضی اللہ تعالی

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ان یکون الراوی مجہولا لایثارہ الخمول وقد ندب الیہ او لقلۃ الاتباع له اذا لم یقع لھم الاثرۃ عنه
یعنی بعض وہ باتیں جن کے سبب راویوں کو ضعیف اور اُن کی حدیثوں کو غیر صحیح کہہ دیا جاتا ہے فقہا و اولیا
کے نزدیک باعث ضعف و جرح نہیں ہوتیں جیسے راوی کا مجہول ہونا اس لئے کہ اس نے گمنامی پسند کی
کہ خود شرع مطہر نے اس کی ترغیب فرمائی یا اُس کے شاگرد کم ہوئے کہ لوگوں کو اُس سے روایت کا اتفاق نہ
ہوا) بہرحال نزاع اس میں ہے کہ جہالت سرے سے وجوہ طعن سے بھی ہے یا نہیں یہ کوئی نہیں کہتا کہ جس
حدیث کا راوی مجہول ہو خواہی نخواہی باطل و مجعول ہو بعض متشددین نے اگر دعوے سے قاصر دلیل ذکر بھی کی
علما نے فوراً ردّ و ابطال فرمادیا کہ جہالت کو وضع سے کیا علاقہ مولانا علی قاری رسالہ فضائل نصف شعبان
میں فرماتے ہیں۔ جھالۃ بعض الرواۃ لا تقتضی کون الحدیث موضوعا وکذا نکارۃ الالفاظ فینبغی
ان یحکم علیه بانه ضعیف ثم یعمل بالضعیف فی فضائل الاعمال یعنی بعض راویوں کا مجہول یا الفاظ
کا بے قاعدہ ہونا یہ نہیں چاہتا کہ حدیث موضوع ہو ہاں ضعیف کہو پھر فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کیا
جاتا ہے) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں امام ابن حجر مکی سے نقل فرمایا فیه راو مجہول ولا یضر لانه من احادیث الفضائل[1]
اس میں ایک راوی مجہول ہے اور کچھ نقصان نہیں کہ یہ حدیث تو فضائل کی ہے) موضوعات کبیر میں استاذ المحدثین
امام زین الدین عراقی سے نقل فرمایا انه[2] لیس بموضوع وفی سندہ مجہول یہ موضوع نہیں اس کی سند
میں ایک راوی مجہول ہے) امام بدر الدین زرکشی پھر امام محقق جلال الدین سیوطی لآلی مصنوعہ میں فرماتے ہیں[3]
لو ثبتت جھالته لم یلزم ان یکون الحدیث موضوعا ما لم یکن فی اسنادہ من یتھم بالوضع یعنی راوی کی
جہالت ثابت بھی ہو تو حدیث کا موضوع ہونا لازم نہیں جب تک اُس کی سند میں کوئی راوی وضع حدیث
سے متہم نہ ہو) یہی دونوں امام تخریج احادیث رافعی و لآلی میں فرماتے ہیں[4] لا یلزم من الجھل بحال الراوی
ان یکون الحدیث موضوعا راوی کے مجہول الحال ہونے سے حدیث کا موضوع ہونا لازم نہیں) امام ابو
الفرج ابن الجوزی نے اپنی کتاب موضوعات میں حدیث من قرأ فی بیته شعر بعد العشاء الآخرۃ لم
تقبل له صلاۃ تلك اللیلة کی یہ علت بیان کی کہ اس میں ایک راوی مجہول اور دوسرا مضطرب کثیر الخطا

---

[1] ذکرہ فی باب فضل الاذان واجابۃ المؤذن آخر الفصل الثانی ۱۲ منه [2] یرید حدیث عالم قریش یملؤ الارض علما ۱۲ منه [3] قالہ فی حدیث ابن
عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فی صلاۃ .... بین اعل ابو الفرج بجہالۃ موسٰی بن عبد العزیز ۱۲ منه [4] قالاہ فی حدیث و عید تارک الحج فلیمت
ان شاء یہودیا او نصرانیا ۱۲ منه رضی اللہ تعالٰی عنه

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ہے اس پر شیخ الحفاظ امام ابن حجر عسقلانی نے القول المسدد فی الذب عن مسند احمد پھر امام سیوطی نے لآلی وتعقبات میں فرمایا لیس فی شیئ مما ذکرہ ابوالفرج ما یقتضی الوضع یہ علتیں جو ابوالفرج نے ذکر کیں ان میں ایک بھی موضوعیت کی مقتضی نہیں) امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں حدیث انس رضی اللہ عنہ فی تزویج فاطمۃ من علی رضی اللہ تعالٰی عنہما کی نسبت فرماتے ہیں کونہ کذبا فیہ نظر وانما ھو غریب فی سندہ مجہول اس کا کذب ہونا مسلّم نہیں ہاں غریب ہے اور راوی مجہول علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں قال السہیلی فی اسنادہ مجاھیل وھو یفید ضعفہ فقط وقال ابن کثیر منکر جدا وسندہ مجہول وھو ایضا صریح فی انہ ضعیف فقط فالمنکر من قسم الضعیف ولذا قال السیوطی بعد ما اورد قول ابن عساکر منکر ھذا حجۃ لما قلتہ من انہ ضعیف لا موضوع لان المنکر من قسم الضعیف وبینہ وبین الموضوع فرق معروف فی الفن فالمنکر ما انفرد بہ الراوی الضعیف مخالفا لروایۃ الثقات فان انتفت کان ضعیفا فقط وھی مرتبۃ فوق المنکر اصلح حالا منہ اھ ملتقطا خلاصہ یہ کہ سند میں متعدد مجہولوں کا ہونا حدیث میں صرف ضعف کا مورث ہے اور صرف ضعیف کا مرتبہ حدیث منکر سے احسن واعلٰی ہے جسے ضعیف راوی نے ثقہ راویوں کے خلاف روایت کیا ہو پھر وہ بھی موضوع نہیں تو فقط ضعیف کو موضوعیت سے کیا علاقہ امام جلیل جلال سیوطی نے ان مطالب کی تصریح فرمائی واللہ تعالٰی اعلم (افادہ سوم) اسی طرح سند کا منقطع ہونا مستلزم وضع نہیں ہمارے ائمہ کرام اور جمہور علماء کے نزدیک تو انقطاع سے صحت و حجیت ہی میں کچھ خلل نہیں آتا امام محقق کمال الدین محمد بن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں بالانقطاع وھو عندنا کالارسال بعد عدالۃ الرواۃ وثقتھم لا یضر امام ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں لا یضر ذلک فان المنقطع کالمرسل فی قبولہ من الثقات مولانا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں قال ابو داود ھذا مرسل ای نوع مرسل وھو المنقطع لکن المرسل حجۃ عندنا وعند الجمہور اھ اور جو اُسے قادح جانتے ہیں وہ بھی صرف مورث ضعف مانتے ہیں نہ کہ مستلزم موضوعیت مرقاۃ شریف میں امام ابن حجر مکی سے منقول لا یضر ذلک فی الاستدلال بہ ھھنا لان المنقطع یعمل بہ فی الفضائل اجماعا یعنی یہ امر

---

[1] باب وفاۃ امہ وما یتعلق بابویہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منہ [2] یعنی حدیث احیاء الابوین الکریمین حتی آمنا بہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ منہ [3] قولہ کالارسال ای علی تفسیرہ وھو منہ علی الآخر وھو ہو فی الطلاق ۱۲ منہ [4] اول صفۃ الصلاۃ فی الکلام علی زیادۃ وجل ثناؤک فی الثناء ۱۲ منہ [5] تحت حدیث اذا رکع احدکم فقال فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلث مرات فقد تم رکوعہ قال الترمذی لیس اسنادہ بمتصل فقال ابن حجر ہو لا یضر ذلک الخ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ [6] تحت حدیث ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقبل بعض ازواجہ ثم یصلی ولا یتوضو ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

افادہ چہارم: حدیث کا مضطرب یا منکر یا مدرج ہونا موضوعیت نہیں

یہاں کچھ استدلال کو مضر نہیں کہ منقطع پر فضائل میں تو بالاجماع عمل کیا جاتا ہے (**افادہ چہارم**) انقطاع تو ایک امر سہل ہے جسے صرف بعض نے طعن جانا علما فرماتے ہیں حدیث کا مضطرب بلکہ منکر ہونا بھی موضوعیت سے کچھ نہیں رکھتا یہاں تک کہ در بارۂ فضائل مقبول رہے گی بلکہ فرمایا کہ مدرج بھی موضوع سے جدا قسم ہے حالانکہ اس میں تو کلام غیر کا خلط ہوتا ہے تعقبات[1] میں ہے المضطرب من قسم الضعیف لا الموضوع اسی[2] میں ہے المنکر نوع اٰخر غیر الموضوع وھو من قسم الضعیف اسی میں ہے صرح ابن عدی بان الحدیث منکر فلیس بموضوع اسی[3] میں ہے المنکر من قسم الضعیف وھو محتمل فی الفضائل اسی[4] میں ہے رایت الذھبی قال فی تاریخہ ھذا حدیث منکر لایعرف الا ببشر وھو ضعیف انتھی فعلم انہ ضعیف لاموضوع اسی[5] میں ہے حدیث ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ علیکم بلباس الصوف تجدوا حلاوۃ الایمان فی قلوبکم الحدیث بطولہ فیہ الکدیمی وضاع قلت قال البیہقی فی الشعب ھذہ الجملۃ من الحدیث معروفۃ من غیر ھذا الطریق وزاد الکدیمی فیہ زیادۃ منکرۃ ویشبہ ان تکون من کلام بعض الرواۃ فالحق بالحدیث انتھی والجملۃ المعروفۃ اخرجہا الحاکم فی المستدرک والحدیث المطول من قسم المدرج لا الموضوع

افادہ پنجم: حدیث میں راوی کا مبہم ہونا بھی موضوعیت نہیں

(**افادہ پنجم**) غیر جہالت راوی کا تو یہ حاصل تھا کہ شاگرد ایک یا عدالت مشکوک شخص تو معین تھا کہ فلاں ہے مبہم میں تو اتنا بھی نہیں جیسے حدثنی رجل مجھ سے ایک شخص نے حدیث بیان کی یا بعض اصحابنا ایک رفیق نے خبر دی پھر یہ بھی صرف مورث ضعف ہے نہ کہ موجب وضع امام الشان علامہ ابن حجر عسقلانی رسالہ قوۃ الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج پھر خاتم الحفاظ لآلی میں فرماتے ہیں لایستحق الحدیث ان یوصف بالوضع بمجرد ان راویہ لم یسم ولہذا تصریح فرمائی کہ حدیث مبہم کا طرق دیگر سے جبر نقصان ہو جاتا ہے تعقبات[6] میں زیر حدیث اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ کہ عقیلی نے بطریق یزید بن ہارون قال انبانا شیخ من قریش عن الزھری عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کی فرمایا اوردہ (یعنی ابا الفرج) من حدیث عائشۃ من طرق فی الاول رجل لم یسم وفی الثانی عبدالرحمٰن بن ابی بکر الملیکی متروک وفی الثالث الحکم بن عبداللہ الایلی احادیثہ موضوعۃ قلت عبدالرحمٰن لم یتھم بکذب ثم انہ لم ینفرد بہ بل تابعہ

تعدد طرق سے مبہم کا جبر نقصان ہو جاتا ہے

---

[1] ذکرہ فی آخر باب الجنائز ۱۲ منہ [2] اول باب الاطعمۃ ۱۲ منہ [3] اول باب البعث ۱۲ منہ [4] قالہ فی اواخر الکتاب تحت حدیث فضل قزوین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ [5] اول باب اللباس ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ [6] باب الحج حدیث دعا لامتہ عشیۃ عرفۃ بالمغفرۃ ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

اسمٰعیل بن عباس وکلاھما یحیان الھمام الذی فی الطریق الاول اھ مختصرا بلکہ وہ خود حدیث دیگر کو قوت دینے کی لیاقت رکھتی ہے استاذ الحفاظ قوۃ الحجاج پھر خاتم الحفاظ تعقبات میں فرماتے ہیں سا جالد ثقات الاوان فیہ مبھما لم یسم فان کان ثقۃ فھو علی شرط الصحیح وان کان ضعیفا فھو عاضد للمسند المذکور (**افادہ ششم**) بھلا جہالت وابہام تو عدم علم عدالت ہے اور بداہت عقل شاہد کہ علم عدم عدم علم سے زائد مجہول ومبہم کا کیا معلوم شاید فی نفسہ ثقہ ہو کما مرانفا عن الامامین الحافظین اور جس پر جرح ثابت احتمال ساقط ولہذا محدثین دربارہ مجہول رد وقبول میں مختلف اور ثابت الجرح کے رد پر متفق ہوئے امام نووی مقدمہ منہاج میں ابوعلی غسانی جیانی سے ناقل الناقلون سبع طبقات ثلث مقبولۃ وثلث متروکۃ والسابعۃ مختلف فیھا (الی قولہ) السابعۃ قوم مجہول انفردوا بروایات لم یتابعوا علیھا فقبلھم قوم ووقفھم اخرون پھر علما کی تصریح ہے کہ مجرد ضعف رواۃ کے سبب حدیث کو موضوع کہہ دینا ظلم وجزاف ہے حافظ سیف الدین احمد بن ابی المجد پھر قدوۃ الفن شمس ذہبی اپنی تاریخ پھر خاتم الحفاظ تعقبات ولآلی وتدریب میں فرماتے ہیں صنف ابن الجوزی کتاب الموضوعات فاصاب فی ذکر احادیث مخالفۃ للنقل والعقل ومما لم یصب فیہ اطلاقہ الوضع علی احادیث بکلام بعض الناس فی رواتھا کقولہ فلان ضعیف او لیس بالقوی او لین ولیس ذلک الحدیث مما یشھد القلب ببطلانہ ولا فیہ مخالفۃ ولا معارضۃ لکتاب ولا سنۃ ولا اجماع ولا حجۃ بانہ موضوع سوی کلام ذلک الرجل فی راویہ وھذا عدوان ومجازفۃ اھ (**افادہ ہفتم**) پھر کسی ہلکے سے ضعف کی خصوصیت نہیں بلکہ سخت سخت اقسام جرح میں جن کا ہر ایک جہالت راوی سے بدرجہا بدتر ہے یہی تصریح ہے کہ ان سے بھی موضوعیت لازم نہیں مثلاً راوی کی اپنے مرویات سے ایسی غفلت کہ دوسرے کی تلقین قبول کرنے یعنی دوسرا جو بتادے کہ تو نے یہ سنا تھا وہی مان لے پر ظاہر کہ یہ شدت غفلت سے ناشی اور غفلت کا طعن فسق سے بھی بدتر اور جہالت سے تو چار درجہ زیادہ سخت ہے امام الشان نے نخبۃ الفکر میں اسباب طعن کی دس قسمیں فرمائیں **کذب** کہ معاذ اللہ قصداً حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افترا کرے **تہمت کذب** کہ جو حدیث اس کے سوا دوسرے نے روایت نہ کی مخالف قواعد دینیہ ہو یا اپنے کلام میں جھوٹ کا عادی ہو۔ **کثرت غلط۔ غفلت۔ فسق۔ وہم۔ مخالفت ثقات۔ جہالت۔ بدعت۔ سوئے حفظ** اور تصریح فرمائی کہ ہر پہلا دوسرے سے سخت

افادہ ششم: محض ضعف راوی کے باعث حدیث کو موضوع کہہ دینا ظلم وجزاف ہے

۵ قالہ تحت حدیث من قرأ آیۃ الکرسی دبر کل صلاۃ مکتوبۃ لم یمنعہ من دخول الجنۃ الا ان یموت ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

تر ہے حیث قال الطعن یکون بعشرۃ اشیاء بعضہا اشد فی القدح من بعض وترتیبہا علی الاشد فالاشد فی موجب الرد اھ ملخصا پھر علما فرماتے ہیں ایسے غافل شدید الطعن کی حدیث بھی موضوع نہیں ادا خر تعقبات میں ہے فیہ یزید بن ابی زیاد وکان یلقن قلت ہذا لایقتضی الحکم بوضع حدیثہ (**افادہ ہشتم**) یونہی منکر الحدیث اگرچہ یہ جرح امام اجل محمد بن اسمٰعیل بخاری علیہ رحمۃ الباری نے فرمائی ہو حالانکہ وہ ارشاد فرما چکے کہ میں جسے منکر الحدیث[1] کہوں اوس سے روایت حلال نہیں میزان الاعتدال امام ذہبی میں ہے نقل ابن القطان[2] البخاری قال من قلت فیہ منکر الحدیث فلا یحل الروایۃ عنہ اوسی[3] میں ہے قد مرلنا ان البخاری قال من قلت فیہ منکر الحدیث فلا یحل روایۃ حدیثہ باینہمہ علما نے فرمایا ایسے کی حدیث بھی موضوع نہیں تعقبات[4] میں ہے قال البخاری منکر الحدیث فغایتہ امر حدیثہ ان یکون ضعیفا (**افادہ نہم**) ضعیفوں میں سب سے بدتر درجہ متروک کا ہے جس کے بعد صرف[5] متہم بالوضع یاکذاب دجال کا مرتبہ ہے میزان میں ہے اردی عبارات الجرح دجال کذاب او وضاع یضع الحدیث ثم متہم بالکذب ومتفق علی ترکہ ثم متروک الخ امام الشان تقریب التہذیب میں ذکر مراتب رواۃ میں فرماتے ہیں العاشرۃ من لم یوثق البتۃ وضعف مع ذلک بقادح والیہ الاشارۃ بمتروک او متروک الحدیث او واہی الحدیث اوساقط الحادیۃ عشر من اتہم بالکذب الثانیۃ عشر من اطلق علیہ اسم الکذب والوضع اس پر بھی علمانے تصریح فرمائی کہ متروک کی حدیث بھی صرف ضعیف ہی ہے موضوع نہیں امام ابن حجر اطراف العشرہ[2] پھر خاتم الحفاظ لآلی میں فرماتے ہیں۔
ابن حبان وتبعہ ابن الجوزی ان ہذا المتن موضوع ولیس کما قال فان الراوی وان کان متروکا عندالاکثر ضعیفا عند البعض فلم ینسب للوضع اھ مختصرا امام بدر زرکشی کتاب النکت علی ابن الصلاح پھر خاتم الحفاظ لآلی میں فرماتے ہیں بین قولنا لم یصح وقولنا موضوع بون کبیر و سلیمن بن ارقم وان کان متروکا

---

[1] کانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کان یتورع عن اطلاق الفاظ شدیدۃ مخافۃ ان یکون بعضہ من باب شتم الاعراض وقد وجب الذب عن الاحادیث فاصطلح علی ہذا جمعا بین الامرین ۱۲ منہ [2] ذکرہ فی ابان بن جبلۃ الکوفی ۱۲ منہ [3] قالہ فی سلیمن بن داود الیمانی ۱۲ منہ [4] باب فضائل القرآن ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

[5] بلکہ مولانا علی قاری نے حاشیہ نزہۃ النظر میں متروک ومتہم بالوضع کا ایک مرتبہ میں ہونا نقل کیا حیث قال قیل المرتبۃ الثالثۃ فلان متہم بالکذب اوالوضع اوساقط اوہالک اوذاہب الحدیث وفلان متروک اومتروک الحدیث اوترکوہ **اقول** وکان ہذا القائل ایضا لایقول باستواء جمیع ماذکر فی المرتبۃ بل فیہا ایضا تشکیک عندہ وکذا فی ذلک الرابعۃ[؟] ذات فلا ان قیل قولہ متروک الا ان فیہ انما سقطا وما بعدہ لایعتریہ متروکا وما بعدہ فافہم ۱۲ منہ [2] فی التوحید تحت حدیث ان اللہ عزوجل قرأ طٰہٰ ویٰس قبل ان یخلق آدم الحدیث ۱۲ منہ [2] تحت حدیثہ ایضا والذی نفسی بیدہ ما انزل اللہ من وحی قط علی نبی بینہ وبینہ الا بالعربیۃ الحدیث ۱۲ منہ

افادہ ہشتم: منکر الحدیث کی حدیث بھی موضوع نہیں
افادہ نہم: متروک کی حدیث بھی موضوع نہیں

https://www.facebook.com/darahlesunnat

فلم یتھم بکذب ولا وضع اھ ملخصا ابوالفرج نے ایک حدیث میں طعن کیا کہ الفضل متروک لآلی[4] میں فرمایا فی الحکم بوضعہ نظر فان الفضل لم یتھم بکذب تعقبات[5] میں ہے اصبغ شیعی متروک عند النسائی فحاصل کلامہ انہ ضعیف لا موضوع وبذلک صرح البیہقی حدیث جلیلہ صوفیۂ کرام قدست اسرارہم کہ من اخلص للّٰہ تعالٰی اربعین یوما ظھرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ ابن جوزی نے بطرق عدیدہ روایت کرکے اُس کے رواۃ میں کسی کے مجہول کسی کے کثیر الخطا کسی کے مجروح کسی کے متروک ہونے سے طعن کیا تعقبات میں سب کا جواب یہی فرمایا کہ ما فیھم متھم بکذب یعنی یہ سب کچھ سہی پھر اُن میں کوئی منھم بکذب تو نہیں کہ حدیث کو موضوع کہہ سکیں یونہی ایک حدیث[6] کی علت بیان کی لیث بن سلیم عن القاسم متروک ان تعقبات میں فرمایا لیث لم یتھم بکذب حدیث ابی ہریرہ اتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلا الحدیث میں کہا تفرد بہ مسلمۃ بن علی الخشنی وھو متروک تعقبات میں فرمایا مسلمۃ وان ضعف فلم یجرح بکذب حدیث ابی ہریرہ ثلثۃ لا یعادون پر بھی مسلمہ مذکور سے طعن کیا تعقبات میں فرمایا لم یتھم بکذب والحدیث ضعیف لا موضوع سبحان اللہ جب انتہا درجہ کی شدید جرحوں سے موضوعیت ثابت نہیں ہوتی تو صرف جہالت راوی یا انقطاع سند کے سبب موضوع کہہ دینا کیسی جہالت اور عدل وعقل سے انقطاع کی حالت ہے ولکن الوھابیۃ قوم یجھلون **تذییل** یہ ارشادات تو ہمارے ائمۂ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے تھے ایک قول وہابیہ کے امام **شوکانی** کا بھی لیجئے موضوعات ابوالفرج میں یہ حدیث کہ جب مسلمان کی عمر چالیس برس کی ہوتی ہے اللہ تعالٰی جنون وجذام وبرص کو اُس سے پھیر دیتا ہے اور پچاس سال والے پر حساب میں نرمی اور ساٹھ برس والے کو توبہ وعبادت نصیب ہوتی ہے ہفتاد سالہ کو اللہ عزوجل اور اُس کے فرشتے دوست رکھتے ہیں اسّی برس والے کی نیکیاں قبول اور برائیاں معاف نوّے برس والے کے سب اگلے پچھلے گناہ مغفور ہوتے ہیں وہ زمین میں اللہ عزوجل کا قیدی کہلاتا ہے اور اپنے گھر والوں کا شفیع کیا جاتا ہے بطرق عدیدہ روایت کرکے اُس کے راویوں پر طعن کیے کہ یوسف بن ابی ذرہ راوی مناکیر لیس بشیٔ ہے اور فرج ضعیف منکر الحدیث کہ واہی حدیثوں کو صحیح سندوں سے ملادیتا ہے اور محمد بن عامر حدیثوں کو پلٹ دیتا ثقات سے وہ روایتیں کرتا ہے جو اُن کی حدیث سے نہیں اور عزرمی متروک اور عباد بن عباد مستحق ترک

[4] فیہ ایضا تحت حدیث ابن شاہین لما کلم اللہ تعالٰی موسٰی یوم الطور کلمہ بغیر الکلام الذی کلمہ یوم ناداہ الحدیث ۱۲ منہ [5] ذکرہ فی اول باب الصلاۃ ۱۲ [6] اللئالی المصنوعۃ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ یعنی حدیث ابی امامۃ من قال حین یمسی صلی اللہ تعالٰی علی نوح وعلیہ السلام لم تلدغہ عقرب تلک اللیلۃ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

اور عزرہ کو یحیٰی ابن معین نے ضعیف بتایا اور ابو الحسن کوفی مجہول اور عائذ ضعیف ہے شوکانی نے ان سب مطاعن کو نقل کرکے کہا ھذا غایۃ ما ابداہ ابن الجوزی من الادلۃ علی ما حکم بہ من الوضع وقد افرط وتجازف فلیس مثل ھذہ المقالات توجب الحکم بالوضع بل اقل احوال الحدیث ان یکون حسنا لغیرہ یعنی ابن جوزی نے جو اس حدیث پر حکم وضع کیا اس کی دلیل میں انتہا درجہ یہ طعن پیدا کیے اور بے شک وہ حد سے بڑھے اور بیباکی کو کام میں لائے کہ ایسے طعن حکم وضع کے موجب نہیں بلکہ کم درجہ حال اس حدیث کا یہ ہے کہ حسن لغیرہ ہو انتھٰی واللہ الہادی الی سبیل الھدایۃ۔ **افادۂ دہم** غرض ایسے وجوہ سے حکم وضع کی طرف راہ چاہنا محض ہوس ہے ہاں موضوعیت یوں ثابت ہوتی ہے کہ اس روایت کا مضمون قرآن عظیم یا سنت متواترہ یا اجماع قطعی قطعیات الدلالۃ یا عقل صریح یا حس صحیح یا تاریخ یقینی کے ایسا مخالف ہو کہ احتمال تاویل وتطبیق نہ رہے (۷) یا معنی شنیع وقبیح ہوں جن کا صدور حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ علیہ سے معقول نہ ہو جیسے معاذ اللہ کسی فساد یا ظلم یا عبث یا سفہ یا مدح باطل یا ذم حق پر مشتمل ہونا (۸) یا ایک جماعت جس کا عدد حد تواتر کو پہنچے اور ان میں احتمال کذب یا ایک دوسرے کی تقلید کا نہ رہے اس کے کذب وبطلان پر گواہی مستنداً الی الحس دے (۹) یا خبر کسی ایسے امر کی ہو کہ اگر واقع ہوتا تو اس کی نقل وخبر مشہور ومستفیض ہو جاتی مگر اس روایت کے سوا اس کا کہیں پتا نہیں (۱۰) یا کسی حقیر فعل کی مدحت اور اس پر وعدہ وبشارت یا صغیر امر کی مذمت اور اس پر وعید وتہدید میں ایسے لمبے چوڑے مبالغے ہوں جنہیں کلام معجز نظام نبوت سے مشابہت نہ رہے یہ دس صورتیں تو صریح ظہور ووضوح وضع کی ہیں (۱۱) یا یوں حکم وضع کیا جاتا ہے کہ لفظ رکیک وسخیف ہوں جنہیں سمع دفع اور طبع منع کرے اور ناقل مدعی ہو کہ یہ بعینہا الفاظ کریمہ حضور افصح العرب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یا وہ محل ہی نقل بالمعنی کا نہ ہو (۱۲) یا ناقل رافضی حضرات اہل بیت کرام علی سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے فضائل میں وہ باتیں روایت کرے جو اس کے غیر سے ثابت نہ ہوں جیسے حدیث لحمک لحمی ودمک دمی اقول انصافاً یوہیں وہ مناقب امیر معاویہ وعمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صرف نواصب کی روایت سے آئیں کہ جس طرح روافض نے فضائل امیر المؤمنین واہل بیت طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں قریب تین لاکھ حدیثوں کے وضع کیں کما نص علیہ الحافظ ابو یعلی والحافظ الخلیلی فی الارشاد یوہیں نواصب نے مناقب امیر معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حدیثیں گڑھیں۔ کما ارشد الیہ الامام الذاب

(افادہ دہم) موضوعیت حدیث
پہچاننے کی بارہ صورتیں

ف زدتہ لان التواتر لا یعتبر الا فی الحسیات کما نصوا علیہ فی الاصلین ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

عن السنة احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالٰی (۱۳) یا قرائن حالیہ گواہی دے رہے ہوں کہ یہ روایت اس شخص نے کسی طمع سے یا غضب وغیرہا کے باعث ابھی گڑھ کر پیش کردی ہے جیسے حدیث سبق میں زیادت جناح اور حدیث ذم معلمین اطفال (۱۴) یا تمام کتب و تصانیف اسلامیہ میں استقراء تام کیا جائے اور اس کا کہیں پتا نہ چلے یہ صرف اجلۂ حفاظ ائمہ شان کا کام تھا جس کی لیاقت صدہا سال سے معدوم (۱۵) یا راوی خود اقرار وضع کردے خواہ صراحۃً خواہ ایسی بات کہے جو بمنزلہ اقرار ہو مثلاً ایک شیخ سے بلاواسطہ بدعوی سماع روایت کرے پھر اس کی تاریخ وفات وہ بتائے کہ اس کا اس سے سننا معقول نہ ہو یہ پندرہ باتیں ہیں کہ شاید اس جمع و تلخیص کے ساتھ ان سطور کے سوا نہ ملیں ولو بسطنا المقال علی کل صورۃ لطال الکلام وتقاضی المرام ولسنا هنا لک لبصد د ذلک ثم اقول رہا یہ کہ جو حدیث ان سب سے خالی ہو اس پر حکم وضع کی رخصت کس حال میں ہے اس باب میں کلمات علمائے کرام تین طرز پر ہیں (۱) انکار محض یعنی بے امور مذکورہ کے اصلاً حکم وضع کی راہ نہیں اگرچہ راوی وضاع کذاب ہی پر اس کا مدار ہو امام سخاوی نے فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں اسی پر جزم فرمایا فرماتے ہیں مجرد تفرد الکذاب بل الوضاع ولو کان بعد الاستقصاء فی التفتیش من حافظ متبحر تام الاستقراء غیر مستلزم لذلک بل لابد معہ من انضمام شیئ مما سیاتی یعنی اگر کوئی حافظ جلیل القدر کہ علم حدیث میں دریا اور اس کی تلاش کامل و محیط ہو تفتیش حدیث میں استقصائے تام کرے اور بااینہمہ حدیث کا پتہ ایک راوی کذاب بلکہ وضاع کی روایت سے جدا کہیں نہ ملے تاہم اس سے حدیث کی موضوعیت لازم نہیں آتی جب تک امور مذکورہ سے کوئی امر اس میں موجود نہ ہو مولانا علی قاری نے موضوعات کبیر میں حدیث ابن ماجہ دربارۂ اتخاذ دجاج کی نسبت نقل کیا کہ اس کی سند میں علی بن عروہ دمشقی ہے ابن حبان نے کہا وہ حدیثیں وضع کرتا تھا پھر فرمایا والظاہر ان الحدیث ضعیف لا موضوع ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں (۲) حدیث فضیلت عسقلان کا راوی ابو عقال هلال بن زید ہے ابن حبان نے کہا وہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موضوعات روایت کرتا ولہذا ابن الجوزی نے اس پر حکم وضع کیا امام الشان حافظ ابن حجر نے قول مسدد پھر خاتم الحفاظ نے لآلی میں فرمایا ھذا الحدیث فی فضائل الاعمال والتحریض علی الرباط فلیس فیہ ما یحیل الشرع ولا العقل فالحکم علیه بالبطلان بمجرد کونہ من روایۃ ابی عقال لا یتجہ وطریقۃ الامام احمد معروفۃ فی التسامح فی احادیث الفضائل دون احادیث الاحکام یہ حدیث فضائل اعمال کی ہے اس میں سرحد دار الحرب پر

https://www.facebook.com/darahlesunnat

گھوڑے باندھنے کی ترغیب ہے اور ایسا کوئی امر نہیں جسے شرع یا عقل محال مانے تو صرف اس بنا پر کہ اس کا راوی ابوعقال ہے باطل کہہ دینا نہیں بنتا امام احمد کی روش معلوم ہے کہ احادیث فضائل میں نرمی فرماتے ہیں نہ احادیث احکام میں) یعنی تو اُسے درج مسند فرمانا کچھ معیوب نہ ہوا (۲) کذاب وضاع جس سے عمداً نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر معاذ اللہ بہتان و افترا کرنا ثابت ہو صرف ایسے کی حدیث کو موضوع کہیں گے وہ بھی بطریق ظن نہ بروجہ یقین کہ بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے اور اگر قصداً افترا اس سے ثابت نہیں تو اُس کی حدیث موضوع نہیں اگرچہ متہم بکذب و وضع ہو یہ مسلک امام الشان و غیرہ علما کا ہے نخبہ و نزہہ میں فرماتے ہیں الطعن اما ان یکون لکذب الراوی بان یروی عنہ مالم یقلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم متعمداً لذلک او تھمتہ بذلک الاول ھو الموضوع والحکم علیہ بالوضع انما ھو بطریق الظن الغالب لا بالقطع اذ قد یصدق الکذوب والثانی ھو المتروک اھ ملتقطا یہی امام کتاب الاصابۃ فی تمییز الصحابہ میں حدیث ان الشیطان یحب الحمرۃ فایاکم والحمرۃ وکل ثوب فیہ شھرۃ[1] کی نسبت فرماتے ہیں قال الجوزقانی فی کتاب الاباطیل ھذا حدیث باطل واسنادہ منقطع کذا قال وقولہ باطل مردود فان ابا بکر الھذلی لم یوصف بالوضع وقد وافقہ سعید بن بشیر وان زاد فی السند رجلا فغایتہ ان المتن ضعیف اما الحکم بالوضع فمردود[2] علی قاری حاشیہ نزہہ میں فرماتے ہیں الموضوع ھو الحدیث الذی فیہ الطعن بکذب الراوی[3] علامہ عبدالباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں احادیث الدیک حکم ابن الجوزی بوضعہا ورد علیہ الحافظ بما حاصلہ انہ لم یتبین لہ الحکم بوضعہا اذلیس فیہا وضاع ولا کذاب نعم ھو ضعیف من جمیع طرقہ[4] اُسی میں حدیث کا لایعود الا بعد ثلث[5] پر اس طعن کے جواب میں کہ اس میں مسلمہ بن علی متروک واقع ہے فرمایا اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات وتعقبوا بانہ ضعیف فقط لا موضوع فان مسلمۃ لم یجرح بکذب کما قال الحافظ ولا التفات لمن غر بزخرف القول فقال ھو موضوع کما قال الذھبی وغیرہ[6] اُسی میں بعد کلام مذکور ہے المدار علی الاسناد فان تفرد بہ کذاب او وضاع فحدیثہ موضوع وان کان ضعیفا فالحدیث ضعیف فقط الخیص[7] ابن علی ختلی نے حدیث ثلثۃ لیس لھم عیار ۃ الرمد والدمل والنعاس کو مرفوعاً روایت کیا اور ہقل نے یحیٰی بن ابی کثیر پر موقوف رکھا تو شدت طعن کے ساتھ مخالفت کو ھو الصحیح بتایا امام حافظ نے فرمایا تصحیحہ وقفہ لا یوجب الحکم بوضعہ اذا مسلمۃ وان کان

[1] ذکرہ فی ترجمۃ رافع بن یزید الثقفی [2] منہ [3] المقصد الثانی آخر الفصل التاسع [4] منہ [5] المقصد الثامن الفصل الاول فی طبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم [6] منہ

ضعیفاً لم یجرح بکذب فجزم ابن الجوزی بوضعہ وھم اھ نقلہ الزرقانی قلت قبیل ماموا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ منصور عباسی سے ارشاد کہ اپنا مونھ حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں پھیرتا ہے وہ تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں اُن کی طرف مونھ کر اور اُن سے شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ اُن کی شفاعت قبول فرمائے گا جسے اکابر ائمہ نے باسانیدہ مقبولہ روایت فرمایا ابن تیمیہ مشہور نے جزافاً کہہ دیا کہ ان ھذہ الحکایۃ کذب علی مالک علامہ زرقانی نے اُس کے رد میں فرمایا ھذا تھور عجیب فان الحکایۃ رواھا ابوالحسن علی بن فہر فی کتابہ فضائل مالک باسناد لاباس بہ واخرجھا القاضی عیاض فی الشفاء من طریقہ عن شیوخ عدۃ من ثقات مشایخہ فمن این انھا کذب ولیس فی اسنادھا وضاع ولا کذاب افادۂ نہم میں امام الشان والامام خاتم الحفاظ کا ارشاد گزرا کہ راوی متروک سہی کسی نے اُسے وضاع تو نہ کہا امام آخر کا قول گزرا کہ مسلمہ ضعیف سہی اس پر طعن کذب تو نہیں نیز تعقبات میں فرمایا انہ لم یجرح بکذب فلا یلزم ان یکون حدیثہ موضوعاً (۳) بہت علما جہاں حدیث پر سے حکم وضع اٹھاتے ہیں وجہ رد میں کذب کے ساتھ تہمت کذب بھی شامل فرماتے ہیں بلکہ یہ کیونکہ [illegible] موضوع تو جب ہوتی کہ اس کا راوی متہم بالکذب ہوتا یہاں ایسا نہیں تو موضوع نہیں افادۂ دوم میں امام زرکشی و امام سیوطی کا ارشاد گزرا کہ حدیث موضوع نہیں ہوتی جب تک راوی متہم بالوضع نہ ہو افادۂ پنجم میں گزرا کہ ابوالفرج نے کہا ملیکی متروک ہے تعقبات میں فرمایا متہم بکذب تو نہیں افادۂ نہم میں انھیں دونوں ائمہ کا قول گزرا کہ راوی متروک سہی متہم بالکذب تو نہیں دہیں امام خاتم الحفاظ کے چار قول گزرے کہ راویوں کے مجہول مجروح کثیر الخطاء متروک ہونے سب کے یہی جواب دیئے نیز تعقبات میں ہے حدیث فیہ حسن بن فرقد لیس بشیئ قلت لم یتھم بکذب والاکثر ما فیہ ان الحدیث ضعیف اسی میں ہے حدیث فیہ عطیۃ وبشر ضعیفان قلت فی الحکم بوضعہ نظر فلم یتھم واحد منھم بکذب اسی میں ہے حدیث اطلبوا العلم ولو بالصین فیہ ابو عاتکۃ منکر الحدیث قلت لم یجرح بکذب ولا تھمۃ اسی میں ہے حدیث فیہ عمارۃ لا یحتج بہ قال الحافظ ابن حجر تابعہ اغلب شبیہ لعمارۃ فی الضعف لکن لم ار من اتھمہ بالکذب علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں حدیث عالم قریش یملؤ الارض علما کی نسبت فرمایا کیف یتصور وضعہ ولا کذاب

۱؎ المقصد العاشر الفصل الثانی فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلٰی آلہ وسلم ۱۲ منہ ۲؎ باب فضائل القرآن ۱۲ منہ ۳؎ آخر البعث منہ ۴؎ آخر التوحید ۱۲ منہ ۵؎ اول العلم ۱۲ منہ ۶؎ اول البعث ۱۲ منہ ۷؎ المقصد الثامن الفصل الثالث القسم الثانی ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

فیہ ولا متھم اس کا موضوع ہونا کیونکر متصور ہو حالانکہ نہ اس میں کوئی کذاب نہ کوئی متہم بالجملہ اس قدر پر اجماع محققین ہے کہ حدیث جب اُن دلائل و قرائن قطعیہ و غالبہ سے خالی ہو اور اُس کا مدار کسی متہم بالکذب پر نہ ہو تو ہرگز کسی طرح اُسے موضوع کہنا ممکن نہیں جو بغیر اس کے حکم بالوضع کر دے یا متشدد مفرط ہے یا مخطی غالط یا متعصب مغالط واللہ الھادی وعلیہ اعتمادی (**افادہ یازدہم**) جو حدیث فی نفسہ ان پندرہ دلائل سے منزہ ہو محدث اگر اُس پر حکم وضع کرے تو اس سے نفس حدیث پر حکم لازم نہیں بلکہ صرف اُس سند پر جو اُس وقت اُس کے پیش نظر ہے بلکہ بارہا اسانید عدیدہ حاضرہ سے فقط ایک سند پر حکم مراد ہوتا ہے یعنی حدیث اگرچہ فی نفسہ ثابت ہے مگر اس سند سے موضوع و باطل اور نہ صرف موضوع بلکہ ضعیف کہتے ہیں بھی یہ حاصل حاصل ائمہ حدیث نے ان مطالب کی تصریحیں فرمائیں تو کسی عالم کا حکم وضع یا ضعف دیکھ کر خواہی نخواہی یہ سمجھ لینا کہ اصل یا ضعیف ہے تا واقفوں کی فہم سخیف ہے میزان الاعتدال امام ذہبی میں ہے ابراھیم بن موسی المروزی عن مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما حدیث طلب العلم فریضۃ قال احمد بن حنبل ھذا کذب یعنی بھذا الاسناد والا فالمتن لہ طرق ضعیفۃ یعنی امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جو حدیث طلب العلم فریضۃ کو کذب فرمایا اُس سے مراد یہ ہے کہ خاص اس سند سے کذب ہے ورنہ اصل حدیث تو کئی سندوں ضعاف سے وارد ہے امام شمس الدین ابو الخیر محمد ابن الجزری استاذ امام الشافعی امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالٰی نے حصن حصین شریف میں جس کی نسبت فرمایا فلیعلم انی ارجو ان یکون جمیع ما فیہ صحیحا معلوم رہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب میں جتنی حدیثیں ہیں سب صحیح ہیں حدیث حاکم و ابن مردویہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یہ تعزیت نامہ ارسال فرمایا ذکر کی مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اُس کی شرح حرز ثمین میں لکھتے ہیں۔ صرح ابن الجوزی بان ھذا الحدیث موضوع قلت یمکن ان یکون بالنسبۃ الی اسنادہ المذکور عندہ موضوعا اسی طرح حرز ثمین میں ہے نیز موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں ما اختلفوا فی انہ موضوع ترکت ذکرہ للتحقیر من الخطر لاحتمال ان یکون موضوعا من طریق وصحیحا من وجہ اخر الخ علامہ زرقانی حدیث احیائی ابوین کریمین کی نسبت فرماتے ہیں قال السھیلی ان فی اسنادہ مجاھیل وھو یفید ضعفہ فقط وبہ صرح فی موضوع اخر من الروض وایدہ بحدیث ولا یلاقی ھذا التوجیہ صحتہ لان مرادہ من غیر ھذا الطریق ان وجد او فی نفس الامر لان الحکم بالضعف وغیرہ

ے اے کل من سالہا شیئا من طعام او مال اعطتہ ولم ترد ھذا ھو الراجح عندنا فی معنی الحدیث واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

افادہ یازدہم: بارہا موضوع یا ضعیف بنا بر موضوعیت ایک سند خاص کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ اصل حدیث

https://www.facebook.com/darahlesunnat

انما ھو فی الظاھر اور تیسیر میں حدیث صلوٰۃ بسواک خیر من سبعین صلاۃ بغیر سواک (مسواک کے ساتھ نماز بے مسواک کی ستر نمازوں سے بہتر ہے) ابو نعیم نے کتاب السواک میں دو جید و صحیح سندوں سے روایت کی امام ضیا نے اسے صحیح مختارہ اور حاکم نے صحیح مستدرک میں داخل کیا اور کہا شرط مسلم پر صحیح ہے امام احمد و ابن خزیمہ و حارث بن ابی اسامہ و ابو یعلی و ابن عدی و بزار و حاکم و بیہقی و ابو نعیم وغیرہم اجلہ محدثین نے بطرق عدیدہ و اسانید متنوعہ احادیث ام المومنین صدیقہ و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمرو جابر بن عبداللہ و انس بن مالک و ام الدرداء وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تخریج کی جس کے بعد حدیث پر حکم بطلان قطعاً محال باینہمہ ابو عمر ابن عبدالبر نے تمہید میں امام ابن معین سے اس کا بطلان نقل کیا علامہ شمس الدین سخاوی مقاصد حسنہ میں اسے ذکر کرکے فرماتے ہیں قول ابن عبد البر فی التمہید عن ابن معین انہ حدیث باطل ھو بالنسبۃ لما وقع لہ من طرقہ امام ابن معین کا یہ فرمانا اس سند کی نسبت ہے جو انھیں پہنچی) اور نہ حدیث تو باطل کیا معنے ضعیف بھی نہیں اقل درجہ حسن ثابت ہے اور تیسیر میں حدیث حسن صحیح مروی سنن ابی داؤد نسائی و صحیح مختارہ وغیرہا صحاح و سنن ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال ان امرأتی لا تدفع ید لامس قال طلقہا قال انی احبہا قال استمتع بھا کہ باسانید ثقات و موثقین احادیث جابر بن عبداللہ و عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آئی امام ذہبی نے مختصر سنن میں کہا اسنادہ صالح امام عبدالعظیم منذری نے مختصر سنن میں فرمایا رجالہ اسنادہ محتج بھم فی الصحیحین علی الاتفاق والانفراد امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا حسن صحیح اس حدیث کو جو حافظ ابو الفرج نے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد لیس لہ اصل ولا یثبت عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبعیت سے لا اصل لہ کہا امام الشان حدیث کا صحیح ہونا ثابت کرکے فرماتے ہیں لا یلتفت الی ما وقع من ابی الفرج ابن الجوزی حیث ذکر ھذا الحدیث فی الموضوعات ولم یذکر من طرقہ الا الطریق التی اخرجہا الخلال من طریق ابی الزبیر عن جابر و اعتمد فی بطلانہ علی ما نقلہ الخلال عن احمد فابان ذلک عن قلۃ اطلاع ابن الجوزی وغلبۃ التقلید علیہ حتی حکم بوضع الحدیث بمجرد ما جاء عن امامہ ولو عرضت ھذہ الطریق علی امامہ لاعترف ان للحدیث اصلا ولکنہ لم تقع لہ فلذلک لم ار لہ فی مسندہ ولا فیما یروی عنہ ذکرا اصلا لا من طریق ابن عباس ولا من طریق جابر سوی ما سالہ عنہ الخلال وھو معذور فی جوابہ بالنسبۃ لتلک الطریق بخصوصھا اھ ذکرہ فی اللآلی (تیسیر الاقوال انتہیٰ) بحمد اللہ تعالیٰ فقیر آستان قادری غفر اللہ تعالیٰ لہ کے

ان گیارہ افادات نے مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ کی طرح روشن کردیا کہ احادیث تقبیل ابہامین کو وضع و بطلان سے اصلا کچھ علاقہ نہیں اُن پندرہ عیبوں سے اس کا پاک ہونا تو بدیہی اور یہ بھی صاف ظاہر کہ اُس کا مدار کسی وضاع کذاب یا متہم بالکذب پر نہیں پھر حکم وضع محض بے اصل و واجب الدفع ولہٰذا علمائے کرام نے صرف لایصح فرمایا یہانتک کہ وہابیہ کے امام شوکانی نے بھی باآنکہ ایسے مواقع میں سخت تشدد اور بہت مسائل میں بے معنی تفرد کی عادت ہے فوائد مجموعہ میں اسی قدر پر اقتصار کیا اور موضوع کہنے کا راستہ نہ ملا اگر بالفرض کسی امام معتمد کے کلام میں حکم وضع واقع ہوا ہو تو وہ صرف کسی سند خاص کی نسبت ہوگا نہ اصل حدیث پر جس کے لیئے کافی سندیں موجود ہیں جنھیں وضع و واضعین سے کچھ تعلق نہیں کہ جہالت وانقطاع اگر ہیں تو مورث ضعف نہ کہ مثبت وضع بعونہ تعالیٰ یہانتک کی تقریر سے موضوعیت حدیث کی نسبت منکرین کی بالاخوانیاں بالا بالا گئیں آگے چلیے وباللہ التوفیق (افادہ دوازدہم) حدیث اگر متعدد طریقوں سے روایت کی جائے اور وہ سب ضعف رکھتے ہوں تو ضعیف ضعیف مل کر بھی قوت حاصل کرلیتے ہیں بلکہ اگر ضعف غایت شدت و قوت پر نہ ہو تو جبر نقصان ہو کر حدیث درجہ حسن تک پہنچتی اور مثل صحیح خود احکام حلال و حرام میں حجت ہوجاتی ہے مرقاۃ میں ہے[1] تعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حد الحسن (متعدد روایتوں سے آنا حدیث ضعیف کو درجہ حسن تک پہنچا دیتا ہے) آخر موضوعات کبیر میں فرمایا تعدد الطرق ولو ضعفت یرقی الحدیث الی الحسن (طرق متعددہ اگرچہ ضعیف ہوں حدیث کو درجہ حسن تک ترقی دیتے ہیں) محقق علی الاطلاق فتح القدیر[2] میں فرماتے ہیں لو تم تضعیف کلہا کانت حسنۃ لتعدد الطرق وکثرتہا (اگر سب کا ضعف ثابت بھی ہو جائے تاہم حدیث حسن ہوگی کہ طرق متعدد کثیر ہیں) اسی[3] میں فرمایا جاز فی الحسن ان یرتفع الی الصحۃ اذا کثرت طرقہ والضعیف یصیر حجۃ بذلک لان تعددہ قرینۃ علی ثبوتہ فی نفس الامر (جائز ہے کہ حسن کثرت طرق سے صحت تک ترقی پائے اور حدیث ضعیف اس کے سبب حجت ہو جاتی ہے کہ تعدد اسانید ثبوت واقعی پر قرینہ ہے) امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی میزان الشریعۃ الکبرٰی[4] فرماتے ہیں قد احتج جمہور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقہ والحقوہ بالصحیح تارۃ وبالحسن اخرٰی و ھذا النوع من الضعیف یوجد کثیرا فی کتاب السنن الکبرٰی للبیہقی التی الفہا بقصد الاحتجاج لاقوال

افادہ دوازدہم: تعدد طرق سے ضعیف [illegible]

[1] آخر الفصل الثانی باب مالایجوز من العمل فی الصلوٰۃ ۱۲ منہ [2] ذکر فی مسئلۃ السجود علی کور العمامہ ۱۲ منہ [3] قالہ فی مسئلۃ التنفل قبل المغرب ۱۲ منہ

[4] الفصل الثالث من فصول فی الاجوبۃ عن الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

الائمۃ واقول صحابھم بیشک جمہور محدثین نے حدیث ضعیف کو کثرت طرق سے حجت مانا اور ادسے کبھی صحیح اور کبھی حسن سے ملحق کیا اس قسم کی ضعیف حدیثیں امام بیہقی کے سنن کبری میں بکثرت پائی جاتی ہیں جسے انہوں نے ائمہ مجتہدین واصحاب ائمہ کے مذاہب پر دلائل بیان کرنے کی غرض سے تالیف فرمائی امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں دو بارہ حدیث توسعۃ علی العیال یوم عاشوراء امام ابوبکر بیہقی سے ناقل ھذہ الاسانید وان کانت ضعیفۃ لکنہا اذا ضم بعضہا الی بعض احدثت قوۃ یہ سندیں اگرچہ سب ضعیف ہیں مگر آپس میں ملکر قوت پیدا کریں گی بلکہ امام جلیل جلال سیوطی تعقبات میں فرماتے ہیں المتروک اوالمنکر اذا تعددت طرقہ ارتقی الی درجۃ الضعیف الغریب بل ربما ارتقی الی الحسن یعنی متروک یا منکر کہ سخت قوی الضعف ہیں یہ بھی تعدد طرق سے ضعیف غریب بلکہ کبھی حسن کے درجہ تک ترقی کرتی ہیں (**افادہ سیزدہم**) جہالت راوی بلکہ ابہام بھی اونھیں کم درجہ کے ضعفوں سے ہے جو تعدد طرق سے منجبر ہو جاتے ہیں اور حدیث کو رتبہ حسن تک ترقی سے مانع نہیں آتے یہ حدیثیں جابر و منجبر دونوں ہونے کے صالح ہیں۔ افادہ پنجم میں امام خاتم الحفاظ کا ارشاد گزرا کہ حدیث مبہم حدیث ضعیف سے منجبر ہو گئی امام الشان کا فرمانا گزرا کہ حدیث مبہم حدیث ضعیف کا جبر نقصان کرے گی ابوالفرج نے حدیث لیث عن مجاھد عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من ولد لہ ثلثۃ اولاد فلم یسم احدھم محمدا فقد جہل پر طعن کیا کہ لیث کو امام احمد وغیرہ نے متروک کیا اور ابن حبان نے مختلط بتایا امام سیوطی نے اس کا شاہد بروایت نضر بن شفی مرسلا مسند حارث سے ذکر کرکے ابن القطان سے نضر کا مجہول ہونا نقل کیا پھر فرمایا ھذا المرسل یعضد حدیث ابن عباس ویدخلہا فی قسم المقبول یہ مرسل اس حدیث کی مؤید ہوکر اوسے قسم مقبول میں داخل کرے گی علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں فی اسنادہ جہالۃ لکنہ اعتضد فصار حسنا اس کی اسناد میں جہالت ہے مگر تائید پاکر حسن ہو گئی (**افادہ چہاردہم**) حصول قوت کیلئے کچھ بہت سے ہی طرق کی حاجت نہیں صرف دو بھی ملکر قوت پاجاتے ہیں اس کی ایک مثال ابھی گزری نیز تیسیر میں فرمایا ضعیف لضعف عمرو بن واقد لکنہ یقوی بورودہ من طریقین یعنی حدیث تو اپنے راوی عمرو بن واقد متروک کے باعث ضعیف ہے مگر دو سندوں سے آکر قوت پاگئی اوسی میں حدیث اکرموا المعزی وامسحوا رغامہا فانہا من دواب الجنۃ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کو یزید نوفلی کے سبب

۱؎ باب المناقب حدیث النطرالی علی عبادۃ ۲؎ سنہ ۳؎ لآلی کتاب المبتدا ۴؎ سنہ ۵؎ تحت حدیث ابنوا المساجد آخر جوا القمامۃ ۶؎ منہ رضی اللہ تعالی عنہ

افادہ ۱۳: جہالت راوی ... حدیث مجہول ... ۱۲۰۵

افادہ ۱۴: حصول قوت کو صرف دو سندیں ... ۱۲۰

تضعیف کی پھر اُس کے شاہد بروایت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اسنادہ ضعیف لکن یعضدہ ماقبلہ فیتعاضدان سند اُس کی بھی ضعیف ہے لیکن پہلی سند اس کی تلافی کرتی ہے تو دو ملکر قوی ہو جائینگے) جامع صغیر میں حدیث اکرموا العلماء فانھم ورثۃ الانبیاء دو طریقوں سے ایراد کی اول ابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما دوم خط یعنی الخطیب فی التاریخ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما علامہ مناوی و علامہ عزیزی نے تیسیر و سراج المنیر میں زیر طریق اول لکھا ضعیف لکن یقویہ مابعدہ ضعیف ہے مگر پچھلی حدیث اسے قوت دیتی ہے) زیر طریق دوم فرمایا ضعیف لضعف الضحاک بن حجرۃ لکن یعضدہ ماقبلہ ضحاک بن حجرہ کے ضعف سے یہ بھی ضعیف ہے مگر پہلی اسے طاقت بخشتی ہے) متتبع کلمات علما اس کی بہت مثالیں پائے گا۔

(افادہ پانزدہم) اہل علم کے عمل کر لینے سے بھی حدیث قوت پاتی ہے اگرچہ سند ضعیف ہو مرقاۃ میں ہے رواہ الترمذی وقال غریب والعمل علی ھذا عند اھل العلم قال النووی واسنادہ ضعیف نقلہ میرک فکان الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اھل العلم والعلم عند اللہ تعالیٰ کما قال الشیخ محی الدین ابن العربی انہ بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ من قال لا الہ الا اللہ سبعین الفا غفر اللہ تعالیٰ لہ ومن قیل لہ غفر لہ ایضا فکنت ذکرت التہلیلۃ بالعدد المروی من غیر ان انوی لاحد بالخصوص فحضرت طعاما مع بعض الاصحاب وفیھم شاب مشھور بالکشف فاذا ھو فی اثناء الاکل اظھر البکاء فسألتہ عن السبب فقال اری امی فی العذاب فوھبت فی باطنی ثواب التہلیلۃ المذکورۃ لھا فضحک وقال انی اراھا الاٰن فی حسن المآب فقال الشیخ فعرفت صحۃ الحدیث بصحۃ کشفہ وصحۃ کشفہ بصحۃ الحدیث

یعنی امام ترمذی نے فرمایا حدیث غریب ہے اور اہل علم کا اس پر عمل سید میرک نے امام نووی سے نقل کیا کہ اُسکی سند ضعیف ہے تو گویا امام ترمذی عمل اہل علم سے حدیث کو قوت دینا چاہتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم اس کی نظیر وہ ہے کہ سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی تھی کہ جو شخص ستر ہزار بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اُس کی مغفرت ہو اور جس کے لئے پڑھا جائے اُس کی مغفرت ہو میں نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اتنے بار پڑھا تھا اس میں کسی کے لئے خاص نیت نہ کی تھی اپنے بعض رفیقوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا اُن میں ایک جوان کے کشف کا شہرہ تھا کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا میں نے سبب پوچھا کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں کلمہ کا ثواب اُس کی ماں کو بخشدیا فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اُسے اچھی جگہ دیکھتا ہوں امام محی الدین قدس سرہ فرماتے ہیں تو میں نے

ص باب ما علی الماموم ... الفصل الثانی ... رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہل علم کے عمل کر لینے سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔

https://www.facebook.com/darahlesunnat

حدیث کی صحت اُس جوان کے کشف کی صحت سے پہچانی اور اُس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے جانی) امام سیوطی تعقبات میں امام بیہقی سے ناقل تداولھا الصالحون بعضہم عن بعض وفی ذلک تقویۃ للحدیث المرفوع اسے صالحین نے ایک دوسرے سے اخذ کیا اور اُن کے اخذ میں حدیث مرفوع کی تقویت ہے) اسی میں فرمایا قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اھل العلم بہ وان لم یکن لہ اسناد یعتمد علی مثلہ متعدد علما نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اُس کے لئے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو) یہ ارشاد علما احادیث احکام کے بارہ میں ہے پھر احادیث فضائل تو احادیث فضائل ہیں) (**افادہ شانزدہم**) جن باتوں کا ثبوت حدیث سے چاہا جائے وہ سب ایک پلہ کی نہیں ہوتیں بعض تو اُس اعلٰی درجہ قوت پر ہیں کہ جب تک حدیث مشہور متواتر نہ ہو اُس کا ثبوت نہیں دے سکتے آحاد اگرچہ کیسے ہی قوت سند ونہایت صحت پر ہوں اُن کے معاملہ میں کام نہیں دیتیں یہ اصول عقائد اسلامیہ ہیں جن میں خاص یقین درکار علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالٰی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں۔ خبر الواحد علی تقدیر اشتمالہ علی جمیع الشرائط المذکورۃ فی اصول الفقہ لا یفید الا الظن ولا عبرۃ بالظن فی باب الاعتقادات حدیث آحاد اگرچہ تمام شرائط صحت کی جامع ہو ظن ہی فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں ظنیات کا کچھ اعتبار نہیں) مولانا علی قاری منح الروض الازہر میں فرماتے الآحاد لا تفید الاعتماد فی الاعتقاد احادیث آحاد دربارہ اعتقاد نا قابل اعتماد) دوسرا درجہ احکام کا ہے کہ اُن کے لئے اگرچہ اتنی قوت درکار نہیں پھر بھی حدیث کا صحیح لذاتہ خواہ لغیرہ یا حسن لذاتہ یا کم سے کم لغیرہ ہونا چاہیے جمہور علما یہاں ضعیف حدیث نہیں سنتے[1] تیسرا مرتبہ فضائل ومناقب کا ہے یہاں باتفاق[2] علما ضعیف حدیث بھی کافی ہے مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا۔ اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انھیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا یہ فضل عطا کیا تو ان کے مان لینے کو ضعیف حدیث بھی بہت ہے ایسی جگہ صحت حدیث میں کلام کرکے اُسے پایہ قبول سے ساقط کرنا فرق مراتب نہ جاننے سے ناشی جیسے بعض جاہل بول اُٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں یہ اُن[3]

[1] ای لا عبرۃ بمن شذ ۱۲ منہ [2] الاجماع المذکور فی الضعیف المطلق کما نحن فیہ ۱۲ منہ [3] مسئلہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تحقیق وتنقیح فقیر کے رسالہ البشری العاجلہ من تحف آجلہ ورسالہ الاحادیث الراویہ لمدح الامیر معاویہ ورسالہ عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام ورسالہ ذب الاھواء الواھیہ فی باب الامیر معاویہ وغیرہا میں ہے وفقنا اللہ تعالٰی بتکمیلہا لتسمیعہا وتبییضہا ونفع بہا وبسائر تصانیفی امۃ الاسلام لقضہا تبییضہا آمین بالتنظیم القدرۃ وواسع الرحمۃ آمین وصلی اللہ تعالٰی وبارک وسلم علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

کی نادانی ہے علمائے محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں یہ بے سمجھے خدا جانے کہاں سے کہاں لیجاتے ہیں عزیزو مسلم کہ صحت نہیں پھر حسن کیا کم ہے حسن بھی نہ سہی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے رسالہ قاری و مرقاۃ و شرح حجر مکی و تعقبات و لآلی امام سیوطی و قول مسدد و امام عسقلانی کی پانچ عبارتیں افادہ دوم و سوم و چہارم و دہم میں گزریں عبارت تعقبات میں تصریح تھی کہ نہ صرف ضعیف محض بلکہ منکر بھی فضائل اعمال میں مقبول ہے حالانکہ اس میں ضعف راوی کے ساتھ اپنے سے اوثق کی مخالفت بھی ہوتی ہے کہ تنہا ضعف سے کہیں بدتر ہے امام اجل شیخ العلماء والعرفاء سیدی ابوطالب محمد بن علی مکی قدس اللہ تعالٰی سرہ الملکی کتاب جلیل القدر عظیم الفخر قوت القلوب[1] فی معاملۃ المحبوب میں فرماتے ہیں الاحادیث فی فضائل الاعمال وتفضیل الاصحاب متقبلۃ محتملۃ علی کل حال مقاطیعہا ومراسیلہا لاتعارض ولا ترد کذلک کان السلف یفعلون فضائل اعمال وتفضیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی حدیثیں کیسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول وماخوذ ہیں مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ ان کی مخالفت کیجائے نہ انہیں رد کریں ائمہ سلف کا یہی طریقہ تھا امام ابوزکریا نووی اربعین پھر امام ابن حجر مکی شرح مشکوۃ پھر مولانا علی قاری مرقاۃ[2] و حرز ثمین[3] شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں قد اتفق الحفاظ ولفظ الاربعین قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال ولفظ الحرز لجواز العمل بہ فی فضائل الاعمال بالاتفاق یعنی بے شک حفاظ حدیث وعلمائے دین کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے فتح المبین[4] بشرح الاربعین میں ہے لانہ ان کان صحیحا فی نفس الامر فقد اعطی حقہ من العمل بہ والا لم یترتب علی العمل بہ مفسدۃ تحلیل ولا ضیاع حق للغیر وفی حدیث ضعیف من بلغہ عنی ثواب عمل فعملہ حصل لہ اجرہ وان لم اکن قلتہ اوکما قال واشار المصنف رحمہ اللہ تعالٰی بحکایۃ الاجماع علی ماذکرہ الی الرد علی من نازع فیہ الخ یعنی حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں عمل اس لئے ٹھیک ہے کہ اگر واقع میں صحیح ہوئی جب تو جو اس کا حق تھا کہ اس پر عمل کیا جائے ادا ہوگیا اور اگر صحیح نہ بھی ہو تو اس پر عمل کرنے میں کسی تحلیل یا تحریم یا کسی کی حق تلفی کا مفسدہ تو نہیں اور ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جسے مجھ سے کسی عمل پر ثواب کی خبر پہنچی وہ اس پر عمل کرلے اس کا اجر اسے حاصل ہو اگرچہ وہ بات واقع میں میں نے نہ فرمائی ہو لفظ حدیث کے یوں ہیں یا جس طرح حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمائے امام نووی رحمہ اللہ تعالٰی

---

[1] فی الفصل الحادی والثلثین ۱۲ منہ [2] تحت حدیث من حفظ علی امتی اربعین حدیثا قال النووی طرقہ کلہا ضعیفۃ ۱۲ منہ [3] فی شرح الخطبۃ تحت قول المصنف رحمہ اللہ تعالٰی انی ارجو ان یکون جمیع مافیہ صحیحا ۱۲ منہ [4] فی شرح الخطبۃ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

نے اُس پر نقل اجماع علما سے اشارہ فرمایا کہ جو اس میں نزاع کرے اُس کا قول مردود ہے) مقاصد حسنہ میں ہے قد قال ابن عبد البر انھم یتساھلون فی الحدیث اذا کان من فضائل الاعمال بے شک ابو عمر ابن عبد البر نے کہا کہ علما حدیث میں تساہل فرماتے ہیں جب فضائل اعمال کے بارہ میں ہو امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں الضعیف غیر الموضوع یعمل بہ فی فضائل الاعمال یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا بس اتنا چاہیئے کہ موضوع نہ ہو امقدمہ امام ابو عمرو ابن الصلاح و مقدمہ جرجانیہ و شرح الالفیۃ للمصنف و تقریب النواوی اور اُس کی شرح تدریب الراوی میں ہے واللفظ لھا یجوز عند اھل الحدیث وغیرھم التساھل فی الاسانید الضعیفۃ و روایۃ ما سوی الموضوع من الضعیف والعمل بہ من غیر بیان ضعفہ فی فضائل الاعمال وغیرھا مما لا تعلق لہ بالعقائد والاحکام وممن نقل عنہ ذلک ابن حنبل وابن مہدی وابن المبارک قالوا اذا روینا فی الحلال والحرام شددنا واذا روینا فی الفضائل ونحوھا تساھلنا اھ ملخصاً محدثین وغیرہم علما کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل اور بے اظہار ضعف موضوع کے سوا ہر قسم حدیث کی روایت اور اُس پر عمل فضائل اعمال وغیرہا امور میں جائز ہے جنھیں عقائد واحکام سے تعلق نہیں امام احمد بن حنبل و امام عبد الرحمن بن مہدی و امام عبد اللہ بن مبارک وغیرہم ائمہ سے اس کی تصریح منقول وہ فرماتے جب ہم حلال وحرام میں حدیث روایت کریں سختی کرتے ہیں اور جب فضائل میں روایت کریں تو نرمی) امام زین الدین عراقی نے الفیۃ الحدیث میں جہاں اس مسئلہ کی نسبت فرمایا عن ابن مہدی وغیرہ ولحد یعنی امام ابن مہدی وغیرہ ائمہ سے ایسا ہی منقول ہے) وہاں شارح نے فتح المغیث میں امام احمد و امام ابن معین و امام ابن المبارک و امام سفین ثوری و امام ابن عیینہ و امام ابو زکریا عنبری و حاکم و ابن عبد البر کے اسماء و اقوال نقل کیے اور فرمایا کہ ابن عدی نے کامل اور خطیب نے کفایہ میں اس کے لئے ایک مستقل باب وضع کیا) غرض مسئلہ مشہور ہے اور نصوص نامحصور اور بعض دیگر عبارات جلیلہ افادات آئندہ میں مسطور انشاء اللہ العزیز الغفور (تنبیہ جلیل) کبرائے وہابیہ بھی اس مسئلہ میں اہل حق سے موافق ہیں مولوی خرم علی رسالہ دعائیہ میں لکھتے ہیں ضعاف در فضائل اعمال و فیما کن فیہ باتفاق علما معمول بہا است الخ مظاہر حق میں راوی حدیث صلاۃ الاوابین کا منکر الحدیث ہونا امام بخاری سے نقل کر کے لکھا اس حدیث کو اگرچہ ترمذی وغیرہ نے ضعیف کیا ہے لیکن فضائل میں عمل کرنا حدیث ضعیف پر جائز ہے الخ اسی میں حدیث فضیلت شب برات کی تضعیف امام بخاری سے نقل کر کے کہا یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن عمل کرنا حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں باتفاق

https://www.facebook.com/darahlesunnat

جائز ہے" الخ (**افادہ ہفدہم**) فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے حدیث ضعیف ثبوت استحباب کے لئے بس ہے امام شیخ الاسلام ابو زکریا نفعنا اللہ تعالٰی ببرکاتہ کتاب[۱] الاذکار المنتخب من کلام سید الابرار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں فرماتے ہیں قال العلماء من المحدثین والفقہاء وغیرھم یجوز ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترھیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعا محدثین وفقہا وغیرہم علما نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی ترغیب اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جبکہ موضوع نہ ہو) بعینہا یہی الفاظ امام ابن الہمام نے العقد الفرید فی تحقیق کلمۃ التوحید پھر عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرمائے امام فقیہ النفس محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں ۔ الاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع حدیث ضعیف سے کہ موضوع نہ ہو فعل کا مستحب ہونا ثابت ہوجاتا ہے) علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی فی شرح منیۃ المصلی میں فرماتے ہیں (یستحب ان یمسح بدنہ بمندیل بعد الغسل لما روت عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خرقۃ ینشف بہا بعد الوضوء رواہ الترمذی وھو ضعیف ولکن یجوز العمل بالضعیف فی الفضائل نہا کر رومال سے بدن پونچھنا مستحب ہے کہ ترمذی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وضو کے بعد رومال سے اعضائے مبارک صاف فرماتے یہ حدیث ضعیف ہے مگر فضائل میں ضعیف پر عمل روا) مولانا علی قاری موضوعات کبیر میں حدیث مسح گردن کا ضعف بیان کرکے فرماتے ہیں الضعیف یعمل بہ فی فضائل الاعمال اتفاقا ولذا قال ائمتنا ان مسح الرقبۃ مستحب او سنۃ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر بالاتفاق عمل کیا جاتا ہے اسی لئے ہمارے ائمہ کرام نے فرمایا کہ وضو میں گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے) امام جلیل جلال سیوطی طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا میں فرماتے ہیں استحبہ ابن الصلاح وتبعہ النووی نظرا الی ان الحدیث الضعیف یتسامح بہ فی فضائل الاعمال تلقین کو امام ابن الصلاح پھر امام نووی نے اس نظر سے مستحب مانا کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کے ساتھ نرمی کی جاتی ہے) علامہ محقق جلال دوانی رحمۃ اللہ تعالٰی انموذج العلوم میں فرماتے ہیں الذی یصلح للتعویل علیہ

---

[۱] نقل ہذہ العبارۃ التسعۃ محقق العصر نادرۃ العصر تاج الفحول محب الرسول مولانا المولوی عبد القادر البدایونی ادام اللہ تعالٰی فیوضہ فی الکتاب سیف الاسلام المسلول علی المناع للعمل الموذ۔ والنقیم ۱۲ منہ [۲] اول الکتاب ثالث فصول المقدمۃ ۱۲ منہ [۳] اواخر الفصل الثانی من الباب الاول ۱۲ منہ [۴] قبیل فصل فی الجنازۃ ۱۲ منہ [۵] فی سنن الغسل ۱۲ منہ رضی اللہ تعالی عنہ [۶] نقلہ بعض العصریین مع جرح فیما زعمہ ثقۃ فی النقل ۱۲ منہ [۷] نقلہ الامام شہاب الخفاجی فی نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض ۔۔۔ ۱۲ الامام ابی داؤد وحدیث ۔۔۔ الحدیث ۔۔۔ نقلہ الشارح المجمع ۱۲

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ان یقال اذا وجد حدیث فی فضیلۃ عمل من الاعمال لایحتمل الحرمۃ والکراھیۃ یجوز العمل بہ ویستحب لانہ مامون الخطر ومرجو النفع اعتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت میں کوئی حدیث پائی جائے اور وہ حرمت وکراہت کے قابل نہ ہو تو اس حدیث پر عمل جائز ومستحب ہے کہ اندیشہ سے امان ہے اور نفع کی امید، اندیشہ سے امان یوں کہ حرمت وکراہت کا محل نہیں اور نفع کی امید یوں کہ فضیلت میں حدیث مروی اگرچہ ضعیف ہی سہی۔ **اقول** باللہ التوفیق بلکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کے معنی ہی یہ ہیں کہ استحباب مانا جائے ورنہ نفس جواز تو اصالت اباحت وانعدام نہی شرعی سے آپ ہی ثابت اس میں حدیث ضعیف کا کیا دخل ہوا تو لاجرم ورود حدیث کے سبب جانب فعل کو مترجح ماننا ہے کہ حدیث کی طرف اسناد متحقق اور اس پر عمل ہونا صادق ہو اور یہی معنی استحباب ہے آخر نہ دیکھا کہ علامہ حلبی وعلامہ قاری نے اسے عمل وجواز عمل کو دلیل ومثبت استحباب قرار دیا اور امام محمد محمد محمد ابن امیر الحاج نے مقام اباحت میں اس سے تمسک کو درجہ ترقی واولویت میں رکھا کہ جب اس پر عمل ہوتا ہے تو ثبوت اباحت تو بدرجہ اولٰی اس سے کھل گیا کہ اس پر عمل کے معنی نفس اباحت سے ایک زائد وبالاتر چیز ہے اور وہ نہیں مگر استحباب وھذا ظاھر لیس دونہ حجاب۔ حلیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں الجمھور علی العمل بالحدیث الضعیف الذی لیس بموضوع فی فضائل الاعمال فھو فی البقاء الی الاباحۃ التی لم یتم دلیل علی انتفائھا اولٰی کما فیما نحن فیہ اھ جمہور علماء کا مسلک فضائل اعمال میں حدیث ضعیف غیر موضوع پر عمل کرنا ہے تو ایسی حدیث اس اباحت فعل کے باقی رکھنے کی تو زیادہ سزاوار ہے جس کی نفی پر دلیل تمام نہ ہوئی جیسا کہ ہمارے اس مسئلہ میں ہے، امام ابو طالب مکی قوت القلوب میں فرماتے ہیں الحدیث اذا لم ینافہ کتاب او سنۃ وان لم یشھد لہ ان لم یخرج تاویلہ عن اجماع الامۃ فانہ یوجب القبول والعمل لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیف وقد قیل۔ حدیث جبکہ قرآن عظیم یا کسی حدیث ثابت کے منافی نہ ہو اگرچہ کتاب وسنت میں اس کی کوئی شہادت بھی نہ نکلے تو بشرطیکہ اس کے معنی مخالف اجماع نہ پڑتے ہوں اپنے قبول اور اپنے اوپر عمل کو واجب کرتی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کیونکر نہ مانے گا حالانکہ کہا تو گیا، یعنی جب ایک راوی جس کا کذب یقینی نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایک بات کی خبر دیتا ہے اور اس امر میں کتاب وسنت واجماع امت کی کچھ مخالفت نہیں تو نہ ماننے کی وجہ کیا ہے۔ **اقول** اما قولہ قدس سرہ یوجب فکانہ یرید بہ التاکد کما تقول لصاحبک حقک واجب علی وقال فی الکدر

۱؎ سنن الغسل مسئلۃ المندیل ص ۲۲ ۲؎ فی الفصل الحادی والثلثین ۳؎ ص ۲۵ آخر باب بعید من ۴؎ ص رضی اللہ تعالٰی عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

المختار ان المسلمین ثواب ثوبہ فوجب اتباعھم اوان ملہمہ الحامل علیہ السادات المجاھدون من الائمۃ الصوفیۃ قدسنا اللہ تعالٰی باسرارھم الصفیۃ من شدۃ تعاھدھم للمستحبات کما ھا من الواجبات وتوقیھم عن المکروھات بل وکثیر من المباحات کاھن من المحرمات اوان ھذا ھو المذھب عندہ فانہ قدس سرہ فیما نری من المجتہدین وحق لہ ان یکون منھم کما ھو شان جمیع الواصلین الی عین الشریعۃ الکبری وان انتسبوا ظاھرا الی احد من ائمۃ الفتوی کما بینہ[1] العارف باللہ سیدی عبد الوہاب الشعرانی فی المیزان واللہ تعالٰی اعلم بمراد اھل العرفان۔

افادہ بیست و ہفتم جان برادر اگر چشم بینا اور گوش شنوا ہی تو تصریحات علما وکبار خود حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے احادیث کثیرہ ارشاد فرماتی آئیں کہ ایسی جگہ حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے اور تحقیق صحت وجودت سند میں تعمق وتدقیق براہ نہ پائے ولکن الوھابیۃ قوم یعتدون بگوش ہوش سنیے اور الفاظ احادیث پر غور کرتے جائیے حسن بن عرفہ اپنے جزو حدیثی اور ابو الشیخ مکارم الاخلاق میں سیدنا **جابر بن عبداللہ** انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما اور قطعنی اور موہبی کتاب فضل العلم میں سیدنا **عبداللہ بن عمر** رضی اللہ تعالٰی عنہما اور کامل حجدری اپنے نسخہ میں اور عبداللہ بن محمد بغوی ان کے طریق سے اور ابن حبان اور ابو عمر بن عبدالبر کتاب العلم اور ابو احمد ابن عدی کامل میں سیدنا **انس بن مالک** رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی وسلم علیہ وعلیہم اجمعین فرماتے ہیں من بلغہ عن اللہ عزوجل شیئ فیہ فضیلۃ فاخذ بہ ایمانا بہ ورجاء ثوابہ اعطاہ اللہ تعالٰی ذلک وان لم یکن کذلک جسے اللہ تبارک وتعالٰی سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور اس ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالٰی اسے وہ فضیلت عطا فرمائے اگرچہ خبر ٹھیک نہ ہو) یہ لفظ حسن کے ہیں اور دارقطنی کی حدیث میں یوں ہے اعطاہ اللہ ذلک الثواب وان لم یکن ما بلغہ حقا اللہ تعالٰی اسے وہ ثواب عطا کرے اگرچہ جو حدیث اسے پہنچی حق نہ ہو) ابن حبان کی حدیث میں یہ لفظ ہیں کان منی اولم یکن چاہے وہ حدیث مجھ سے ہو یا نہ ہو) ابن عبداللہ کے لفظ یوں ہیں وان کان الذی حدثہ کاذبا اگرچہ اس حدیث کا راوی جھوٹا ہو) امام احمد وابن ماجہ وعقیلی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما جاءکم عنی من خیر قلتہ اولم اقلہ فانی اقولہ وما جاءکم عنی من شر فانی لا اقول الشر تمہیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی ہو یا نہ فرمائی میں اسے فرماتا ہوں اور جس بری بات کی خبر پہنچے تو میں

[1] فی فصل فان قال قائل فہل یجب عندکم علی المقلد الخ ثم فی فصل ان قال قائل کیف الوصول الی الاطلاع علی عین الشریعۃ المطہرۃ الخ وفی غیرھما منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

افادۂ بیست و ہفتم [illegible]

بری بات نہیں فرماتا ابن ماجہ کے لفظ یہ ہیں ماقیل من قول حسن فانا قلتہ جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی جائے وہ میں نے فرمائی ہو یا نہیں وفی الباب عن ثوبان مولٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم خلعی اپنے فوائد میں حمزہ بن عبدالمجید رحمہ اللہ تعالٰی سے راوی رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی النوم فی الحجر فقلت بابی انت و امی یا رسول اللہ انہ قد بلغنا عنک انک قلت من سمع حدیثا فیہ ثواب فعمل بذٰلک الحدیث رجاء ذٰلک الثواب اعطاہ اللہ ذٰلک الثواب وان کان الحدیث باطلا فقال ای ورب ھذہ البلدۃ انہ لمنی وانا قلتہ میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خواب میں حطیم کعبہ معظمہ میں دیکھا عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہمیں حضور سے حدیث پہنچی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اس حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عزوجل اسے وہ ثواب عطا فرمائے اگرچہ حدیث باطل ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم اس شہر کے رب کی بیشک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے فرمائی ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ابویعلی اور طبرانی معجم اوسط میں سیدنا **ابی حمزہ انس** رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من بلغہ عن اللہ تعالٰی فضیلۃ فلم یصدق بھا لم ینلھا جسے اللہ تعالٰی سے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ مانے اس فضل سے محروم رہے) ابوعمر ابن عبدالبر نے حدیث مذکور روایت کرکے فرمایا اھل الحدیث بجماعتھم یتساھلون فی الفضائل فیروونھا عن کل وانما یتشددون فی احادیث الاحکام تمام علمائے محدثین احادیث فضائل میں نرمی فرماتے ہیں انہیں ہر شخص سے روایت کرلیتے ہیں ہاں احادیث احکام میں سختی کرتے ہیں ان احادیث سے صاف ظاہر ہوا کہ جسے اس قسم کی خبر پہنچی کہ جو ایسا کرے گا یہ فائدہ پائے گا اسے چاہیے نیک نیتی سے اس پر عمل کرلے اور تحقیق صحت حدیث و نظافت سند کے پیچھے نہ پڑے وہ ان شاء اللہ تعالٰی اپنے حسن نیت سے اس نفع کو پہنچ ہی جائے گا۔ **اقول** یعنی جب تک اس حدیث کا بطلان ظاہر نہ ہو کہ بعد ثبوت بطلان رجا و امید کے کوئی معنی نہیں فقول الحدیث وان لم یکن ما بلغہ حقا ونحوہ انما یعنی بہ فی نفس الامر لابعد العلم بہ وھذا واضح جدا فتثبت ولا تزل اور وجہ اس عطائے فضل کی نہایت ظاہر کہ حضرت حق عزوجل اپنے بندہ کے ساتھ اس کے گمان پر معاملہ فرماتا ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے رب عزوجل و علا سے روایت فرماتے ہیں کہ مولٰی سبحانہ وتعالٰی فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی میں اپنے بندہ کے ساتھ وہ کرتا ہوں جو بندہ مجھ سے گمان رکھتا ہے رواہ البخاری و مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ والحاکم بمعناہ عن انس بن مالک

https://www.facebook.com/darahlesunnat

دوسری حدیث میں یہ ارشاد زائد ہے فلیظن بی ماشاء اب جیسا چاہے مجھ پر گمان کرے اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح تیسری حدیث میں یوں زیادت ہے ان ظن خیرا فلہ وان ظن شرا فلہ اگر بھلا گمان کرے گا تو اس کے لئے بھلائی ہے اور برا گمان کرے گا تو اس کے لئے رواہ الامام احمد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن علی الصحیح ونحوہ الطبرانی فی الاوسط و ابونعیم فی الحلیۃ عن واثلۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ جب اس نے اپنی صدق نیت سے اس پر عمل کیا اور رب عزجلالہ سے اس نفع کی امید رکھی تو مولٰی تبارک وتعالٰی اکرم الاکرمین ہے اس کی امید ضائع نہ کرے گا اگرچہ حدیث واقع میں کیسی ہی ہو وللہ الحمد فی الاولی والآخرۃ (افادہ نوزدہم ۱۹) اقول وباللہ التوفیق عقل اگر سلیم ہو تو ان نصوص ونقول کے علاوہ وہ خود بھی گواہ کافی ہے کہ ایسی جگہ ضعیف حدیث معتبر اور اس کا ضعف مغتفر کہ سند میں کتنے ہی نقصان ہوں آخر بطلان پر یقین تو نہیں فان الکذوب قد یصدق بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے (ف) تو کیا معلوم کہ اس نے یہ حدیث ٹھیک ہی روایت کی ہو مقدمہ امام ابوعمر تقی الدین شہرزوری میں ہے اذا قالوا فی حدیث انہ غیر صحیح فلیس ذلک قطعا بانہ کذب فی نفس الامر اذ قد یکون صدقا فی نفس الامر وانما المراد بہ لم یصح اسنادہ علی الشرط المذکور محدثین جب کسی حدیث کو غیر صحیح بتاتے ہیں تو یہ اس کے فی الواقع کذب پر یقین نہیں ہوتا اس لیے کہ حدیث غیر صحیح کبھی واقع میں سچی ہوتی ہے اس سے تو اتنی مراد ہوتی ہے کہ اس کی سند اس شرط پر نہیں جو محدثین نے صحت کے لئے مقرر کی تقریب وتدریب میں ہے اذا قیل حدیث ضعیف فمعناہ لم یصح اسنادہ علی الشرط المذکور لا انہ کذب فی نفس الامر لجواز صدق الکاذب اھ ملخصا جب کسی حدیث کو ضعیف کہا جائے تو معنی یہ ہیں کہ اس کی اسناد شرط مذکور پر نہیں نہ یہ کہ واقع میں جھوٹ ہے ممکن ہے کہ جھوٹا سچ بولا ہو (ف) محقق حیث اطلق فتح میں فرماتے ہیں ان وصف الحسن والصحیح والضعیف انما ھو باعتبار السند ظنا اما فی الواقع فیجوز غلط الصحیح وصحۃ الضعیف حدیث کو حسن صحیح یا ضعیف کہنا صرف سند کے لحاظ سے ظنی طور پر ہے واقع میں جائز ہے کہ صحیح غلط اور ضعیف صحیح ہو (ف) اسی میں ہے لیس معنی الضعیف الباطل فی نفس الامر بل مالم یثبت بالشروط المعتبرۃ عند اھل الحدیث مع تجویز کونہ صحیحا فی نفس الامر فیجوز ان یقترن قرینۃ تحقق ذلک وان الراوی الضعیف اجاد فی ھذا المتن المعین فیحکم بہ ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ وہ واقع میں باطل ہے بلکہ یہ کہ جو شرطیں اہل حدیث نے اعتبار کیں ان پر نہ آئی اس کے ساتھ جائز ہے کہ واقع میں

ف مسألۃ التنفل قبل المغرب ۱۲ منہ ف۲ مسألۃ السجود علی کور العمامۃ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

باطل ہے بلکہ یہ کہ جو شرطیں اہل حدیث نے اعتبار کیں اُن پر نہ آئی اس کے ساتھ جائز ہے کہ واقع میں صحیح ہو تو ممکن کہ کوئی ایسا قرینہ ملے جو ثابت کردے کہ وہ صحیح ہے اور راوی ضعیف نے یہ حدیث خاص اچھے طور پر ادا کی ہے اُس وقت باوصف ضعف راوی اُس کی صحت کا حکم کردیا جائے گا) موضوعات کبیر میں ہے[۱] اتفق المحققون علی ان الصحۃ والحسن والضعف انما ھی من حیث الظاہر فقط مع احتمال کون الصحیح موضوعا وعکسہ کذا افادہ الشیخ ابن حجر المکی (محققین فرماتے ہیں صحت وحسن وضعف سب بنظر ظاہر ہیں واقع میں ممکن ہے کہ صحیح موضوع ہو اور موضوع صحیح) **اقول** یہی وجہ ہے کہ بہت احادیث جنہیں محدثین کرام اپنے طور پر ضعیف و نامعتبر ٹھہرا چکے علمائے قلب عرفائے رب ائمہ عارفین سادات مکاشفین قدسنا اللہ تعالٰی باسرارہم الجلیلۃ ونور قلوبنا بانوارہم الجمیلۃ انہیں مقبول و معتمد بناتے اور بصیغ جزم و قطع حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت فرماتے اور ان کے علاوہ بہت وہ احادیث تازہ لاتے جنہیں علما اپنے زبر و دفاتر میں کہیں نہ پاتے اُن کے یہ علوم الٰہیہ بہت ظاہر بینوں کو نفع دینا درکنار الٹے باعث طعن و وقیعت و جرح و اہانت ہو جاتے حالانکہ العظمۃ للہ وہ عباد اللہ ان طاعنین سے بدرجہا اتقی للہ واعلم باللہ واشد توقیا فی القول عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تھے ولکن کل حزب بما لدیہم فرحون وربک اعلم بالمہتدین میزان مبارک میں حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم کی نسبت فرماتے ہیں ھذا الحدیث وان کان فیہ مقال عند المحدثین فہو صحیح عند اھل الکشف (اس حدیث میں اگرچہ محدثین کو گفتگو ہے مگر وہ اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے) کشف[۲] الغمہ عن جمیع الامہ میں ارشاد فرمایا کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول من صلی علی طہر قلبہ من النفاق کما یطہر الثوب بالماء وکان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول من قال صلی اللہ علی محمد فقد فتح علی نفسہ سبعین بابا من الرحمۃ والقی اللہ محبتہ فی قلوب الناس فلا یبغضہ الا من فی قلبہ نفاق قال شیخنا رضی اللہ تعالٰی عنہ ھذا الحدیث والذی قبلہ رویناھما عن بعض العارفین عن الخضر علیہ الصلوۃ والسلام عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھما عندنا صحیحان فی اعلی درجات الصحۃ وان لم یثبتہما المحدثون علی مقتضی اصطلاحہم (حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے جو مجھ پر درود بھیجے اُس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہو جائے جیسے کپڑا پانی سے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے جو کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ اس نے ستر دروازے

---

[۱] فی فصل فان ادعی احد من العلماء، ذوق ہذا المیزان ۱۲ منہ [۲] آخر الجلد الاول باب جامع فضائل الذکر آخر فصل الامر بالصلاۃ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

رحمت کے اپنے اوپر کھول لیئے اللہ عزوجل اُس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ اُس سے بغض نہ رکھے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق ہوگا۔ ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ حدیث اور اس سے پہلی ہم نے بعض اولیا سے روایت کی ہیں انھوں نے سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام انھوں نے حضور پرنور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام سے یہ دونوں حدیثیں ہمارے نزدیک اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں اگرچہ محدثین اپنی اصطلاح کی بنا پر انھیں ثابت نہ کہیں) نیز میزان الشریعۃ میں اپنے شیخ سیدی علی خواص قدس سرہ العزیز سے نقل فرماتے ہیں کما یقال عن جمیع ما رواہ المحدثون بالسند الصحیح المتصل منتھی بسندہ الی حضرۃ الحق جل وعلا فکذٰلک یقال فیما نقلہ اھل الکشف الصحیح من علم الحقیقۃ جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ جو کچھ محدثین نے سند صحیح متصل سے روایت کیا اس کی سند حضرت الٰہی عزوجل تک پہنچتی ہے یونہی جو کچھ علم حقیقت سے صحیح کشف والوں نے نقل فرمایا اس کے حق میں بھی یہی کہا جائے گا) بالجملہ اولیا کے لیے سوا اس سند ظاہری کے دوسرا طریقہ ارفع واعلیٰ ہے ولہٰذا حضرت سیدی ابویزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدس سرہ السامی اپنے زمانہ کے منکرین سے فرماتے قد اخذتم علمکم میتا عن میت واخذنا علمنا عن الحی الذی لا یموت تم نے اپنا علم سلسلۂ اموات سے حاصل کیا ہے اور ہم نے اپنا علم حی لا یموت سے لیا ہے نقلہ سیدی الامام الشعرانی فی کتابہ المبارک الملتقط الیواقیت والجواھر اخر المبحث السابع والاربعین حضرت سیدی امام المکاشفین محی الملۃ والدین شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ احادیث کی تصحیح فرمائی کہ بطور محدثین ضعیف مانی گئی تھیں۔ کما ذکرہ فی باب الثالث والسبعین من الفتوحات المکیۃ الشریفۃ الالٰھیۃ الملکیۃ ونقلہ فی الیواقیت ھنا اسی طرح خاتم حفاظ الحدیث امام جلیل جلال الملۃ والدین سیوطی قدس اللہ سرہ العزیز پچھتر بار بیداری میں زیارت جمال جہاں آرائے حضور پرنور سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم سے بہرہ ور ہوئے بالمشافہہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تحقیقات حدیث کی دولت پائی بہت احادیث کی کہ طریقہ محدثین پر ضعیف ٹھہر چکی تھیں تصحیح فرمائی جس کا بیان عارف ربانی امام العلامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے من شاء فلیتشرف بمطالعتہ یہ نفیس وجلیل فائدہ کہ بمناسب مقام بحمد اللہ تعالیٰ نفع رسانی برادران دین کے لیئے حوالہ قلم ہوا الحمد للہ یہ نقش کر لینا چاہیئے کہ اس کے جاننے والے کم ہیں اور اس لغزشگاہ میں پھسلنے والے بہت قدم سے نجدیا قطاع الفیافی الی الحمی کثیر وارباب الوصول قلائل بات دور پہنچی کہنا یہ تھا کہ سند پر کیسے ہی طعن

ملہ فصل فی بیان استحالۃ خروج شیئ من اقوال المجتھدین عن الشریعۃ مطبوعہ ۲ھ فی الفصل المذکور قبل مامر بنحو صفحۃ مع سنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

وجرح ہوں اُن کے سبب بطلان حدیث پر جزم نہیں ہوسکتا ممکن کہ واقع میں حق ہو اور جب صدق کا احتمال باقی تو عاقل جہاں نفع بے ضرر کی اُمید پاتا ہے اُس فعل کو بجالاتا ہے دین و دنیا کے کام امید پر چلتے ہیں پھر سند میں نقصان دیکھ کر ایک دست اُس سے دست کش ہونا کس عقل کا مقتضی ہے کیا معلوم اگر وہ بات سچی تھی تو خود فضیلت سے محروم رہے اور جھوٹی ہو تو فعل میں اپنا کیا نقصان فافھم وتثبت ولاتکن من المتعصبین انصاف کیجئے مثلاً کسی کو نقصان حرارت غریزی وضعف ارواح کی شکایت شدید ہو زید اُس سے بیان کرے کہ فلاں حکیم حاذق نے اس مرض کے لئے سونے کے ورق سونے کے کھرل میں سونے کی موسلی سے عرق بید مشک یا ہتھیلی پر انگلی سے شہد میں ملحق بلیغ کرکے پینا تجویز فرمایا ہے تو عقل سلیم کا اقتضا نہیں کہ جب تک اس حکیم تک سند صحیح متصل کی خوب تحقیقات نہ کرلے اُس کا استعمال طباً حرام جانے بس اتنا دیکھنا کافی ہے کہ اصول طبیہ میں میرے لئے اس میں کچھ مضرت تو نہیں ورنہ وہ مریض کہ نسخہائے قرابادین کی سندیں ڈھونڈھتا اور حال رواۃ تحقیق کرتا پھرے گا قریب ہے کہ بے عقلی کے سبب اُن ادویہ کے فوائد و منافع سے محروم رہے گا نہ عراق تنقیح سے تریاق تصحیح ہاتھ آئے گا نہ یہ مار گزیدہ دوا پائے گا بعینہ یہی حال ان فضائل اعمال کا ہے جب ہمارے کان تک یہ بات پہنچی کہ اُن میں ایسا نفع ذکر کیا گیا اور شرع مطہر نے ان افعال سے کہیں منع نہ کیا تو اب ہمیں تحقیق حدیث کی کیا ضرور ہے اگر حدیث فی نفسہ صحیح ہے فبہا ورنہ ہم نے اپنی نیک نیت کا اچھا پھل پایا ھل تربصون بنا الا احدی الحسنیین واللہ تعالٰی الموفق (**افادہ بستم**) مقاصد شرع کا عارف اور کلمات علما کا واقف جب قبول ضعیف فی الفضائل کے دلائل مذکورہ عبارات سابقہ فتح المبین امام ابن حجر مکی وانموذج العلوم محقق دوانی وقوت القلوب امام مکی رحمہم اللہ تعالٰی ونیز تقریر فقیر مذکور افادہ سابقہ پر نظر صحیح کریگا انوار تجلیہ کے پرتو سے بطور حدس بے تکلف اُس کے آئینہ دل میں مرتسم ہوگا کہ کچھ فضائل اعمال ہی میں انحصار نہیں بلکہ عموماً جہاں اُس پر عمل میں رنگ احتیاط و نفع بے ضرر کی صورت نظر آئے گی بلاشبہ قبول کی جائے گی جانب فعل میں اگر اُس کا ورود استحباب کی راہ بتائے گا جانب ترک میں تنزہ و تورع کی طرف بلائے گا کہ آخر مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا کیف وقد قیل کیونکر نہ مانے گا حالانکہ کہا تو گیا رواہ البخاری عن عقبۃ بن الحارث النوفلی رضی اللہ تعالٰی عنہ **قول** وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دع ما یریبک الی ما لا یریبک جس میں شبہہ پڑتا ہو وہ کام چھوڑ دے اور ایسے کی طرف آ جس میں کچھ دغدغہ نہیں رواہ الامام احمد وابوداود الطیالسی والدارمی و الترمذی وقال حسن صحیح والنسائی وابن حبان والحاکم وصححاہ وابن قانع فی معجمہ عن الامام ابن الامام سیدنا

https://www.facebook.com/darahlesunnat

الحسن بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند قوی وابونعیم فی الحلیۃ والخطیب فی التاریخ بطریق مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما ظاہر ہے کہ حدیث ضعیف اگر مورث ظن نہ ہو مورث شبہہ سے تو کم نہیں تو محل احتیاط میں اُس کا قبول عین مراد شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ احادیث اس باب میں بکثرت ہیں ازانجملہ حدیث اجل واعظم کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اتقی الشبہات فقد استبرأ لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبہات وقع فی الحرام کالراعی حول الحمی یوشک ان یرتع فیہ الا وان لکل ملک حمی الا وان حمی اللہ محارمہ جو شبہات سے بچے اُس نے اپنے دین وآبرو کی حفاظت کرلی اور جو شبہات میں پڑے حرام میں پڑجائے گا۔ جیسے رمنے کی گرد چرانے والا کہ نزدیک ہے کہ رمنے کے اندر چرائے۔ سن لو ہر بادشاہ کا ایک رمنا ہوتا ہے سن لو اللہ عزوجل کا رمنا وہ چیزیں ہیں جو اُس نے حرام فرمائیں۔ رواہ الشیخان عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما امام ابن حجر مکی نے فتح المبین میں ان دونوں حدیثوں کی نسبت فرمایا مرجعہما الی شیئ واحد وھو النھی التنزیھی عن الوقوع فی الشبہات یعنی حاصل مطلب ان دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ شبہہ کی بات میں پڑنا خلاف اولٰی ہے جس کا مرجع کراہت تنزیہ۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم (اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس کے جھوٹ کا وبال اُس پر ہے اور اگر سچا ہوا تو تمہیں پہنچ جائے گی کچھ نہ کچھ وہ مصیبت جس کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے) بحمد اللہ تعالٰی یہ معنی ہیں ارشاد امام ابوطالب مکی قدس سرہ کے کہ قوت القلوب شریف میں فرمایا ان الاخبار الضعاف غیر مخالفۃ الکتاب والسنۃ لا یلزمنا ردھا بل فیھا ما یدل علیہا (ضعیف حدیثیں جو مخالف کتاب وسنت نہ ہوں اُن کا رد کرنا ہمیں لازم نہیں بلکہ قرآن وحدیث اُن کے قبول پر دلالت فرماتے ہیں) لاجرم علمائے کرام نے تصریحیں فرمائیں کہ دربارۂ احکام بھی حدیث ضعیف مقبول ہوگی جبکہ جانب احتیاط میں ہو امام نووی نے اذکار میں بعد عبارت مذکورہ پھر شمس سخاوی نے فتح المغیث پھر شہاب خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا اما الاحکام کالحلال والحرام والبیع والنکاح والطلاق وغیر ذلک فلا یعمل فیھا الا بالحدیث الصحیح او الحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شیئ من ذلک کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراھۃ بعض البیوع او الانکحۃ فان المستحب ان یتنزہ عنہ ولکن لا یجب یعنی محدثین وفقہاء وغیرہم علماء فرماتے ہیں کہ حلال حرام بیع نکاح طلاق وغیرہا احکام کے بارہ میں صرف حدیث صحیح یا حسن ہی پر عمل کیا جائے گا مگر یہ کہ ان مواقع میں کسی احتیاطی بات میں ہو جیسے کسی بیع یا نکاح کی کراہت میں حدیث ضعیف

۱؎ فی فصل الحادی والثلثین ۱۲ منہ ۲؎ فی شرح الخطبۃ حیث استدل الامام المصنف بحدیث من سئل عن علم فکتمہ الحدیث ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

آئے تو مستحب ہے کہ اُس سے بچیں ہاں واجب نہیں) امام جلیل جلال سیوطی تدریب میں فرماتے ہیں ویعمل بالضعیف ایضاً فی الاحکام اذا کان فیہ احتیاط حدیث ضعیف پر احکام میں بھی عمل کیا جائے گا جبکہ اُسی میں احتیاط ہو علامہ حلبی غنیہ[1] میں فرماتے ہیں الاصل ان الوصل بین الاذان والاقامۃ یکرہ فی کل الصلوٰۃ لما روی الترمذی عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لبلال اذا اذنت فترسل واذا اقمت فاحدر واجعل بین اذانک واقامتک قدر ما یفرغ الاکل من اکلہ فی غیر المغرب والشارب من شربہ والمعتصر اذا دخل لقضاء حاجتہ وھو وان کان ضعیف لکن یجوز العمل بہ فی مثل ھذا الحکم یعنی اصل یہ ہے کہ اذان کہتے ہی فوراً اقامت کہدینا مطلقاً سب نمازوں میں مکروہ ہے اس لئے کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا اذان ٹھہر ٹھہر کر کہا کرو اور تکبیر جلد جلد اور دونوں میں اتنا فاصلہ رکھ کہ کھانے والا کھانے اور پینے والا پینے اور ضرورت والا قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے یہ حدیث اگرچہ ضعیف[2] ہے مگر ایسے حکم میں اس پر عمل روا ہے) **تنبیہ** ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن پچھنے لگانے سے ممانعت آئی ہے کہ من احتجم یوم الاربعاء ویوم السبت فاصابہ برص فلا یلومن الا نفسہ جو بدھ یا ہفتہ کے روز پچھنے لگائے پھر اُس کے بدن پر سپید داغ ہو جائے تو اپنے ہی آپ کو ملامت کرے) ایک صاحب محمد بن جعفر بن مطر نیشاپوری کو فصد کی ضرورت تھی بدھ کا دن تھا خیال کیا کہ حدیث مذکور تو صحیح نہیں فصد لے لی فوراً برص ہو گئی خواب میں حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے حضور سے فریاد کی حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ایاک والاستھانۃ بحدیثی خبردار میری حدیث کو ہلکا نہ سمجھنا) انہوں نے توبہ کی آنکھ کھلی تو اچھے تھے امام سیوطی لآلی[3] وتعقبات[4] میں مسند الفردوس دیلمی سے نقل فرماتے ہیں سمعت ابا عمرو محمد بن جعفر بن مطر النیسابوری قال قلت یوماً ان ھذا الحدیث لیس بصحیح فافتصدت یوم الاربعاء فاصابنی البرص فرأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی النوم فشکوت الیہ حالی فقال ایاک والاستھانۃ بحدیثی فقلت تبت یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانتبھت وقد عافانی اللہ تعالٰی وذھب ذلک عنی (علیہ[5]) امام ابن عساکر روایت فرماتے ہیں ابو معین حسین بن حسن طبری نے پچھنے لگانے چاہے ہفتہ کا دن تھا غلام سے کہا حجام

[1] فی فصل الصلوٰۃ ۱۲ منہ [illegible]

[2] [illegible] ۱۲ منہ [illegible]

تنبیہ: بدھ کے دن یا ہفتہ کے دن پچھنے لگوانے کا بیان

جلیلہ: ہفتہ کے دن پچھنے لگوانے کا بیان

کو بلاتا جب وہ چلا حدیث یاد آئی پھر کچھ سوچ کر کہا حدیث میں تو ضعف ہے غرض لگا لئے برص ہوگئی خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فریاد کی فرمایا ایاک والاستھانۃ بحدیثی دیکھ میری حدیث کا معاملہ آسان جانا، انھوں نے منت مانی اللہ تعالٰی اس مرض سے نجات دے تو اب کبھی حدیث کے معاملہ میں سہل انگاری نہ کرونگا صحیح ہو یا ضعیف اللہ عزوجل نے شفا بخشی لاٰلی میں ہے۔ اخرج ابن عساکر فی تاریخہ من طریق ابی علی مھران بن ھارون الحافظ الرازی قال سمعت ابا معین الحسین بن الحسن الطبری یقول اردت الحجامۃ یوم السبت فقلت للغلام ادع لی الحجام فلما ولی الغلام ذکرت خبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاصابہ وضح فلا یلومن الا نفسہ قال فدعوت الغلام ثم تفکرت فقلت ھذا حدیث فی اسنادہ بعض الضعف فقلت للغلام ادع الحجام لی فدعاہ فاحتجمت فاصابنی البرص فرأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی النوم فشکوت الیہ حالی فقال ایاک والاستھانۃ بحدیثی فنذرت للہ نذرا لئن اذھب اللہ مابی من البرص لم اتھاون فی خبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صحیحا کان او سقیما فاذھب اللہ عنی ذلک البرص (ملخصًا) یونہیں ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن ناخن کتروانے کو آیا کہ مورث برص ہوتا ہے بعض علما نے کتروائے کسی نے بربنائے حدیث منع کیا فرمایا حدیث صحیح نہیں فوراً مبتلا ہوگئے خواب میں زیارت جمال بے مثال حضور پرنور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشرف ہوئے شافی کافی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اس سے نہی فرمائی ہے عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی تھی ارشاد ہوا تمھیں اتنا کافی تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی یہ فرماکر حضور مبرئ الاکمہ والابرص محی الموتی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ دوجہان ودستگیر بیکسان ہے ان کے بدن پر لگادیا فوراً اچھے ہوگئے اور اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سنکر مخالفت نہ کرونگا علامہ شہاب الدین خفاجی مصری حنفی رحمہ اللہ تعالٰی علیہ نسیم الریاض شرح امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں قص الاظفار وتقلیمھا سنۃ وورد النھی عنہ فی یوم الاربعاء وانہ یورث البرص وحکی عن بعض العلماء انہ فعلہ فنھی عنہ فقال لم یثبت ھذا فلحقہ البرص من ساعتہ فرأی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی منامہ فشکی الیہ فقال لہ الم تسمع نھیی عنہ فقال لم یصح عندی فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یکفیک انہ سمع ثم مسح بدنہ بیدہ الشریفۃ فذھب مابہ فتاب عن مخالفۃ ما سمع اھ۔ یہ بعض علما امام علامہ ابن الحاج مکی مالکی قدس سرہ المدخل پھر علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں

https://www.facebook.com/darahlesunnat

فرماتے ہیں ورد فی بعض الآثار النهی عن قص الاظفار یوم الاربعاء فانه یورث وعن ابن الحاج صاحب المدخل انه هم بقص اظفاره یوم الاربعاء فتذکر ذلك فترك ثم رأی ان قص الاظفار سنة حاضرة ولم یصح عنده النهی فقصها فلحقه ای اصابه البرص فرأی النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فی النوم فقال الم تسمع نهیی عن ذلك فقال یا رسول اللّٰه لم یصح عندی ذلك فقال یکفیك ان تسمع ثم مسح صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم علی بدنه فزال البرص جمیعا قال ابن الحاج رحمه اللّٰه تعالٰی فجددت مع اللّٰه توبة انی لا اخالف ما سمعت عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم ابدا سبحان اللہ جب محل احتیاط میں احادیث ضعیفہ خود احکام میں مقبول و معمول تو فضائل تو فضائل ہیں اور ان فوائد نفیسہ جلیلہ مفیدہ سے بحمد اللہ تعالٰی عقل سلیم کے نزدیک وہ مطلب بھی روشن ہو گیا کہ ضعیف حدیث اس کی غلطی واقعی کو مستلزم نہیں دیکھو یہ حدیثیں بلحاظ سند کیسی ضعاف تھیں اور واقع میں ان کی وہ شان کہ مخالفت کرتے ہی فوراً تصدیق ظاہر ہوئیں کاش منکران فضائل کو بھی اللہ عزوجل تعظیم حدیث مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توفیق بخشے اور اسے ہلکا سمجھنے سے نجات دے آمین۔

افادہ بست و یکم بذریعہ حدیث ضعیف کسی فعل کے لئے محل فضائل میں استحباب یا موضع احتیاط میں حکم تنزہ ثابت کرنے کے لئے زنہار زنہار اصلاً اس کی حاجت نہیں کہ بالخصوص اس فعل معین کے باب میں کوئی حدیث صحیح بھی وارد ہوئی ہو بلکہ یقیناً قطعاً صرف ضعیف ہی کا ورود ان احکام استحباب و تنزہ کے لئے ذریعہ کافیہ ہے افادات سابقہ کو جس نے ذرا بھی بگوش ہوش استماع کیا ہے اس پر یہ امر شمس و امس کی طرح واضح و روشن مگر ازانجا کہ مقام مقام افادہ ہے ایضاح حق کے لئے چند تنبیہات کا ذکر مستحسن اولاً کلمات علمائے کرام میں باآنکہ طبقۃً اس جوش و کثرت سے آئے اس تقیید بعید کا کہیں نشان نہیں تو خواہی نخواہی مطلق کو از پیش خویش مقید کر لینا کیونکر قابل قبول ثانیاً بلکہ ارشادات علما صراحۃً اس کے خلاف مثلاً عبارت اذکار وغیرہ خصوصاً عبارت امام ابن الہمام کہ نص صریح ہے کہ ثبوت استحباب کو حدیث ضعیف کافی **اقول** بلکہ خصوصاً اذکار کا وہ فقرہ کہ اگر کسی بیع یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف آئے تو اس سے بچنا مستحب ہے واجب نہیں اس استحباب و انکار وجوب کا منشاء یہی ہے کہ اس باب میں حدیث صحیح نہ آئی کہ وجوب ہوتا تنہا ضعیف نے صرف استحباب ثابت کیا اور سب سے اعلٰی و اجلٰی کلام امام ابوطالب مکی اس میں تو بالقصد اس تقیید جدید کا رد صریح فرمایا ہے کہ وان لم یشھد اللہ اگرچہ

حدیث ضعیف پر عمل کیلئے خاص اس
باب میں حدیث صحیح کا ثابت ہونا ضروری نہیں

https://www.facebook.com/darahlesunnat

کتاب وسنت اس خاص امر کے شاہد نہ ہوں ثالثاً علمائے فقہ وحدیث کا عملدرآمد قدیم وحدیث اس قید کے بطلان پر شاہد عدل ہے جا بجا انہوں نے احادیث ضعیفہ سے ایسے امور میں استدلال فرمایا ہے جن میں حدیث صحیح اصلاً مروی نہیں اقول مثلاً (۱) نماز نصف شعبان کی نسبت علی قاری (۲) صلاۃ التسبیح کی نسبت بر تقدیر تسلیم منتفی تصحیح امام زرکشی وامام سیوطی کے اقوال افادہ دوم میں گزرے (۳) نماز میں امامت اتقی کی نسبت امام محقق علی الاطلاق کا ارشاد افادہ شانزدہم میں گزرا وہاں اس تقیید کے برعکس حدیث ضعیف پر عمل کو تنفیذ ان صحت سے مشروط فرمایا ہے حیث قال روی الحاکم عنہ علیہ الصلاۃ والسلام ان سرکم ان تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فان صح والا فالضعیف غیر الموضوع یعمل بہ فی فضائل الاعمال (۴) نیز امام ممدوح نے تجہیز وتکفین قریب کافر کے بارہ میں احادیث ذکر کیں کہ جب ابوطالب مرے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سیدنا مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کو حکم فرمایا کہ انھیں نہلاکر دفن کرآئیں پھر خود غسل کرلیں بعدہ غسل میت سے غسل کی حدیثیں نقل کیں پھر فرمایا لیس فی ھذا ولا فی شیئ من ذلک حدیث صحیح لکن طرق حدیث علی کثیرۃ والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع ان دونوں باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں مگر حدیث علی کے طرق کثیر ہیں اور استحباب حدیث ضعیف غیر موضوع سے ثابت ہوجاتا ہے (۵) غسل کے بعد استحباب مندیل کی نسبت علامہ ابراہیم حلبی (۶) تائیدا باحت کی نسبت امام ابن امیر الحاج (۷) استحباب مسح گردن کی نسبت مولانا علی مکی (۸) استحباب تلقین کی نسبت امام ابن الصلاح وامام نووی وامام سیوطی کے ارشادات افادہ ہفدہم (۹) کراہت وصل بین الاذان والاقامۃ کی نسبت علامہ حلبی کا کلام (۱۰) بدھ کو ناخن ترشنے کی نسبت خود نسیم الریاض وطحاوی کے اقوال افادہ بستم میں زیور گوش سامعین ہوئے یہ دس تو یہیں موجود ہیں اور خوف اطالت نہ ہو تو سو دو سو ایک ادنٰی نظر میں جمع ہوسکتے ہیں مگر ایضاح واضح میں اطناب کیا کیجئے (رابعاً) **اقول** نصوص واحادیث مذکورہ افادات ہفدہم وبستم کو دیکھئے کہیں بھی اس قید بے سند کی مساعدت فرماتے ہیں حاشا بلکہ بالعلی ندا اس کی نفی بتاتے ہیں کما لایخفی علی اولی النھی (خامساً) **اقول** وباللہ التوفیق اس شرط زائد کا اشد اجمالی مسائلہ اجماعیہ کو محض لغو ومہمل کردے گا کہ اب حاصل یہ ٹھہرے گا کہ احکام میں تو مقتضائے حدیث ضعیف پر کار بندی اصلاً جائز نہیں اگرچہ وہاں حدیث صحیح موجود ہو اور ان کے غیر میں بحالت وجود صحیح تصحیح ودونہ تصحیح (اصلاً) اس تقدیر پر عمل بمقتضی الضعیف من حیث ھو مقتضی الضعیف

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ہوگا یا من حیث ہو مقتضی الصحیح ثانی قطعاً احکام میں بھی حاصل اور تفرقہ زائل کیا احکام میں ورود ضعیف صالح
ثابتہ کو بھی رد کر دیتا ہے ھذا لا یقول بہ جاھل او زاہل خود شرط سے رجوع یا قول بالمتنافیین ہو کر
مدفوع کہ جب صحیح محل ورود صحیح ہے تو اس سے قطع نظر ہو کر صحت کیونکر (ثانیاً) اگر صحیح نہ آتی ضعیف
بیکار بھی آتی تو وہی کفایت کرتی بہرحال اس کا وجود و عدم یکساں پھر معمول بہ ہونا کہاں (ثالثاً)
بعبارۃ اخری اظھر واجلی حدیث پر عمل کے یہ معنی کہ یہ حکم اُس سے ماخوذ اور اس کی طرف مضاف ہو
کہ اگر تنہا اُس سے لیجیے نہ اُس کی طرف اسناد کیجیے تو اُس پر عمل کیا ہوا اور شک نہیں کہ خود صحیح کے ہوتے
ضعیف سے اخذ اور اُس کی طرف اضافت یعنی چہ مثلاً کوئی کہے چراغ کی روشنی میں کام کی اجازت تو ہے
مگر اس شرط پر کہ نور آفتاب بھی موجود ہو سبحان اللہ جب مہر نیر وز خود جلوہ افروز تو چراغ کی کیا حاجت
اور اس کی طرف کب اضافت اسے چراغ کی روشنی میں کام کرنا کہیں گے یا پیش شمس میں ع آفتاب اندر جہاں
آنگہ کہ میجوید سہا لاجرم معنے مسئلہ یہی ہیں کہ حدیث ضعیف احکام میں کام نہیں دیتی اور دربارۂ فضائل
کافی ووافی ثم اقول تحقیق المقام وتنقیح المرام بحیث یکشف الغمام ویصرف الاوھام ان
للمسئلۃ قد دارت بین العلماء بعبارتین العمل والقبول اما العمل بحدیث فلا یعنی بہ الا امتثال ما
فیہ تعویلا علیہ والجری علی مقتضاہ نظرا الیہ لا بدون ھذا القید الاتری ان لو توافق
بھذا ثان صحیح وموضوع علی فعل ففعل للامر بہ فی الصحیح لا یکون ھذا اعمالا للموضوع و
اما القبول فھو وان احتمل معنی الروایۃ من دون بیان الضعف فیکون الحاصل ان الضعیف
یجوز روایتہ فی الفضائل مع السکوت عما فیہ دون الاحکام لکن ھذا المعنی علی تقدیر صحتہ
انما یرجع الی معنی العمل کیف ولا منشأ لایجاب اظھار الضعف فی الاحکام الا التحذیر عن
العمل بہ حیث لا یسوغ فلو لم یسغ فی غیرھا ایضا لکان ساواھا فی الایجاب فقد آل الامر فی
کلتا العبارتین الی تجویز المشی علی مقتضی الضعاف فیما دون الاحکام فانھم ما استدلنا بہ
ثم اسنادا انکشف الظلام ھذا ھو التحقیق بید ان ھھنا رجلین من اھل العلم زلت
اقدامھما فخلطا العمل والقبول علی ما لیس بمراد ولا حقیقا بالقبول احدھما العلامۃ
الفاضل الخفاجی رحمہ اللہ تعالی حیث حاول الرد علی المحقق الدوانی واوھم بظاھر
کلامہ ان محلہ ما اذا اوردی حدیث ضعیف فی ثواب بعض الاعمال الثابت استحبابھا

https://www.facebook.com/darahlesunnat

والترغيب فيه او فی فضائل بعض الصحابة او الاذكار المأثورة قال ولاحاجة الى تخصيص الاحكام والاعمال كما توهم للفرق الظاهر بين الاعمال وفضائل الاعمال اھ **اقول** لولا ان الفاضل المدقق خالف المحقق لكان لكلامه معنى صحيح فان الثبوت اعم من الثبوت عينا او بالاندراج تحت اصل عام ولو اصالة الاباحة فان للمباح يصير بالنية مستحبا ونحن لاننكران قبول الضعاف مشروط بذلك كيف ولولاه لكان فيه ترجيح الضعيف على الصحيح وهو باطل وفاقا فلو اراد الفاضل هذا المعنى لاصاب ولسلم من التكرار فی قوله او الاذكار المأثورة لكنه رحمه الله تعالى يبعده مخالفة المحقق المرحوم وقد كان المحقق انما عول على هذا المعنى الصحيح حيث قال المباحات تصير بالنية عبادة فكيف ما فيه شبهة الاستحباب لاجل الحديث الضعيف والحاصل ان الجواز معلوم من خارج والاستحباب ايضا معلوم من القواعد الشرعية الدالة على استحباب الاحتياط فی امر الدين فلم يثبت شیئ من الاحكام بالحديث الضعيف بل اوقع الحديث شبهة الاستحباب فصار الاحتياط ان يعمل به فاستحباب الاحتياط معلوم من قواعد الشرع اھ ملخصا فالظاهر من علم ارتضائه انه يريد الثبوت عينا بخصوصه ويؤيده تشبثه بالفرق بين الاعمال وفضائلها فان اراده فهذه جنود براهين لاقبل له بها وقد اتاك بعضها على انی **اقول** اذن يرجع معنى العمل بعد الاستقصاء التام الى ترجى اجر مخصوص على عمل منصوص اعنى يجوز العمل بشیئ مستحب معلوم الاستحباب متوجيا فيه بعض خصوص الثواب لورود حديث ضعيف فی الباب فالآن نسألكم عن هذا الرجاء اهو كمثله بحديث صحيح ان لورود ام دونه الاول باطل فان صحة الحديث بفعل او بجبر منعه ماورد فی الثواب المخصوص عليه وعلى الثانی هذا القدر من الرجاء يكفی فيه الحديث الضعيف فای حاجة الى ورود صحيح بخصوص الفعل نعم لابد ان يكون مما يجيز الشرع رجاء الثواب عليه وهذا حاصل بالاندراج تحت اصل مطلوب او مباح مع قصد مندوب فقد استبان ان الوجه مع المحقق الدوانی والله تعالى اعلم ثانيهما بعض من تقدم الدوانی زعم ان مراد النووی ای بما مر من كلامه فی الاربعين والاذكار انه اذا ثبت حديث صحيح او حسن فی فضيلة عمل من

---

[1] ويكدره ايضا على ماقيل مغايرة العلماء بين فضائل الاعمال والترغيب على ماهو الظاهر بل كذبهم فلفظ ابن الصلاح فضائل الاعمال وسائر فنون الترغيب والترهيب وسائر مالاتعلق له بالاحكام والعقائد هذا توضيح ماقيل اقول بل المراد به فضائل الاعمال الاعمال التی هی فضائل تشهد بذلك كلمات العلماء المارة فی الافادة السابعة عشر كقول

https://www.facebook.com/darahlesunnat

الاعمال تجوز رواية الحديث الضعيف في هذا الباب قال المحقق بعد نقله في الانموذج ولا يخفى ان هذا لا يرتبط بكلام النووي فضلا من ان يكون مراده ذلك فكم بين جواز العمل واستحبابه وبين مجرد نقل الحديث فرق على انه لو لم يثبت الحديث الصحيح والحسن في فضيلة عمل من الاعمال يجوز نقل الحديث الضعيف فيها لا سيما مع التنبيه على ضعفه ومثل ذلك في كتب الحديث وغيرها شائع يشهد به من تتبع ادنى تتبع اه **اقول** لا ارى احدا ممن ينتمي الى العلم ينتهي في الغباوة الى حد يحيل رواية الضعاف مطلقا حتى مع بيان الضعف فان فيه خرق الاجماع المسلمين وتاثيما بينا لجميع المحدثين وانما المراد الرواية مع السكوت عن بيان الوهن فقول المحقق لا سيما مع التنبيه على ضعفه ليس في محله والآن نعود الى تزييف مقالته فنقول **اولا** هذا الذي ابديه ان سلم وسلّم لم يمش الا في لفظ القبول كما اشرنا اليه سابقا فمجرد رواية حديث لو كان عملا به لزم ان يكون من روى حديثا في الصلاة فقد صلى او في الصوم فقد صام وهكذا ام ان الواقع في كلام الامام في كلا المكانين انما هو لفظ العمل وهذا اما اشار اليه الدواني بقوله ان هذا لا يرتبط الخ **وثانيا اقول** قد بينا ان القبول انما مرجعه الى جواز العمل وحده يكفي في ابطاله دليلنا المذكور ثمه مسلما ما تقدم **وثالثا** اذن يكون حاصل التفرقة ان الاحكام لا يجوز فيها رواية الضعاف اصلا ولو وجد في خصوص الباب حديث صحيح اللهم الا مقرونا ببيان الضعف اما ما دونها كالفضائل فيجوز اذا صح حديث مضعف رويت في السير والقصص والمواعظ والترغيب والفضائل والترهيب وسائر ما لا تعلق له بالعقد والحكم مع فقدان الصحيح في خصوص الباب وعدم الاقتران ببيان الوهن وهذا ما اشار اليه الدواني بالعلاوة **اقول** دع عنك توسع المسانيد التي تسند كل ما جاء عن صحابي والمعاجيم التي توعي كل ما وعي عن شيخ بل والجوامع التي تجمع اشتمل ما في الباب وردوا ان لم يكن صحيح السند هذا الجبل الشامخ البخاري يقول في صحيحه حدثنا علي بن عبد الله بن جعفر ثنا معن بن عيسى ثنا ابي بن عباس بن سهل عن ابيه عن جده قال كان للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم في حائطنا فرس يقال له اللحيف اه في تذهيب التهذيب للذهبي ابي بن عباس بن سهل بن سعد الساعدي المدني عن ابيه وابي بكر بن حزم وعنه معن القزاز وابن ابي فديك وزيد بن الحباب وجماعة قال الدولابي ليس بالقوي قلت وضعفه ابن معين وقال احمد منكر الحديث اه ويقول

https://www.facebook.com/darahlesunnat

الدولابي قال النسائي كما في الميزان ولم ينقل في كتابين توثيقه عن احد وبه ضعف الدار قطني هذا الحديث لا جرم ان قال الحافظ فيه ضعف قال ماله في البخاري غير حديث واحد اه قلت فانما الظن بابي عبد الله انه انما تساهل لان الحديث ليس من باب الاحكام والله تعالى اعلم **ورابعا اقول** قد شاع وذاع ايراد الضعاف في المتابعات والشواهد فالقول بمنعه في الاحكام مطلقا وان وجد الصحيح باطل صريح وح يرتفع الفرق وينهدم اساس المسئلة المجمع عليها بين علماء الغرب والشرق لا اقول عن هذا وذاك بل عن هذين الجبلين الشامخين صحيحي الشيخين فقد تنزلا كثيرا عن شرطهما في غير الاصول قال الامام النووي في مقدمة شرحه للصحيح مسلم عاب عائبون مسلما رحمه الله تعالى بروايته في صحيحه عن جماعة من الضعفاء والمتوسطين الواقعين في الطبقة الثانية الذين ليسوا من شرط الصحيح ولا عيب عليه في ذلك بل جوابه من اوجه ذكرها الشيخ الامام ابو عمرو بن الصلاح (الى ان قال) الثاني ان يكون ذلك واقعا في المتابعات والشواهد لا في الاصول وذلك بان يذكر الحديث اولا باسناد نظيف رجاله ثقات ويجعله اصلا ثم يتبعه باسناد اخر او اسانيد فيها بعض الضعفاء على وجه التاكيد بالمتابعة او لزيادة فيه تنبيه على فائدة فيما قدمه وقد اعتذر الحاكم ابو عبد الله بالمتابعة والاستشهاد في اخراجه من جماعة ليسوا من شرط الصحيح منهم مطر الوراق وبقية بن الوليد ومحمد بن اسحاق بن يسار وعبد الله بن عمر العمري والنعمان بن راشد اخرج مسلم عنهم في الشواهد في اشباه لهم كثيرين انتهى وقال الامام البدر محمود العيني في مقدمة عمدة القاري شرح صحيح البخاري يدخل في المتابعة والاستشهاد رواية بعض الضعفاء وفي الصحيح جماعة منهم ذكروا في المتابعات والشواهد اه **وخامسا اقول** ما لي اخص الكلام بغير الاصول هذه قناطير مقنطرة من السقام مروية في الاصول والاحكام ان لم تروها العلماء فمن جاء بها وكم منهم التزموا بيان ما هنا اما الرواة فلم يعهد منهم الرواية للقرون عن الضعفاء والمجاهيل ولم يعد ذلك قدحا فيهم ولا ارتكابا لاثم وهذا سليمن بن عبد الرحمن الدمشقي الحافظ شيخ البخاري ومن رجال صحيحه قال فيه الامام ابو حاتم صدوق الا انه من اروى الناس عن الضعفاء والمجهولين اه ولو سردت اسماء الثقات الرواة عن المجروحين لكثر وطال فليس منهم من التزم ان لا يحدث الا عن ثقة عنده الا نزر قليل كشعبة ومالك واحمد في المسند

[illegible]

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ومن شاء الله تعالى واحدا بعد واحد ثم هذا ان كان ففي شيوخهم خاصة لا من فوقهم والا فالمالكي من طريقهم ضعيف اصلا ولكان مجرد وقوعهم في السند دليل الصحة عندهم اذا صح السند اليهم ولم يثبت هذا لاحد وهذا الامام الهمام يقول لابنه عبد الله لو اردت ان اقتصر على ما صح عندي لم ارو من هذا المسند الا الشيء بعد الشيء ولكنك يا بني تعرف طريقتي في الحديث اني لا اخالف ما يضعف الا اذا كان في الباب شيء يدفعه ذكره[1] في فتح المغيث واما المصنفون فاذا عددت امثال الكتب الثلثة للبخاري ومسلم والترمذي ممن التزم الصحة والبيان الفيت عامة المسانيد

والمعاجيم والسنن والجوامع والاجزاء تنطوي في كل باب على كل نوع من انواع الحديث من دون بيان وهذا امر لا ينكره الا جاهل او متجاهل فان ادعى مدع انهم لا يستحلون ذلك فقد نسبهم الى اقتحام ما لا يبيحون وان زعم زاعم انهم لا يفعلون ذلك فهم بصنيعهم على خلقه شاهدون وهذا ابو داود الذي الين له الحديث كما الين لداود عليه الصلاة والسلام الحديد قال في رسالته الى اهل مكة شرفها الله تعالى ان ما كان في كتابي من حديث فيه وهن شديد فقد بينته ومنه ما لا يصح سنده وما لم اذكر فيه شيئا فهو صالح وبعضها اصح من بعض اه والصحيح ما افاده الامام الحافظ ان لفظ صالح في كلامه اعم من ان يكون للاحتجاج او للاعتبار فما ارتقى الى الصحة ثم الى الحسن فهو بالمعنى الاول وما عداهما فهو بالمعنى الثاني وما قصر عن ذلك فهو الذي فيه وهن شديد اه وهذا الذي يشهد به الواقع فعليك به وان قيل وقيل[1] وقد نقل عن اعلام سير النبلاء للذهبي ان ما ضعف اسناده لنقص حفظ راويه فمثل هذا يسكت عنه ابو داود غالبا اه ومعلوم ان كتاب ابي داود انما موضوعه الاحكام وقد قال في رسالته انما لم اصنف كتاب السنن

[1] اي قيل حسن عنده واختاره الامام المنذري وبه جزم ابن الصلاح في مقدمته وتبعه الامام النووي في التقريب اي وقد لا يكون حسنا عند غيره نافى ابن الصلاح وقيل صحيح عنده ومشى عليه الامام الزيلعي في نصب الراية عند ذكر حديث القلتين وتبعه العلامة الحلبي في الغنية في فصل في النوافل وكذلك يقال ههنا انه قد لا يصح عند غيره بل لا يحسن والامام ابن الهمام ابن الهمام في الفتح اول الكتاب ثم تلميذه في الحلية قبيل صفة الصلاة فاقتصر على الحجية وهي تشملها فيقرب من قول من قال حسن ومنهم الذي ذكره الحافظ تبعه فيه العلامة القسطلاني في مقدمة الارشاد وخاتم الحفاظ في التدريب في فروع في الحسن قال لكن ذكر ابن كثير انه روي عنه ما سكت عنه فهو حسن فان صح ذلك فلا اشكال اه اقول لقائل ان يقول ان الحسن اطلاقات وان القدر قبل ذكره وانما الترمذي هو الذي شهره واسره فايد ربما انه ان صح عنه ذلك لم يرد به الا هذا الذي استقر عليه الاصطلاح فافهم والله تعالى اعلم ١٢ منه

له اواخر القسم الثاني الحسن ١٢ منه

الا في الاحكام ولم اصنف في الزهد وفضائل الاعمال وغيرها الخ وقال الشمس محمد بن السخاوي
في فتح المغيث اما حمل ابن سيد الناس في شرحه للترمذي قول السلفي على مالم يقع التصريح فيه
من مخرجها وغيره بالضعف فيقتضي كما قال الشارح في الكبير ان ماكان في الكتب الخمسة مسكوتا
عنه ولم يصرح بضعفه ان يكون صحيحا وليس هذا الاطلاق صحيحا بل في كتب السنن احاديث
لم يتكلم فيها الترمذي وابوداود ولم يجد لغيرهم فيها كلاما ومع ذلك فهي ضعيفة اه وقال في
المرقاة الحق ان فيه اي في مسند الامام احمد رضي الله تعالى عنه احاديث كثيرة ضعيفة وبعضها
اشد في الضعف من بعض الخ ونقل بعيده عن شيخ الاسلام الحافظ انه قال ليست الاحاديث الزائدة
فيه على ما في الصحيحين باكثر ضعفا من الاحاديث التي اتدة في سنن ابي داؤد والترمذي عليها وبالجملة فا
لسبيل واحد لمن اراد الاحتجاج بحديث من السنن لاسيما سنن ابن ماجة ومصنف ابن ابي شيبة
وعبد الرزاق مما الامر فيه اشد او بحديث من المسانيد لان هذه كلها لم يشترط جامعوها الصحة
والحسن وتلك السبيل ان المحتج ان كان اهلا للنقد والتصحيح فليس له ان يحتج بشيء من القسمين حتى
يحيط به وان لم يكن اهلا لذلك فان وجد اهلا لتصحيح او تحسين قلده والا فلا يقدم على الاحتجاج
فيكون كحاطب ليل فلعله يحتج بالباطل وهو لا يشعر اه وقال الامام عثمن الشهرزوري في علوم الحديث حكى
ابوعبد الله بن مندة الحافظ انه سمع محمد بن سعد الباوردي بمصر يقول كان من مذهب ابي عبد الرحمن
النسائي ان يخرج عن كل من لم يجمع على تركه وقال ابن مندة وكذلك ابوداؤد السجستاني يأخذ ماخذه
ويخرج الاسناد الضعيف اذا لم يجد في الباب غيره لانه اقوى عنده من راي الرجال اه وفيها بعيده
ثم في التقريب والتدريب وهذا لفظهما ملخصا اما مسند الامام احمد بن حنبل وابي داؤد الطيالسي
وغيرهما من المسانيد كمسند عبيد الله بن موسى واسحق بن راهويه والدارمي وعبد بن حميد
وابي يعلى الموصلي والحسن بن سفين وابي بكر البزار فهؤلاء عادتهم ان يخرجوا في مسند كل صحابي
ماورد من حديثه غير مقيدين بان يكون محتجا به اولا الخ وفيه اعني التدريب قيل ومسند البزار
يبين فيه الصحيح من غيره قال العراقي ولم يفعل ذلك الا قليلا وفي البناية[1] شرح الهداية للعلامة
الامام البدر العيني للدارقطني كتاب مملو من الاحاديث الضعيفة والشاذة والمعللة وكم فيه من حديث
لايوجد في غيره اه وذكر اشد منه للخطيب ونحوه للبيهقي وفي فتح المغيث[2] لقد اعقل في صحيح ابي عوانة

[1] في مسلة الهجرة في الصلوة منه [2] في الصحيح الزائد على الصحيحين منه

https://www.facebook.com/daranlesunnat

الذى عمله مستخرجا على مسلم احاديث كثيرة زائدة على اصله وفيها الصحيح والحسن بل والضعيف ايضا فينبغى التحرز فى الحكم عليها ايضا اھ نصوص العلماء فى هذا الباب كثيرة جدا وما اوردنا كان فى ابانته اقتنانا وبالجملة فرواتهم الضعاف من دون بيان فى كل باب وان لم يوجد الصحيح معلوم مقرر لا يرد ولا ينكر وانما اطلنا ههنا لما شممنا خلافه من كلمات بعض الجهلة والحمد لله على كشف الغمة وتثبيت القدم فى المزلة فاستبان ان لو كان المراد ما زعم هذا الذى نقلنا قوله لكانت التفرقة بين الاحكام والفضائل فى التشددت والمسامحة لتزلزلت خيرا من اساسها فقد انهدمت **هذا وجه** ولك ان تسلك مسلك ارخاء العنان وتقول على وجه التنزل ان الحكم الذى رويت فيه الضعاف مطلقة هل يوجد فيه صحيح ام لا فان وجد فقد رووا الضعيف ساكتين فى الاحكام ايضا عند وجود الصحيح فاين الفرق وان لم يوجد فالامر اشد **فان التجأ** ملتجئ الى انهم يعدون سوق الاسانيد من البيان اى فلم يوجد منهم رواية المتون فى الاحكام الا مقرونة **قلت اولا** هذا شئ قد يبديه بعض العلماء عذرا عمن روى الموضوعات ساكتا عليها لانهم لا يقبلون قال الذهبى فى الميزان كلام ابن منده فى ابى نعيم فظيع لا احب حكايته ولا اقبل قول كل منهما فى الآخر بل هما عندى مقبولان لا اعلم لهما ذنبا اكبر من روايتهما الموضوعات ساكتين عنها اھ وقد قال العراقى فى شرح الفية ان من ابرز اسناده منهم فهو ابسط لعذره اذا حال ناظره على الكشف عن سنده وانكان لا يجوز له السكوت عليه اھ وثانيا لو يعهد منهم ايراد الاحاديث من اى باب كانت الا مسندة فهذا البيان لم تنفك عنه احاديث الفضائل ايضا فبماذا تساهلوا فى هذا دون ذلك وثالثا لو كان الاسناد هو البيان المراد لاستحال رواية شئ من الاحاديث منفكا عن البيان فان الرواية لا تكون الا بالاسناد قال فى التدريب حقيقة الرواية نقل السنة و نحوها واسناد ذلك الى من عزى اليه بتحديث واخبار وغير ذلك اھ وقال الزرقانى تحت قول المواهب روى عبد الرزاق بسنده اى بسنده الصحيح والا فهو مدلول روى اھ وقال ايضا تحت قوله روى الخطيب بسنده اى الصحيح فهو متعدد لا مدلول روى اھ اذا انتهى الكلام بنا الى هنا واستقر عرش التحقيق بتوفيق الله تعالى على ما هو مرادنا فلنعد الى ما كنا فيه حامدين لله تعالى على

مثله فى محمد بن عبد الله ۱۲ منه كله نقله فى التدريب نوع الموضوع قبيل التنبيهات ۱۲ رضى الله تعالى عنه له اوائل الكتاب عند ذكر خلق نوره صلى الله تعالى عليه وسلم ۱۲

https://www.facebook.com/darahlesunnat

منتہ الجزیلۃ الی کل نبیہ ومصلیا علی نبیہ الکریم والہ وصحبہ وسائر محبیہ (**افادہ بست و دوم**) جس نے افادات سابقہ کو نظر غائر و قلب حاضر سے دیکھا اُس پر بے حاجت بیان ظاہر وعیاں ہے کہ حدیث ضعیف سے فضائل اعمال میں استحباب یا محل احتیاط میں کراہت تنزیہ یا امر مباح کی تائید اباحت پر استناد کرنا اُسے احکام میں حجت بنانا اور حلال و حرام کا مثبت ٹھہرانا نہیں کہ اباحت تو خود بحکم اصالت ثابت اور استحباب تنزہ قواعد قطعیہ شرعیہ وارشاد اقدس کیف وقد قیل وغیرہ احادیث صحیحہ سے ثابت جس کی تقریر سابقاً زیور گوش سامعان ہوئی حدیث ضعیف اس نظر سے کہ ضعف سند مستلزم غلطی نہیں ممکن کہ واقع میں صحیح ہو صرف امید و احتیاط پر باعث ہوئی آگے حکم استحباب و کراہت اُن قواعد و صحاح نے افادہ فرمایا اگر شرع مطہر نے جلب مصالح و سلب مفاسد میں احتیاط کو مستحب نمانا ہوتا ہرگز ان مواقع میں احکام مذکورہ کا پتا نہ ہوتا تو ہم نے اباحت کراہت مندوبیت جو کچھ ثابت کی دلائل صحیحہ شرعیہ ہی سے ثابت کی نہ حدیث ضعیف سے **اقول** تاہم ازانجا کہ ورود ضعیف وہ بھی نہ لذاتہ بلکہ بملاحظہ امکان صحت ترجی و احتیاط کا ذریعہ ہوا ہے اگر اُس کی طرف تجوزاً نسبت اثبات کر دیں بجا ہے اور ثبوت بالضعیف میں بائے استعانت تو ادنیٰ مداخلت سے صادق ہاں اگر دلائل شرعیہ سے ایک امر کلی کی حرمت ثابت ہو اور کوئی حدیث ضعیف اُس کے کسی فرد کی طرف بلائے مثلاً کسی حدیث مجروح میں خاص طلوع و غروب یا استوا کے وقت بعض نماز نفل کی ترغیب آئی تو ہرگز قبول نہ کی جائے گی کہ اب اگر ہم اُس کا استحباب یا جواز ثابت کریں تو اسی حدیث ضعیف سے ثابت کریں گے اور صالح اثبات نہیں یونہی اگر دلائل شرعیہ مثبت ندب یا اباحت ہوں اور ضعاف میں نہی آئی اسی وجہ سے مفید حرمت نہ ہوگی مثلاً مقرر اوقات کے سوا کسی وقت میں ادائے سنن یا معین رشتوں کے علاوہ کسی رشتہ کی عورت سے نکاح کو کوئی حدیث ضعیف منع کرے حرمت نہ مانی جائے گی ورنہ ضعاف کی صحاح پر ترجیح لازم آئے بحمد اللہ یہ معنی ہیں کلام علما کے کہ حدیث ضعیف در بارۂ احکام حلال و حرام معمول بہ نہیں **ثم اقول** اصل یہ ہے کہ مثبت وہ جو خلاف اصل کسی شے کو ثابت کرے کہ جو بات مطابق اصل ہے خود اُسی اصل سے ثابت ثابت کیا محتاج اثبات ہوگا و لہذا شرع مطہر میں گواہ اس کے مانے جاتے ہیں جو خلاف اصل کا مدعی ہو اور ماورائے دماء و فروج و مضار و خبائث تمام اشیا میں اصل اباحت ہے تو ان میں کسی فعل کے جواز پر حدیث ضعیف سے استناد کرنا حلت غیر ثابتہ کا اثبات نہیں بلکہ ثابتہ کی تائید ہے ھذا تحقیق ما اسلفنا فی الافادہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

السابقۃ عن المحقق الدوانی وھذا ھو معنی ما نص علیہ الامام ابن دقیق العید وسلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام وتبعھما شیخ الاسلام الحافظ ونقلہ تلمیذہ السخاوی فی فتح المغیث وفی القول البدیع والسیوطی فی التدریب والشمس محمد الرملی فی شرح المنہاج النووی ستتھم من الشافعیۃ ثم اثرہ عن الرملی العلامۃ الشرنبلالی فی غنیۃ ذوی الاحکام والمحقق المدقق العلائی فی الدر المختار واقراہ ھما ومحشو الدر الحلبی والطحطاوی والشامی فیھا وفی منحۃ الخالق خمستھم من الحنفیۃ من اشتراط العمل بالضعیف باندراجہ تحت اصل عام وھو اذا حققت لیس بتقیید زائد بل لم یبح بمضمون ما نصوا علیہ ان العمل بہ فیما وراء العقائد والاحکام کما اوضحناہ لك وبہ ازداد ازھاقا بعد ازھاق ماظن الظانات من ان الکلام فی الاعمال الثابتۃ بالصحاح کیف ولو کان لذلك لما احتیج الی ھذا الاشتراط کما لا یخفی واللہ الھادی الی سوی الصراط بحمد اللہ اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ بعض متکلمین طائفہ جدیدہ کا زعم باطل کہ ان احادیث سے جواز تقبیل ابہامین پر دلیل لانا احکام حلال وحرام میں انہیں حجت بنانا ہے اور وہ بتصریح علما ناجائز محض مغالطہ وفریب دہی عوام ہے ذی ہوش نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہی علما جو حدیث ضعیف کو حلال وحرام میں حجت نہیں مانتے صدہا جگہ احادیث ضعیفہ سے افعال کے جواز واستحباب پر دلیل لاتے ہیں جسکی چند مثالیں افادہ سابقہ میں گزریں کیا معاذاللہ علمائے کرام اپنا لکھا خود نہیں سمجھتے یا اپنے مقررہ قاعدہ کا آپ خلاف کرتے ہیں کیا افادہ ہفدہم میں امام ابن امیر الحاج کا ارشاد نہ سنا کہ جمہور علما کے نزدیک فضائل اعمال میں حدیث ضعیف قابل عمل ہے تو کسی فعل کی اباحت قائم رکھنا بدرجہ اولٰی ولکن الوھابیۃ لایسمعون واذا سمعوا لایعقلون رب انی اسألك العفو والعافیہ آمین

افادہ بست وسوم اقول اوّلاً جمہور علما کے عامہ کلمات مطالعہ کیجئے تو وہ مواقع مذکورہ میں قابلیت عمل کے لئے کسی قسم ضعف کی تخصیص نہیں کرتے صرف اتنا فرماتے ہیں کہ موضوع نہ ہو فتح القدیر[1] والفیہ عراقی[2] وشرح الالفیۃ للمصنف[3] میں تھا غیر الموضوع مقدمہ[4] ابن الصلاح و تقریب[5] میں ماسوی الموضوع مقدمہ[6] سید شریف میں دون الموضوع حلیہ[7] میں الذی لیس بموضوع اذکار[8] میں اسی الفاظ سے اجماع ائمہ نقل فرمایا کہ مالم یکن موضوعا بلکہ[9] میں امام ابن عبدالبر نے اجماع محدثین ذکر کیا کہ یرودنھا عن کل یہ سب عبارات باللفظ یا بالمعنی افادات سابقہ میں گزریں زرقانی شرح[10] مواہب میں ہے عادۃ المحدثین التساھل فی غیر الاحکام والعقائد

https://www.facebook.com/darahlesunnat

مالم یکن موضوعا محدثین کی عادت ہے کہ غیر احکام وعقائد میں تساہل کرتے ہیں جب تک موضوع نہ ہو
یونہی علامہ حلبی سیرۃ الانسان العیون میں فرماتے ہیں لایخفی ان السیر تجمع الصحیح والسقیم والضعیف والبلاغ
والمرسل والمنقطع والمعضل دون الموضوع وقد قال الامام احمد وغیرہ من الائمۃ اذا روینا فی الحلال
والحرام شددنا واذا روینا فی الفضائل ونحوھا تساھلنا شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ
القوی شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں۔ گفتہ اند کہ اگر ضعف حدیث بجہت سوء حفظ بعض رواۃ یا اختلاط
بود باوجود صدق و دیانت منجبر میگردد بتعدد طرق واگر از جہت اتہام کذب راوی باشد یا شذوذ بمخالفت
احفظ واضبط یا بقوت ضعف مثل فحش خطا اگرچہ تعدد طرق داشتہ باشد منجبر نگردد وحدیث محکوم بضعف
باشد ودر فضائل اعمال معمول الخ ثانیاً کلبی کا نہایت شدید الضعف ہونا کسے نہیں معلوم اس کے بعد صریح کذاب
وضاع ہی کا درجہ ہے ائمہ شان نے اسے متروک بلکہ منسوب الی الکذب تک کہا کذا بہ ابن حبان والجوزجانی
وقال البخاری ترکہ یحیی وابن مہدی وقال الدارقطنی وجماعۃ متروک لاجرم حافظ نے تقریب میں فرمایا
متھم بالکذب ورمی بالرفض بایں ہمہ عامہ کتب سیر وتفاسیر اس کی اور اس کی امثال کی روایات سے مالا
مال ہیں علمائے دین ان امور میں انہیں بلانکیر نقل کرتے رہے ہیں میزان میں ہے قال ابن عدی وقد
حدث عن الکلبی سفین وشعبۃ وجماعۃ ورضوہ بالتفسیر واما فی الحدیث فعندہ مناکیر امام ابن سید الناس
سیرۃ عیون الاثر میں فرماتے ہیں غالب مایروی عن الکلبی انساب واخبار من احوال الناس وایام العرب
وسیرھم ومایجری مجری ذلک مما سمح کثیر من الناس فی حملہ عمن لایحمل عنہ الاحکام و
ممن حکی عنہ الترخیص فی ذلک الامام احمد ثالثاً امام واقدی کو جمہور اہل اثر نے ضعیف وجنان
کہا جس کی تفصیل میزان وغیرہ کتب فن میں مسطور لاجرم تقریب میں کہا متروک مع سعۃ علمہ اگرچہ ہمارے
علما کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے کما افادہ الامام المحقق فی فتح القدیر باینہمہ یہ جرح شدید
ماننے والے بھی انہیں سیر ومغازی واخبار کا امام مانتے اور سلفاً وخلفاً ان کی روایات سیر میں ذکر کرتے ہیں
کما لایخفی علی من طالع کتب القوم میزان میں ہے کان الی حفظہ المنتہی فی الاخبار والسیر والمغازی

؎ حیث قال فی باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء عن الواقدی قال کانت بئر بضاعۃ طریقا للماء الی البساتین وھذا تقوم بہ الحجۃ عندنا اذ وثقنا الواقدی اما
عند المخالف فلا تضعیفہ ایاہ ۱ھ وقال فی فصل الآسار قال وقد الامام جمع شیخنا ابوالفتح الحافظ فی اول کتابہ المغازی والسیر من ضعفہ ومن
وثقہ ورجح توثیقہ وذکر الاجوبۃ عما قیل فیہ ۱۲ منہ

؎ نقل مجازی امیری بعض عیون الاثر ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

والحوادث وایام الناس والفقہ وغیر ذٰلک رابعًا ہلال بن زید بن یسار بصری عسقلانی کو ابن حبان نے کہا روی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ اشیاء موضوعۃ حافظ الشان نے تقریب میں کہا متروک باوصف اس کے جب انھیں ہلال نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث فضیلت عسقلان روایت کی جسے حافظ ابوالفرج نے بعلت مذکورہ درج موضوعات کیا اس پر حافظ الشان ہی نے وہ جواب مذکور افادہ وہم دیا کہ حدیث فضائل اعمال کی ہے سوا اس کے طعن ہلال کے باعث موضوع کہنا ٹھیک نہیں امام احمد کا طریق معلوم ہے کہ احادیث فضائل میں تساہل فرماتے ہیں اور یہ بھی افادہ نہم میں حافظ الشان ہی کی تصریح سے گزر چکا کہ متروک ایسا شدید الضعیف ہے جس کے بعد بس متہم بالوضع و وضاع ہی کا درجہ ہے اب یہ بات خوب محفوظ رہے کہ خود امام الشان ہی نے ہلال کو متروک کہا خود ہی متروک کو اتنا شدید الضعف بتایا خود ہی ایسے شدید الضعف کی روایت کو دربارۂ فضائل مستحق تساہل رکھا اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ ضعف کیسا ہی شدید ہو جب تک بحد کذب ووضع تک نہ پہنچے حافظ الشان کے نزدیک بھی فضائل میں تحامل نرمی وگوارائی ہے وللہ الحجۃ السامیۃ **خامسًا** اور سنیے وضو کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ پڑھنے کی حدیثوں کا ضعف نہایت قوت پر ہے سخاوی نے مقاصد حسنہ میں اسے بے اصل محض کہا امام جلیل ابو اللیث سمرقندی نے اپنے مقاصد میں ان حدیثوں کو ذکر فرمایا امام الشان سے اس بارہ میں سوال ہوا وہی جواب فرمایا کہ کہ فضائل اعمال میں ضعاف پر عمل روا ہے امام ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں قد سئل شیخنا حافظ عصرہ قاضی القضاۃ شہاب الدین الشہیر بابن حجر رحمہ اللہ تعالٰی من ہذہ الجملۃ فاجاب بما نصہ الاحادیث التی ذکرھا الشیخ ابو اللیث نفع اللہ تعالٰی ببرکتہ ضعیفۃ والعلماء یتساھلون فی ذکر الحدیث الضعیف والعمل بہ فی فضائل الاعمال ولم یثبت منہا شیئ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا من قولہ ولا من فعلہ اھ **سادسًا** یہ حدیث کہ چاند گہوارہ میں عرب کے چاند عجم کے سورج صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے باتیں کرتا حضور کو بہلاتا انگشت مبارک سے جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا کہ بیہقی نے دلائل النبوۃ امام ابوعثمٰن اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن صابونی نے کتاب المائتین خطیب نے تاریخ بغداد ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی اس کا مدار احمد بن ابراہیم حلبی شدید الضعف پر ہے میزان میں ہے امام ابوحاتم نے کہا احادیثہ باطلۃ تدل علی کذبہ باوجود اس کے امام صابونی نے فرمایا ھذا حدیث غریب الاسناد والمتن فی المعجزات حسن

https://www.facebook.com/darahlesunnat

اس حدیث کی سند بھی غریب اور متن بھی غریب بانیہمہ معجزات میں حسن ہے) اُن کے اس کلام کو امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبرٰی اور امام احمد قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں نقل کیا اور مقرر رکھا **سابعًا** حدیث الدیك الابیض صدیقی وصدیق صدیقی وعدو عدو اللہ وکان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یبیتہ معہ فی البیت (مرغ سپید میرا خیر خواہ اور میرے دوست کا خیر خواہ اللہ تعالٰی کے دشمن کا دشمن ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُسی شب کو مکان خوابگاہ اقدس میں اپنے ساتھ رکھتے تھے) کہ ابوبکر برقی نے ابوزید انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی علامہ مناوی نے تیسیر میں فرمایا باسناد فیہ کذاب (اس کی سند میں کذاب ہے) باوصف اس کے فرمایا فیندب لنا فعل ذلك تأسیا بہ جبکہ حدیث میں ایسا وارد ہوا تو ہمیں باقتدائے حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مرغ سپید کو اپنے خوابگاہ میں اپنے ساتھ رکھنا مستحب ہے مثالیں اس کی اگر تتبع کیجیے بکثرت ملیں گے وھذا الاخیر قد بلغ الغایۃ وفیما ذکرنا کفایۃ لاھل الدرایۃ **ثامنًا** احادیث و دلائل مذکورہ و افادات سابقہ بھی اسی اطلاق کی شاہد عدل ہیں خصوصًا لفظ حدیث وان کان الذی حدثہ بہ کاذبًا ظاہر ہے کہ احتمال صدق و نفع بے ضرر ہر ضعیف میں حاصل تو فرق زائل بالجملہ یہی قضیہ دلیل ہے اور یہی کلام و عمل قوم سے مستفاد مگر حافظ الشان سے منقول ہوا کہ شرط عمل عدم شدت ضعیف ہے نقلہ تلمیذہ السخاوی وقال سمعتہ مرارا یقول ذلك **اقول** یہاں شدت ضعف سے مراد میں حافظ سے نقل مختلف آئی شامی نے فرمایا طحطاوی نے فرمایا امام ابن حجر نے فرمایا شدید الضعف ھو الذی لایخلو طریق من طرقہ عن کذاب او متھم بالکذب (شدید الضعف وہ حدیث ہے جس کی اسنادوں سے کوئی اسناد کذاب یا متہم بالکذب سے خالی نہ ہو) یہاں صرف انھیں دو کو شدت[2] ضعف میں رکھا امام سیوطی نے تدریب میں فرمایا حافظ نے فرمایا ان یکون الضعف غیر شدید فیخرج من انفرد من الکذابین والمتھمین بالکذب ومن فحش غلطہ یہاں اُن دو کے ساتھ فحش غلط کو بھی بڑھایا نسیم الریاض میں قول البدیع سے کلام حافظ یوں لفظ نقل کیا ان یکون الضعف غیر شدید لحدیث من انفرد من الکذابین والمتھمین ومن فحش غلطہ یہاں کاف نے زیادت توسیع کا پتا

---

[1] فی مستحبات الوضوء ۱۲ منہ [2] وھکذا اعتراض العصری بین یدی المولوی عبدالحی اللکنوی فی ظفر الامانی الی التدریب والقول البدیع حیث قال الشرط للعمل بالحدیث الضعیف ثلثۃ شروط علی ماذکرہ السیوطی فی شرح تقریب النووی والسخاوی فی القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع وغیرھما الاول عدم شدۃ ضعفہ بحیث لایخلو طریق من طرقہ من کذاب او متھم بالکذب الخ اقول لکن سنسمعك نص التدریب والقول البدیع فیظھر لك ان وقع ھھنا فی النقل عنھما تقصیر شنیع فلیتنبہ ۱۲ رضی اللہ تعالٰی عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

دیا تحدید اول پر امر سہل و قریب ہے کہ ایک جماعت علما حدیث کذابین و متہمین پر اطلاق وضع کرتے ہیں تو غیر موضوع سے انھیں خارج کرسکتے ہیں مگر ثانی تصریحات و معاملات جمہور و علما و خود امام الشان سے بعید اور ثالث بظاہرہ البعد ہے ہم ابھی روشن بیان سے واضح کرچکے ہیں کہ خود حافظ نے متروک شدید الضعف راوی موضوعات کی حدیث کو بھی فضائل میں محتمل رکھا مگر بحمد اللہ تعالٰی ہمارا مطلب ہر قول پر حاصل ہم افادات سابقہ میں مبرہن کر آئے ہیں کہ تقبیل ابہامین کی حدیثیں ہرگونہ ضعف شدید سے پاک و منزہ ہیں اُن پر صرف انقطاع یا جہالت راوی سے طعن کیا گیا یہ ہیں بھی تو ضعف قریب نہ ضعف شدید والحمد للہ العلی المجید ھذا ورأیتنی کتبت ھھنا علی ھامش فتح المغیث کلامًا یتعلق بالمقام احببت ایرادہ اتمامًا للمرام فذکرت اولاما عن الشامی عن الطحطاوی عن ابن حجر ثم ایدتہ باطلاق العلماء ثم اوردت ماعن النسیم عن السخاوی عن الحافظ ثم قلت ما نصہ **اقول** وھذا کما تری مخالف لاطلاق ما مر عن النووی عن العلماء قاطبۃ ولتحدید ما مر عن الطحطاوی عن شیخ الاسلام نفسہ لکن یظھر لی دفع التخالف عن کلامی شیخ الاسلام بان مرادہ ھھنا ذکر التفرد فیما سبق قال لا یخلو طریق من طرقہ فیکون الحاصل ان شدید الضعف لغیر الکذب والتھمۃ لا یقبل عندہ فی الفضائل حین التفرد اما اذا کثرت طرقہ فیبلغ درجۃ یسیر الضعف فی خصوص قبولہ فی الفضائل بخلاف شدید الضعف بالکذب والتھمۃ فانہ وان کثرت طرقہ التی لاتنجبر بان لا یخلو شیئ منھا عن کذاب او متھم لا یبلغ تلک الدرجۃ ولا یعمل بہ فی الفضائل وھذا ھو الذی یعطیہ کلام السخاوی فیما مر حیث جعل قبول ما فیہ ضعف شدید مطلقا ولو لغیر کذب فی باب الفضائل موقوفا علی کثرۃ الطرق لکنہ یجعل الفرق فی خصلۃ واحدۃ وھو حکمہ بالقبول بکثرۃ الطرق فی الضعف بالکذب ایضا کما تقدم وھو کما تری مخالف لصریح ما نقل عن شیخ الاسلام علی کل فلم یرتفع فی الفتن نقل شیخ الاسلام عن العلماء جمیعا ونقل الامام النووی عنھم کافۃ فانھم لم یشترطوا للقبول فی الفضائل فی شدید الضعف کثرۃ الطرق ولا غیرھا سوی ان لا یکون موضوعا فصریح ما یعطیہ کلامھم قبول ما اشتد ضعفہ لفسق او فحش غلط مثلا وان تفرد ولم یکثر طرقہ فافھم وتأمل فان المقام مقام خفیہ وزلل واللّٰہ المسئول لکشف الحجاب واراءۃ الصواب الیہ المرجع والیہ المآب اھ ما اردت نقلہ مما علقتہ علی الھامش ٦ تحقیق قول ان شدید الضعف

فان قلت ھذا قید زائد افادہ امام فلیحمل اطلاقاتھم علیہ دفعا للتخالف بین النقلین

https://www.facebook.com/darahlesunnat

قلت نعم لولا ان ماذكروا من الدليل عليه لايدل ثم سريان التخصيص اليه وكيف نصنع بما نشاهدهم يفعلون يرون شدة الضعف ثم يقبلون وبالجملة فالاطلاق هو الاوفق بالدليل والالصق بقواعد الشرع الجميل فنوردان يكون عليه التعويل والعلم بالحق عند الملك الجليل (**فائدة جليلة**) هذا الذي اشرت اليه من كلام السخاوي في المقاصد المتقدم هو قوله مع متنه في بيان الحسن ان يكن ضعف الحديث لكذب او شذوذ بان خالف من هو احفظ واكثر او قوي الضعف بغيرهما فلم يجبر ولو كثرت طرقه لكن بكثرة طرقه يرتقي عن مرتبة المردود المنكر الى مرتبة الضعف الذي يجوز العمل به في الفضائل وربما تكون تلك الطرق الواهية بمنزلة الطريق التي فيها ضعف يسير بحيث لو فرض مجيء ذلك الحديث باسناد فيه ضعف يسير كان مرتقيا به الى مرتبة الحسن لغيره اھ ملخصا ومر **ألْتي** علقت عليه ههنا ما نصه **اقول** حاصل ما تقرر وتحرر ههنا مع زيادات نفيسة منا ان الموضوع لايصلح لشيئ اصلا ولا يلتئم جرحه ابدا ولو كثرت طرقه ما كثرت فان زيادة الشر لا تزيد الشر الا شرا وايضا الموضوع كالمعدوم والمعدوم لايتقوى ولا يتقوى ومنه عند جمع منهم شيخ الاسلام ما جاء برواية الكذاب اللهم الا عند آخرين منهم خاتم الحفاظ ما اتى من طريق المتهمين وسموها السخاوي بشديد الضعف الآتي لذهابه الى ان الوضع لا يثبت الا بالقرائن المفيدة انه تفرد به كذاب او وضاع كما نص عليه في هذا الكتاب وهو عندي مذهب قوي اقرب الى الصواب اما الضعف لغير الكذب والتهمة من ضعف شديد فخرج له عن حيز الاعتبار كفحش غلط الراوي فيمن ايعمل به في الفضائل على ما يعطيه كلام عامة العلماء وهو الافق بقضية الدليل والقواعد لاستند شيخ الاسلام على احدى الروايات عنه ومن تبعه كالسخاوي الا اذا كثرت طرقه الساقطة عن درجة الاعتبار في يكون مجموعها كطريق واحد صالح له فيعمل بها في الفضائل ولكن لايجبر بها في الاحكام ولا تبلغ بذلك درجة الحسن لغيره الا اذا انجبرت مع ذلك لطريق اخرى صالحة للاعتبار فان مجموع ذلك يكون كحديثين ضعيفين صالحين متساعدين فحينئذ ترتقي الى الحسن لغيره فتصير حجة في الاحكام اما مطلقا على ما هو ظاهر كلام المصنف اعني العراقي او لشرط تعدد الجابرات الصالحات البالغة مع هذه الطرق القاصرة المتكثرة القائمة مقام صالح واحد حد الكثرة في الصوالح على ما فهمه السخاوي

فائدة جليلة في احكام انواع الضعيف وتجابرها عند تعدده

https://www.facebook.com/darahlesunnat

من کلام النووی وغیرہ الواقع فیہ لفظ الکثرۃ مع نزاع لنا فیہ نؤید بکلام شیخ الاسلام فی النزھۃ و النخبۃ المکتفیتین[1] بوحدۃ الجابر مع جواز ان تکون الکثرۃ فی کلام النووی بمعنی مطلق التعدد وھو الاوفق بما اثبتنا من صنیعھم فی غیر مقام والضعیف بالضعف یسیرا اعنی مالم ینزلہ عن محل الاعتبار یعمل بہ فی الفضائل وحدہ وان لم ینجبر فان انجبر ولو بواحد صار حسنا لغیرہ واحتج بہ فی الاحکام علی تفصیل ومشی ذلک فی الجابر فھذہ ھی انواع الضعیف اما الذی لانقص فیہ عن درجۃ الصحیح الا القصور فی ضبط الراوی غیر بالغ الی درجۃ الغفلۃ فھو الحسن لذاتہ المحتج بہ وحدہ حتی فی الاحکام وھذا اذا کان معہ مثلہ ولو واحدا صار صحیحا لغیرہ او دونہ فما یلیہ فلا اولکثرۃ انتھی ماکتبت تلخیصا یہ چند جملے لوح دل پر نقش کرلینے کے ہیں کہ بعونہ تعالٰی اس تحریر نفیس کیساتھ شاید اور جگہ نہ ملیں وباللہ التوفیق ولہ الحمد الحمد للہ القادر القوی علم ما علم وصلی اللہ تعالٰی علی ناصر الضعیف وآلہ وسلم قبول ضعیف فی فضائل الاعمال کا مسئلہ جلیلہ ابتداءً مسودہ فقیر میں صرف دو افادہ مختصر میں تین صفحہ کے مقدار تھا اب کہ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں رسالہ بعونہ تعالٰی بمبئی میں چھپنا شروع ہوگیا اثنائے تبییض میں بارگاہ مفیض علوم ونعم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بحمد اللہ تعالٰی نفائس جلیلہ کا اضافہ ہوا افادہ شانزدہم سے یہاں تک آٹھ افادات نافعہ اسی مسئلہ کی تحقیق میں القا ہوئے قلم روکتے روکتے اتنے اوراق املا ہوئے امید کی جاتی ہے کہ اس مسئلہ کی ایسی تسجیل جلیل وتفصیل جزیل اس تحریر کے سوا کہیں نہ ملے مناسب ہے کہ یہ افادے اس مسئلہ خاص میں جدا رسالہ قرار دیئے جائیں اور بلحاظ تاریخ الھاد[2] الکاف ۱۳۱۳ فی حکم الضعاف لقب پائیں وباللہ التوفیق ولہ المنۃ علی ما رزق من نعم تحقیق مالم نکنا لنعثر معشار عشر عشرھا تلیق والصلٰوۃ والسلام علی الحبیب الکریم وآلہ وصحبہ ھداۃ الطریق آمین۔

---

[1] حیث قال امتی توبع سیئ الحفظ بمعتبر کان یکون فوقہ او مثلہ لادونہ وکذا المختلط الذی لایتمیز والمستور والمرسل والمدلس صار حدیثہم حسنا لذاتہ بل باعتبار المجموع لان کل واحد منھم (ای من المذکورین سیئ الحفظ والمختلط الخ) احتمل کون روایتہ صوابا او غیر صواب علی حد سواء فاذا جاءت من المعتبرین روایۃ موافقۃ لاحدھم رجح احد الجانبین من الاحتمالین المذکورین ودل ذلک علی ان الحدیث محفوظ فارتقی من درجۃ التوقف الی درجۃ القبول واللہ اعلم اھ والظاہر ان الجزء الثانی فی المتن تحدید معتبر وفی الشرح بافراد روایۃ وحکم بالارتقاء الی درجۃ القبول وما المراد بہ ہہنا القبول فی الاحکام فانہ مقبول الضعیف لما لاعتبار من الحد ومع مقبول فی الفضائل الاجماع ویظہر ان الوجہ اعنی العرب فی شرح الاسلام لما بینا فی النزھۃ من الدلیل اہ منقولا مما علقنا علی فتح المغیث ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

[2] منقوص معلی باعلام سے بھی حسن یا فصیح کلام میں شایع وذایع ہے جیسے یوم التلاق یوم التناد الکبیر المتعال الی غیر ذلک امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب ہے الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

(افادۂ بست وچہارم) اقول وباللہ استعین کسی حدیث کا کتب طبقہ رابعہ سے ہونا موضوعیت بالائے طاق ضعف شدید درکنار مطلق ضعف کو بھی مستلزم نہیں اُن میں حسن صحیح صالح ضعیف باطل ہر قسم کی حدیثیں ہیں ہاں بوجہ اختلاط وعدم بیان کہ عادت جمہور محدثین ہے ہر حدیث میں احتمال ضعف قدیم لہذا غیر ناقد کو بے مطالعہ کلمات ناقدین اُن سے عقائد و احکام میں احتجاج نہیں پہنچتا قول شاہ عبدالعزیز صاحب ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود کے یہی معنی ہیں نہ یہ کہ ان کتابوں میں جتنی حدیثیں ہیں سب واہی ساقط ہیں یا موضوع و باطل اور اصلاً دربارۂ فضائل بھی ایراد و استناد کے ناقابل کوئی ادنٰی ذی فہم و تمیز بھی ایسا ادعا نہ کرے گا نہ کہ شاہ صاحب سا فاضل ہاں متکلمان طائفہ وہابیہ اپنی جہالتیں جس کے سر چاہیں دھر دیں اولاً خود شاہ صاحب اثبات عقیدہ وعمل کا انکار فرما رہے ہیں اور وہ فضائل اعمال میں تمسک کے منافی نہیں ہم افادہ ۲۲ میں روشن کر آئے کہ دربارۂ فضائل کسی حدیث ضعیف سے استناد کسی عقیدہ یا عمل کا اثبات نہیں تو اس بات کو ہمارے مسئلہ سے کیا تعلق ثانیاً تصانیف خطیب و ابونعیم بھی طبقہ رابعہ میں ہیں اور شاہ صاحب بستان المحدثین میں امام ابونعیم کی نسبت فرماتے ہیں از نوادر کتب او کتاب حلیۃ الاولیاست کہ نظیر آں در اسلام تصنیف نشدہ اسی میں ہے کتاب اقتضاء العلم العمل از تصانیف خطیب است بسیار خوب کتابی است در باب خود اسی میں تصانیف امام خطیب کو لکھا التصانیف المفیدۃ التی ھی بضاعۃ المحدثین وعروتھم فی فنھم فائدہ لنجش تصنیفیں کہ فن حدیث میں محدثین کے بضاعت ومحل تمسک ہیں، پھر امام حافظ ابوطاہر سلفی سے اُن تصانیف کی مدح جلیل نقل کی سبحان اللہ کہاں شاہ صاحب کا یہ حسن اعتقاد اور کہاں اُن کے کلام کی وہ بیہودہ مراد کہ وہ کتب سراسر مہمل و ناقابل استناد ثالثاً جناب شاہ صاحب مرحوم کے والد شاہ ولی اللہ صاحب کہ حجۃ اللہ البالغۃ میں اس تقریر طبقات کے موجد اسی حجۃ بالغہ میں اسی طبقہ رابعہ کی نسبت لکھتے ہیں اصلح ھذہ الطبقۃ ما کان ضعیفا محتملا یعنی اس طبقہ کی احادیث میں صالح تر وہ حدیثیں ہیں جن میں ضعف قلیل قابل تحمل ہو ظاہر ہے کہ ضعیف محتمل ادنٰی انجبار سے خود احکام میں حجت ہو جاتی ہے اور فضائل میں تو بالاجماع تنہا ہی مقبول وکافی ہے پھر یہ حکم بھی بلحاظ انفراد ہوگا ورنہ ان میں بہت احادیث صحیحہ وحسان ملیں گے اور عند التحقیق یہ کبھی باعتبار غالب ہو ورنہ فی الواقع اُن میں صحاح وحسان سب کچھ ہیں کما ستسمع بتوفیقہ تعالٰی رابعاً یہی شاہ صاحب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین میں لکھتے ہیں چوں نوبت علم حدیث بطبقہ دیلمی وخطیب وابن عساکر رسید ایں عزیزاں دیدند کہ احادیث صحاح وحسان را متقدمین مضبوط کردہ اند پس مائل شدند بجمع احادیث ضعیفہ ومقلوبہ کہ

[illegible]

https://www.facebook.com/darahlesunnat

سلف آنرا دیدہ و دانستہ گذاشتہ بودند وغرض ایشاں ازیں جمع آں بود کہ بعد جمع حفاظ محدثین دراں احادیث
تامل کنند و موضوعات را از حسان لغیرہا ممتاز نمایند چنانکہ اصحاب مسانید طرق احادیث جمع کردند کہ حفاظ صحاح
و حسان و ضعیف از یکدیگر ممتاز سازند ظن ہر دو فریق را خدا تعالیٰ محقق ساخت بخاری و مسلم و ترمذی و حاکم تمیز
احادیث و حکم بصحت و حسن متاخران در احادیث خطیب و طبقہ او تصرف نمودند ابن جوزی موضوعات را
مجرد ساخت و سخاوی در مقاصد حسنہ حسان لغیرہا از ضعاف و مناکیر ممیز نمود خطیب و طبقہ او در متدیانات
کتب خود بایں مقاصد تصریحے نمودہ اند جزاھم اللہ تعالیٰ عن امۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیرا
اھ ملتقطا دیکھو کیسی صریح تصریح ہے کہ کتب طبقہ رابعہ میں نہ صرف ضعیف مشتمل بلکہ حسان بھی موجود ہیں اگر
چہ لغیرہا کہ وہ بھی بلاشبہ خود احکام میں حجت نہ کہ فضائل خصوصاً انھیں شاہ صاحب نے اسی حجت میں بخاری
ابی داود و ترمذی و نسائی کو طبقہ ثانیہ اور مصنف عبدالرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ و تصانیف ابی داود طیالسی و بیہقی
و طبرانی کو طبقہ ثالثہ اور کتب ابونعیم کو طبقہ رابعہ میں گنا امام جلیل جلال سیوطی خطبہ جمع الجوامع میں فرماتے ہیں
رمزت للبخاری **خ** ولمسلم **م** ولابن حبان **حب** وللحاکم فی المستدرک **ک** وللضیاء فی المختارۃ
ض وجمیع ما فی ھذہ الکتب الخمسۃ صحیح سوی ما فی المستدرک من المتعقب فانبہ علیہ ورمزت
لابی داود **د** فما سکت علیہ فھو صالح وما بین ضعفہ نقلتہ عنہ وللترمذی **ت** وانقل کلامہ
علی الحدیث وللنسائی **ن** ولابن ماجۃ **ہ** ولابی داود الطیالسی **ط** ولاحمد **حم** ولعبد الرزاق
عب ولابن ابی شیبۃ **ش** ولابی یعلی **ع** وللطبرانی فی الکبیر **طب** وفی الاوسط **طس**
وفی الصغیر **طص** ولابی نعیم فی الحلیۃ **حل** وللبیہقی **ق** ولہ فی شعب الایمان **ہب**
وھذہ فیہا الصحیح والحسن والضعیف فابینہ غالبا اھ مختصراً دیکھو امام خاتم الحفاظ نے ان طبقات
ثانیہ و ثالثہ و رابعہ سب کو ایک ہی نسق میں گنا اور سب پر یہی حکم فرمایا کہ ان میں صحیح حسن ضعیف سب
کچھ ہے سادساً خود جناب شاہ صاحب کی تصانیف تفسیر عزیزی و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہما میں
جا بجا احادیث طبقہ رابعہ سے بلکہ اُن سے بھی آخر کر استناد موجود اب یا تو شاہ صاحب معاذ اللہ خود
کلام اپنا نہ سمجھتے یا یہ سفہا ناحق تحریف معنوی کرکے احادیث طبقہ رابعہ کو مہمل و معطل ٹھہرانا اُن کے
سر کیے دیتے ہیں تمثیلاً چند بقول حاضر عزیزی آخر تفسیر فاتحہ میں ہے ابونعیم و دیلمی از ابو الدرداء روایت
کردہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ کہ فاتحۃ الکتاب کفایت میکند از انچہ ہیچ چیز از قرآن

https://www.facebook.com/darahlesunnat

کفایت نمیکند الحدیث یہیں اور روایات بھی ابن عساکر والوالشیخ وابن مردویہ وغیرہم سے مذکور ہیں بیٹیا[1] ہے ثعلبی از شعبی روایت کردہ است کہ شخصے نزد او آمد و شکایت درد گردہ کرد شعبی باو گفت کہ ترا لازم است کہ اساس القرآن بخوانی و بر جائے درد دم کنی او گفت کہ اساس القرآن چیست شعبی گفت فاتحۃ الکتاب عزیزی سورۂ بقرہ ذکر بعض خواص سور و آیات میں ہے ۔ ابن النجار در تاریخ خود از محمد بن سیرین روایت کردہ کہ حدیثی از عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شنیدم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند ہر کہ در شب سی و سہ آیت بخواند او را آن شب درندہ و دزدے ایذا نرساند الحدیث اھ مختصرا اسی میں[2] ہے روی ابن جریر عن مجاہد قال قال سائل سلمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن اولئک النصاری الحدیث عزیزی آخر وائل میں ہے حافظ خطیب بغدادی از جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت میکند کہ روزے بخدمت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر بودیم ارشاد فرمودند کہ حالا شخصے می آید کہ حق تعالیٰ بعد از من کسے را بہتر از و پیدا نکردہ است و شفاعت او روز قیامت مثل شفاعت پیغمبران باشد جابر گوید کہ ہنوز تمام نگذشتہ بود کہ حضرت ابوبکر تشریف آوردند تحفہ میں[3] ہے در روایات شیعہ و سنی صحیح و ثابت است کہ این امر خیلے بر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاق آمد و خود را بر در سرائے زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر آورد و امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ را شفیع خود ساخت تا آنکہ حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا از و خوشنود شد اما روایات اہل سنت پس در مدارج النبوۃ و کتاب الوفا بیہقی و شروح مشکوۃ موجود است بلکہ در شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق نوشتہ است کہ ابوبکر صدیق بعد ازیں قصہ بخانہ فاطمہ رفت و در گرمی آفتاب بر در ایستاد و عذر خواہی کرد و حضرت زہرا از و راضی شد و در ریاض النضرہ این قصہ بہ تفصیل مذکور ست و در فصل الخطاب بروایت بیہقی از شعبی نیز ہمیں قصہ مروی ست و ابن السمان در کتاب الموافقۃ از اوزاعی روایت کردہ کہ گفت بیرون آمد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر در فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا در روز گرم الخ سابعاً طرفہ تر یہ کہ شاہ صاحب نے تصانیف حاکم کو بھی طبقہ رابعہ میں گنا حالانکہ بلاشبہ مستدرک حاکم کے اکثر احادیث اعلیٰ درجہ کی صحاح و حسان ہیں بلکہ اوس میں صدہا حدیثیں بر شرط بخاری و مسلم صحیح ہیں قطع نظر اس سے کہ تصانیف شاہ صاحب میں کتب حاکم سے کتنے استناد ہیں اور بڑے شاہ صاحب کی ازالۃ الخفاء و قرۃ العینین میں تو مستدرک سے تو دہ تودہ احادیث نہ صرف

[1] زیر آیۃ ان الذین آمنوا والذین ہادوا و النصاری ۱۲ منہ [2] شاہ صاحب بحالہ نافعہ جائیکہ ذکر طبقات اربعہ کردہ است تفسیر ابن جریر را از ہمین طبقہ رابعہ شمردہ است کما ذکرہ فی السیف المسلول علی من انکر اثر قدم الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ [3] در طعن دواندہم از مطاعن ملاعنہ بر حضرت افضل الصدیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

https://www.facebook.com/darahlesunnat

فضائل بلکہ خود احکام میں مذکور کما لا یخفی علی من طالعہا لطیفہ تر یہ ہے کہ خود ہی بستان المحدثین
میں امام الشان ابو عبداللہ ذہبی سے نقل فرماتے ہیں انصاف آنست کہ در مستدرک قدرے بسیار شرط
ایں ہر دو بزرگ یافتہ میشود یا بشرط یکے ازینہا بلکہ ظن غالب آنست کہ بقدر نصف کتاب ازیں قبیل
باشد و بقدر ربع کتاب از آں جنس است کہ بظاہر[1] اسنادش صحیح ست لیکن بشرط ایں ہر دو نیست
و بقدر ربع واہیات و مناکیر بلکہ بعضے موضوعات نیز ہستند چنانچہ من در اختصار آں کتاب کہ مشہور
بتلخیص ذہبی است خبر دار کردہ ام انتہی (تنبیہ) بحمد اللہ ان بیانات سے واضح ہو گیا کہ اس طبقہ
والوں کی احادیث متروکہ سلف کو جمع کرنے کے معنی اسی قدر ہیں کہ جن احادیث کی ایراد سے انہوں
نے احتراز کیا انہوں نے درج کیں نہ یہ کہ انہوں نے جو کچھ لکھا سب متروک سلف ہے مجرد عدم
ذکر کو اس معنے پر محمول کرنا کہ ناقص سمجھ کر بالقصد ترک کیا ہے محض جہالت ورنہ افراد بخاری متروکات مسلم
ہوں اور افراد مسلم متروکات بخاری اور ہر کتاب متاخر کی وہ حدیث کہ تصانیف سابقہ میں نہ پائی گئی تمام
سلف کی متروک مانی جائے مصنفین میں کسی کو دعوے استیعاب نہ تھا امام بخاری کو ایک لاکھ احادیث
صحیحہ حفظ تھیں صحیح بخاری میں کل چار ہزار بلکہ اس سے بھی کم ہیں کما بینہ شیخ الاسلام فی فتح الباری
شرح صحیح البخاری (ثامنًا) شاہ صاحب اس کلام امام ذہبی کو نقل کرکے فرماتے ہیں و لہذا علمائے
حدیث قرار دادہ اند کہ بر مستدرک حاکم اعتماد نباید کرد مگر بعد از دیدن تلخیص ذہبی اور اس سے
پہلے لکھا ذہبی گفتہ است کہ حلال نیست کسے را کہ بہ تصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقبات و
تلخیصات مرا نہ بیند و نیز گفتہ است احادیث بسیار است در مستدرک کہ شرط صحت نیست
بلکہ بعضے از احادیث موضوعہ نیز ست کہ تمام مستدرک بآنہا معیوب گشتہ ان عبارات سے ظاہر ہوا
کہ وجہ بے اعتمادی یہی اختلاط صحیح وضعیف ہے اگرچہ اکثر[2] صحیح ہی ہوں جیسے مستدرک جس میں تین ربع

---

[1] لفظ بظاہر در آنچہ امام خاتم الحفاظ در تدریب از ذہبی آورد نیست لفظش ہمیں است کہ فیہ جملۃ موافرۃ علی شرطہما و جملۃ کثیرۃ علی شرط احدہما لعل مجموع ذلک نحو نصف الکتاب و فیہ نحو الربع مما صح سندہ و فیہ بعض الشیٔ او علۃ و ما بقی وہو

[2] اسی طرح عدم اعتبار کثرت و قلت کی دلیل واضح امام الشان کا یہ ارشاد منقول تدریب ہے قال شیخ الاسلام غالب ما فی کتاب ابن الجوزی موضوع والذی ینتقد علیہ بالنسبۃ الی ما ینتقد قلیل جدا قال وفیہ من الضرر ان یظن ما لیس بموضوع موضوعا عکس الضرر بمستدرک الحاکم فانہ یظن ما لیس بصحیح صحیحا قال ویتعین الاعتناء بانتقاد الکتابین فان تساہلہما فی الکلام اعدم الانتفاع بہما الا العالم بالفن لانہ ما من حدیث الا و یمکن ان یکون قد وقع فیہ تساہل احد ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

کتاب کی قدر احادیث صحیحہ ہیں نہ کہ سب کا ضعیف ہونا چہ جائے ضعف شدید یا بطلان محض کہ کوئی جاہل بھی اس کا ادعا نہ کریگا اور اس بے اعتمادی کے یہی معنی اگر خود لیاقت نقد رکھتا ہو آپ پرکھے ورنہ کلام ناقدین کی طرف رجوع کرے بے اس کے حجت نہ سمجھے۔ اب انصافاً یہ حکم نہ صرف کتب طبقہ رابعہ بلکہ ثانیہ ثالثہ سب پر ہے کہ جب منشا اختلاط صحیح وضعیف ہے اور وہ سب میں قائم تو یہی حکم سب پر لازم آخر نہ دیکھا کہ ائمہ دین نے صاف صاف یہی تصریح سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ و مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ و مصنف عبدالرزاق وغیرہا سنن و مسانید کتب طبقہ ثانیہ و ثالثہ کی نسبت بھی فرمائی جسکی نقل امام الشان و علامہ قاری سے افادہ ۲۱ میں گزری نیز ہیں امام شیخ الاسلام عارف باللہ زکریا انصاری و امام سخاوی نے تنصیص کی امام خاتم الحفاظ کا قول ابھی سن چکے کہ انہوں نے ان سب کتب کو ایک سلک میں منسلک فرمایا اب شاید منکر کج فہم ان نصوص ائمہ کو دیکھ کر سنن ابی داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ کی نسبت بھی یہی اعتقاد کرے گا کہ وہ بھی معاذاللہ محض مہمل و بیکار و اصلاً ناقابل استناد و اعتبار ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ **بالجملہ** حق یہ کہ مدار اسناد و نظر و انتقاد با تحقیق نقاد پر ہے نہ فلاں کتاب میں ہونے فلاں میں نہ ہونے پر۔ **قلم ضراعت رقم** جب اس محل پر آیا فیض کرم وکرم قدم نے نوش فرمایا اس مقام و مرام طبقات حدیث کی تحقیق جزیل و تدقیق جمیل فقیر ذلیل غفرلہ المولی الجلیل پر فائض ہوئے کہ اگر یہاں ایراد کرتا اطناب کلام والعاد مرام سامنے تھا لہذا اسے بتوفیقہ تعالیٰ رسالہ مفردہ کیا اور بلحاظ تاریخ **مدارج طبقات الحدیث** لقب دیا۔ وللہ الحمد فیما الہم ولہ الحمد علی ما علم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

۱؎ الحمدللہ یہ عزیز رسالہ بحمدہ تعالیٰ باوصف وجازت فوائد نفیسہ پر مشتمل اس میں اولاً طبقات اربعہ حدیث میں حجۃ اللہ البالغہ کا کلام نقل کیا ثانیاً ایک مسلسل بیان میں اس کی وہ تقریر ادا کی جس سے کلام منتظم ہو کر بہت شبہات کا ازالہ ہو گیا ثالثاً پھر بہت ابحاث رائقہ مؤلفہ رائقہ ایراد کیں جن سے روشن ہو گیا کہ طبقات اربع کی تحدید نہ جامع نہ مانع نہ ناقد کے کام کی نہ مقلد کو نافع رابعاً اپنی طرف سے ایک عام شامل تام و کامل نفیس لطیف وضع کیا جس سے ہرگونہ ناقد وغیر ناقد متوسط وعامی ہر قسم کے آدمی کو حال استناد و طریق احتجاج واضح ہو گیا خامساً میں اسی کلمات علماء سے مؤید کیا اس کے ضمن میں صحاح ستہ وغیرہا کتب حدیث کا مرتبہ اور باہمی تفاوت اور بعض دیگر کتب صحاح کا شمار اور نیز یہ کہ آئمہ وعلماء میں کن کن کو دربارۂ تصحیح احادیث تساہل اور کہیں درباب حکم وضع تشدد یا معاملہ جرح میں حال نعت تھا بیان کیا جو کچھ دعوی کیا ہے اس کا روشن ثبوت دیا ہے واللہ الحمد ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

(افادہ بست و پنجم) اقول کتابیں کہ بیان احادیث موضوعہ میں تالیف ہوئیں دو قسم ہیں ایک وہ جن کے مصنفین نے خاص ایراد موضوعات ہی کا التزام کیا جیسے موضوعات ابن الجوزی و اباطیل جوزقانی و موضوعات صغانی ان کتابوں میں کسی حدیث کا ذکر بلا شبہ یہی بتائے گا کہ اس مصنف کے نزدیک موضوع ہے جب تک صراحۃً نفی موضوعیت نہ کر دی ہو ایسی ہی کتابوں کی نسبت یہ خیال بجا ہے کہ موضوع نہ سمجھتے تو کتاب موضوعات میں کیوں ذکر کرتے پھر اس سے بھی صرف اتنا ہی ثابت ہوگا کہ زعم مصنف میں موضوع ہے نہ نظر واقع عدم عدم صحت بھی نہ ثابت ہوگا نہ کہ ضعف نہ کہ سقوط نہ کہ بطلان ان سب کتب میں احادیث ضعیفہ درکنار بہت احادیث حسان و صحاح بھری ہیں اور محض بے دلیل اُن پر حکم وضع لگا دیا ہے جسے آئمہ محققین و نقاد منقحین نے بدلائل قاہرہ باطل کر دیا جس کا بیان مقدمہ امام ابن الصلاح و تقریب امام نووی و الفیہ امام عراقی و فتح المغیث امام سخاوی وغیرہا تصانیف علما سے اجمالا اور تدریب امام خاتم الحفاظ سے قدرے مفصلا اور انہیں کی تعقبات و لآلی مصنوعہ و القول الحسن فی الذب عن السنن و امام الشان کے القول المسدد فی الذب عن مسند احمد وغیرہا سے بنہایت تفصیل و توضیح روشن مطالعہ تدریب سے ظاہر کہ ابن الجوزی نے اور تصانیف درکنار خود صحاح ستہ و مسند امام احمد کی چوراسی حدیثوں کو موضوع کہہ دیا جن کی تفصیل یہ ہے مسند امام احمد ۳۸ صحیح بخاری شریف بروایت حماد بن شاکر ۱ صحیح مسلم شریف ۱ سنن ابی داؤد ۹ جامع ترمذی ۳۰ سنن نسائی ۱۰ سنن ابی ماجہ ۱۰ دوم وہ جن کا صرف ایراد موضوعات واقعیہ نہیں بلکہ دوسروں کے حکم وضع کی تحقیق و تنقیح جیسے لآلی امام سیوطی یا نظر و تنقید کے لئے اُن احادیث کا جمع کر دینا جن پر کسی نے حکم وضع کیا جیسے انہیں کا ذیل اللآلی امام ممدوح خطبہ موضوعات کبرے میں فرماتے ہیں۔ ابن الجوزی اکثر من اخراج الضعیف بل والحسن بل والصحیح کما نبہ علی ذالک الائمۃ الحفاظ وطال ما اختلج فی ضمیری انتقادہ وانتقادہ فاوردالحدیث ثم اعقبہ بکلامہ ثم انکان متعقبا نبھت علیہ اھ ملخصا ابن جوزی نے کتاب موضوعات میں بہت ضعیف بلکہ حسن بلکہ صحیح حدیثیں روایت کر دی ہیں کہ ائمہ حفاظ نے اس پر تنبیہ فرمائی مدت سے میرے دل میں تھا کہ اوس کا خلاصہ کروں اور اُس کے حکم پر کہوں تو اب میں حدیث ذکر کرکے ابن جوزی کا کلام نقل کروں گا پھر اُس پر جو اعتراض ہوگا

۱ یعنی موضوعات میں کسی حدیث کا ہونا اس کے مطلقاً ضعف کا بھی مستلزم نہیں

https://www.facebook.com/darahlesunnat

بتاؤں گا، اُسی کے خاتمہ میں فرماتے ہیں۔ و اذ قد اتینا علی جمیع ما فی کتابہ نتتبع الآن فی الزیادات علیہ فمنہا ما یقتضی بوضعہ ومنہا ما نص حافظ علی وضعہ ولی فیہ نظر فاذکرہ لینظر فیہ اب کہ ہم تمام موضوعات ابن الجوزی بیان کر چکے تو اب اس پر زیادتیں شروع کریں ان میں کچھ وہ ہیں جن کا موضوع ہونا یقینی ہے اور کچھ وہ جنہیں کسی حافظ نے موضوع کہا اور میرے نزدیک اُس میں کلام ہے تو میں اُسے نظر غور کے لئے ذکر کروں گا، پر ظاہر کہ ایسی تصانیف میں حدیث کا ہونا مصنف کے نزدیک بھی اُس کی موضوعیت نہ بتائے گا کہ اصل کتاب کا موضوع ہی تنہا ایراد موضوع ہی تنہا ایراد موضوع نہیں بلکہ اگر کچھ حکم دیا یا سند یا متن پر کلام کیا ہے تو اُسے دیکھا جاوے گا کہ صحت یا حسن یا ثبوت یا صلوح یا ضعف یا سقط یا بطلان کیا نکلتا ہے مثلاً لا یصح یا لم یثبت یا سند پر جہالت یا انقطاع سے طعن کیا وجہ ضعف معلوم ہوا اور اگر رفعہ کی قید بڑھا دی تو صرف مرفوع کا ضعف اور بنظر مفہوم موقوف کا ثبوت مفہوم ہے وعلیٰ ہذا القیاس اور کچھ کلام نہ کیا تو امر محتاج نظر و تنقیح رہے گا کما لایخفیٰ مشکانی کی کتاب موضوعات مسمّٰی بہ فوائد مجموعہ بھی اسی قسم ثانی کے ہے خود اس نے خطبہ کتاب میں اس معنی کی تصریح کی کہ میں اس کتاب میں وہ حدیثیں بھی ذکر کروں گا جنہیں موضوع کہنا ہرگز صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہیں بلکہ ضعف بھی خفیف ہے بلکہ اصلاً ضعف نہیں حسن تا صحیح ہیں کہ اہل نقد کے کلام پر تنبیہ اور اُس کے رد کی طرف اشارہ ہو جائے عبارت اُسکی یہ ہے وقد اذکر ما لا یصح اطلاق الموضوع علیہ بل غایۃ ما فیہ انہ ضعیف بمرۃ وقد یکون ضعیفا ضعفا وقد یکون اعلیٰ من ذلک والحامل علی ذکر ما کان ھکذا التنبیہ علی انہ قد عد ذلک بعض المصنفین موضوعا کابن الجوزی فانہ تساھل فی موضوعاتہ حتی ذکر فیہا ما ھو صحیح فضلا عن الحسن فضلا عن الضعیف وقد تعقبہ السیوطی بما فیہ کفایۃ وقد اشرت الی تعقباتہ[اہ] تو متکلمین طائفہ کا یہ سفیہانہ زعم کہ حدیث تقبیل ابہامین شوکانی کے نزدیک موضوع نہ ہوتی تو کتاب موضوعات میں کیوں ذکر کرتا کیسی جہالت فاحشہ ہے (تنبیہ) ہرچند یہ افادہ اُن گیارہ افادات سابقہ سے زیادہ متعلق تھا جن میں حضرات طائفہ کے زعم موضوعیت کا ابطال ہوا مگر از انجا کہ ایسی لچر بے معنی بات سے توہم موضوعیت کسی ذی علم کا کام نہ تھا لہذا ان افادات کے ساتھ منسلک کیا کہ واضح ہو کر ذکرہ فی الموضوعات ضعف شدید کو بھی مستلزم نہیں جو ایک مسلک پر قبول

https://www.facebook.com/darahlesunnat

فی الفضائل میں محتمل ہو بلکہ خفیفۃ لفس ذکر بے ملاحظۂ حکم تومفید مطلق ضعف بھی نہیں کہ دونوں قسم ہیں صحاح وحسان تک موجود ہیں کما تبین (لطیفہ) اقوال حضرات وہابیہ کے پچھلے متکلم اگر موضوعات شوکانی کا موضوع نہ سمجھے تو کیا عجب کہ خود ان کے امام شوکانی کی سمجھ بھی ایسی ہی ناقص اور کافی تھی یہیں خطبۂ موضوعات ہیں علمائے نافیان کذب کی دو قسمیں کیں ایک وہ جنہوں نے رواۃ ضعفا وکذابین وغیرہم کے بیان میں تصنیفیں کیں جیسے کامل و میزان وغیرہما دوقسم جعلوا مصنفاتھم مختصۃ بالاحادیث الموضوعۃ دوسری وہ جنہوں نے اپنی تصانیف احادیث موضوعہ سے خاص کیں جیسے ابن جوزی وصغانی وغیرہما اور اسی قسم دوم میں مقاصد حسنۂ امام سخاوی کو گن دیا حالانکہ وہ ہرگز تصانیف مختصہ بموضوعات سے نہیں بلکہ اس کا مقصود ان احادیث کا حال بیان کرنا ہے جو زبانوں پر دائر ہیں عام ازیں کہ صحیح ہوں یا حسن یا ضعیف یا بے اصل یا باطل ولہذا اس میں بہت احادیث کو ذکر کرکے فرماتے ہیں یہ صحیح بخاری میں ہے یہ صحیح مسلم کی ہے یہ صحیحین دونوں کے متفق علیہ ہے بھلے مانس نے اوس کے نام کو بھی خیال نہ کیا المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتھرۃ علی الالسنۃ نہ اسی کو آنکھ کھول کر دیکھا اس کے پہلے ہی ورق کی چوتھی حدیث ہے حدیث آیۃ المنافق ثلث متفق علیہ وہیں ساتویں حدیث ہے حدیث ابدا بنفسک مسلم فی الزکوٰۃ من صحیحہ طرفہ تر یہ کہ انہیں میں تخریج الاحیاء للعراقی بھی گن دی سبحان اللہ کہاں تخریج احادیث کتاب کہاں تصنیف فی الموضوعات اسی فہم پر ابو حنیفہ وشافعی سے دعوے مساوات ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ط (نتیجۃ الافادات) الحمد للہ کلام اپنے ذروۂ اعلٰی کو پہنچا اور احقاق حق وابطال باطل کو ان چودہ افادوں نے ماہ شب چار دہ کی طرح روشن کردیا کہ تقبیل ابہامین کی حدیثیں اگر تعدد طرق وعمل اہل علم سے متقوی نہ بھی ہوں تو انتہا درجہ ضعیف بضعف خفیف اور فضائل اعمال میں باجماع علما محدثین وفقہا مقبول وکافی اور ثبوت استحباب عمل کے لئے مفید ووافی ہیں منکرین کی ساری چہ میگوئیاں کہ

---

[1] افادہ ۲۴ میں شاہ ولی اللہ کا قول گزرا کہ ابن جوزی موضوعات دا بجد ساخت وسخاوی در مقاصد حسنہ حسان لغیرہا الضعاف ومناکیر ممیز نمودہ ہیں سے ظاہر کہ مقاصد حسنہ کے مقاصد حسنہ موضوع کتب موضوعات سے کتنے جدا ہیں ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

آن کے ابطال و اہمال کے لیئے تھیں بعونہ تعالٰے اپنی سزائے کردار کو پہنچ گئیں والحمد للہ رب العالمین
اب پھر دست استعانت قائد توفیق کے ہاتھ میں دیجئے اور بعنایت الٰہی و اعانت حضرت رسالت پناہی
علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر المتناہی تحقیق مرام میں اس سے بھی وسیع تر تنزلی کلام اور آخر میں ازالہ
واز ہاق بقیہ اوہام منکرین لیام کیجئے و باللہ التوفیق (افادۂ بست و ششم) قول بالغرض اگر ایسی
جگہ ضعف سند ایسی ہی حد پر ہو کہ اصلا قابل اعتماد نہ رہے مگر جو بات اس میں مذکور ہوئی وہ علما و صلحا
کے تجربہ میں آچکی تو علمائے کرام اس تجربہ ہی کو سند کافی سمجھتے ہیں کہ آخر ضعف سند کذب واقعی کو
مستلزم نہ تھا حاکم نے بطریق عمر بن ہارون بلخی مسیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ سے قضائے
حاجت کے لیئے ایک ترکیب عجیب مرفوعا روایت کی جس کے آخر میں ہے ولا تعلموھا السفھاء
فانہ یدعون بھا فیستجابون بیوقوفوں کو یہ نماز نہ سکھاؤ کہ وہ اس کے ذریعہ سے جو چاہیں گے
مانگ بیٹھینگے اور قبول ہو گی) ائمۂ جرح و تعدیل نے عمر بن ہارون کو سخت شدید الطعن متروک بلکہ
متہم بالکذب تک کہا امام احمد و امام نسائی و امام ابو علی نیشاپوری نے فرمایا متروک الحدیث ہے امام
علی بن مدینی و امام دارقطنی نے کہا سخت ضعیف ہے صالح جزرہ نے کہا کذاب ہے امام یحیٰی بن معین
نے فرمایا خبیث لانسی کذاب خبیث ہے کل ذلک فی المیزان لاجرم حافظ الشان نے تقریب میں
فرمایا متروک وکان حافظا ذہبی نے میزان میں کہا کان من اوعیۃ العلم علی ضعفہ وکثرۃ مناکیرہ
وما اظنہ ممن یتعمد الباطل تذکرۃ الحفاظ میں آخر یہ کہا لاریب فی ضعفہ[1] امام اجل فقیہ
حافظ عبد العظیم زکی منذری نے کتاب[1] الترغیب میں یہ حدیث بروایت حاکم نقل کرکے عمر بن
ہارون کے متروک و متہم ہونے سے اسے معلول کیا حیث قال قد تفرد بہ عمر بن ھارون البلخی و
ھو متروک متہم اثنی علیہ ابن مھدی وحدہ[2] فیما اعلمہ اھ قلت بل اختلف الروایۃ

---

[1] فی الترغیب فی صلاۃ الحاجۃ ۱۲ منہ [2] اقول ہذا عجیب من مثل الحافظ مع قول نفسہ فی خاتمۃ الکتاب ضعفہ الجمہور و
وثقہ قتیبۃ وغیرہ فی تذکرۃ الحفاظ عن الابار عن ابی عثمان عن بہز بن اسد انہ قال اری یحیٰی بن سعید حدۃ قال وساق الخطیب
باسنادہ عن ابی عاصم انہ ذکر عمر بن ہارون فقال عمر عندنا احسن اخذ للحدیث من ابن المبارک وقال المروزی سئل ابو عبد اللہ عن عمر بن ہارون
فقال ما ادری انا تعلقت منہ بشیٔ کتبت عنہ کثیرا فقیل لہ قد کانت لہ قصۃ مع ابن مہدی فقال بلغنی انہ کان یحمل علیہ وقال احمد بن سیار کان
کثیر السماع کان قتیبۃ یطریہ و یوثقہ الخ ثم ذکر تکذیب من ذکر وجرحہ عن ابن معین والآخرین ثم قال قلت لاریب فی ضعفہ وکان من
اوعیۃ العلم فی عشرۃ وذکر غیر اولئک ما ذکرت فی مسند انہ اربع وستین ومائۃ اھ ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

عن ابن مهدی ایضا فقال فی المیزان قال ابن مهدی واحمد والنسائی متروک الحدیث ثم قال وقال ابن حبان کان ابن مهدی یحسن الرای فی عمر بن هارون اهـ فالله تعالٰی اعلم بانهم اذا انجاکر مستدرک میں تھا قال احمد بن حرب قد جربته فوجدته حقا وقال ابراهیم بن علی الدیبلی قد جربته فوجدته حقا وقال الحاکم قال لنا ابو زکریا قد جربته فوجدته حقا قال الحاکم قد جربته فوجدته حقا احمد بن حرب نے کہا میں نے اس نماز کو آزمایا حق پایا ابراہیم بن علی دیبلی نے کہا میں نے آزمایا حق پایا ہم سے ابو زکریا نے کہا میں نے آزمایا حق پایا۔ حاکم کہتے ہیں خود میں نے آزمایا حق پایا[1]، لہٰذا امام حافظ منذری نے فرمایا الاعتماد فی مثل هذا علی التجربة لا علی الاسناد ایسی جگہ اعتماد تجربہ پر ہے نہ اسناد پر۔ امام ابن امیر الحاج حلیہ[2] میں حدیث کا وہ ضعف شدید اور امام ابن جوزی کا اسے بالیقین موضوع کہنا[3] ذکر کرکے فرماتے ہیں وحشی علی هذا فی الحادی القدسی فانه ذکر هذه الصلٰوة للحاجة علی هذا الوجه من الصلوات المستحبة حاوی قدسی میں اسی پر عمل کیا کہ انہوں نے حاجت کے لئے اس ترکیب کو مستحب نمازوں میں ذکر فرمایا۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے امام اجل سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ الشریف کا ارشاد لطیف افادہ ۱۵ میں گزرا کہ میں نے صحت حدیث کو اس جوان کی صحت کشف سے پہچانا یعنی جب اس کے کشف سے معلوم ہوا کہ حدیث میں جو وعدہ آیا تھا ٹھیک اترا معلوم ہوا کہ حدیث صحیح ہے اب صدر رسالہ میں امام سخاوی کے نقول دیکھ لیجئے کہ اس قبیل ابہامین کے کتنے تجربے علما وصلحا سے منقول ہوئے ہیں لاجرم علامہ طاہر فتنی نے فرمایا ادی تجربة ذلك عن كثيرين اس کا تجربہ بہت لوگوں سے روایت کیا گیا ہے تو غرض یہ کہ اگر بفرض غلط سند کسی قابل نہ سمجھو تاہم تجربہ علما کو سند کافی جانو (افادہ ۱۵ بست وہشتم) اقول بھلا یاں تو طرق مسندہ باسانید متعددہ کتب حدیث میں موجود علمائے کرام تو ایسی جگہ صرف کلمات بعض علما میں بلا سند مذکور ہونا ہے سند کافی سمجھتے ہیں اگرچہ طبقہ[...]

---

[1] النسبة الی دیبل بفتح الدال المهملة وسکون المثناة من تحت وضم الموحدة وآخرہ لام قصبة بلاد السند کما فی القاموس ۱۲ منہ

[2] اقول بحمد اللہ تعالٰی اس فقیر نے بھی کئی بار آزمایا حق پایا بعض قریب تر اعزہ کو سخت ناسازی تھی طول ہوا یہاں تک کہ ایک روز حالت مثل نزع طاری ہوئی سب رونے لگے فقیر مشغول نماز مذکور ہوا پڑھ کر آیا تو عزیز مذکور بیٹھا باتیں کرتا پایا والحمد للہ میں کمال ہونے آئے جب بے بحمد اللہ فضل الٰہی ہے ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ

[3] آخر الکتاب فی الفضائل الثالث عشر فی صلٰوۃ الحاجۃ من فصول تکمیل الکتاب ۱۲ منہ

[4] ہو آخر حدیث من باب الصلٰوۃ فی الموضوعات قال المخرج موضوع عمر بن ہارون کذاب قال خاتم الحفاظ عمر روی لہ الترمذی وابن ماجۃ وقال فی المیزان کان من اوعیۃ العلم الی آخر ما نقلنا قال وللحدیث طریق آخر فذکرہا اسند ابن عساکر عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ نحوہ وسکت علیہ خاتم الحفاظ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

بالفرض اگر کتب حدیث میں اصلا پتا نہ ہوتا تاہم ایسی حدیث کا بعض کلمات علما میں بلا سند مذکور ہونا بس ہے۔

https://www.facebook.com/darahlesunnat

رابعہ وغیرہا کسی طبقہ حدیث میں اُس کا نام ونشان نہ ہو حضور اقدس سید المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا حضور والا کو ندا کرکے بابی انت وامی یارسول اللہ[۲] میرے ماں باپ حضور پر قربان یارسول اللہ کہہ کر حضور کے فضائل جلیلہ وشمائل جمیلہ عرض کرنا یہ حدیث امام ابومحمد عبداللہ بن علی لخمی اندلسی رشاطی نے پانچویں صدی کے علما سے تھے سنہ ۴۶۶ھ میں انتقال کیا اپنی کتاب اقتباس الانوار والتماس الازہار اور ابوعبداللہ محمد محمد ابن الحاج عبدری مکی مالکی نے کہ آٹھویں صدی کے فضلا سے تھے سنہ ۷۳۰ھ میں وصال ہوا اپنی کتاب مدخل میں ذکر کی دونوں نے محض بلا سند آئمہ کرام وعلمائے اعلام نے اس سے زائد اس کا پتا نہ پایا کتب حدیث میں اصلا نشان نہ ملا مگر از انجا کہ مقام مقام فضائل تھا اسی قدر کو کافی سمجھا ان نادانوں کندحواسوں فرق مراتب ناشناسوں کی طرح طبقہ رابعہ میں ہونا درکنار اصلا کسی طبقہ میں نہ ہونا بھی انہیں اُس کے ذکر وقبول سے مانع نہ آیا بلکہ اُس سے اُستناد فرمایا علامہ ابوالعباس قصار نے اُسی شرح قصیدہ بردہ شریف میں ذکر کیا اور انہیں رشاطی کا حوالہ دیا پھر امام علامہ احمد قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں بصیغہ جزم ذکر کی اسی شرح قصار ومدخل کی سند دی اسی مواہب شریف ونسیم الریاض علامہ شہاب خفاجی مصری ومدارج النبوۃ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی وغیرہا میں علمائے کرام نے اس حدیث کو زیر بیان آیۃ کریمہ لا اقسم بھذا البلد ۝ وانت حل بھذا البلد ۝ جس میں رب العزت جل وعلا نے شہر مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے قسم یاد فرمائی ہے محل استناد میں ذکر کیا کہ قرآن عظیم نے حضور پرنور سید المحبوبین صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی جان پاک کی بھی قسم کھائی کہ لعمرك انھم لفی سکرتھم یعمھون تیری جان کی قسم یہ کافر اپنے نشہ میں بہک رہے ہیں) اور حضور کے شہر مکہ معظمہ کی بھی قسم کھائی کہ لا اقسم بھذا البلد ۝ مگر اس قسم میں اُس سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی تعظیم ہے جس طرح امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ نے اس طرف اشارہ کیا کہ عرض کرتے ہیں میرے ماں باپ حضور پر قربان یا رسول اللہ اللہ عزوجل کے نزدیک حضور کا مرتبہ اس حد کو پہنچا کہ حضور کے خاک پا کی قسم یاد فرمائی لا اقسم بھذا البلد ۝ نسیم[۱] کی دلکشا عبارت یہ ہے قد قالوا ان ھذا القسم ادخل فی تعظیمہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم من القسم بذاتہ وبحیاتہ کما اشار الیہ عمر رضی اللہ تعالٰے

---

[۱] الفصل الرابع من الباب الاول ۱۲

[۲] الفصل الاول ... [illegible]

[illegible]

عنہ لقولہ بابی انت وامی یا رسول اللہ قد بلغت من الفضیلۃ عندہ ان اقسم بتراب قدمیک فقال لا اُقسم بھذا البلد ہ مواہب میں ہے علی کل حال فھذا متضمن للقسم ببلد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یخفی ما فیہ من زیادۃ التعظیم وقد روی ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عند اللہ ان اقسم بحیاتک دون سائر الانبیاء ولقد بلغ من فضیلتک عندہ ان اقسم بتراب قدمیک فقال لا اُقسم بھذا البلد ہ مدارج میں اسے نقل کرکے فرمایا یعنی سوگند میخورد بہ بلد کہ عبارت است از زمینے کہ پے سپر میکند آنرا سوگند بخاک پائے خوردن استاد این لفظ در ظاہر نظر سخت می نماید نسبت بجناب عزت چوں گویند کہ سوگند میخورد بخاک پائے حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونظر بحقیقت معنی صاف وپاک ست کہ غبارے بر ان نہ وتحقیق این سخن آنست کہ سوگند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ بچیزے غیر ذات وصفات خود برائے اظہار شرف وفضیلت وتمیز آں چیز ست نزد مردم ونسبت بایشان تا بدانند کہ آں امرے عظیم وشریف است نہ آنکہ اعظم است نسبت بوے تعالیٰ الخ میں ایک ایسی حدیث بے سند کو کیا ذکر کرنا کہ اس کی تو صدہا نظیریں کتب علما میں موجود ہیں زیادہ جانے دیجئے پچھلے زمانے کے بڑے محدث شاہ ولی اللہ صاحب بھی جا بجا اپنی تصانیف میں ایسی کتب کی حدیثوں سے سند لاتے ہیں جو نہ کسی طبقہ حدیث میں داخل نہ ان میں سند کا نام ونشان قرۃ العینین میں روایات مذکورہ تاریخ یافعی و روضۃ الاحباب وشواہد النبوۃ مولانا جامی قدس سرہ السامی سے استناد موجود مثلاً لکھا امام انصاف شیخین بصبغات کاملہ تلبیہ بس بطریق اتم بود وظہور خرق عوائد وتربیت الٰہی ایشاں را بر دیا و مانند آں امر ایشاں را بسیار دیدہ می شدہ حدیثے چند ازیں جملہ نیز روایت کنیم در شواہد النبوۃ از ابو مسعود انصاری منقول است کہ گفتہ است کہ اسلام ابوبکر شبیہ بوحی ست زیرا کہ وے گفتہ است کہ شبی پیش از بعثت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درخواب دیدم کہ نورے عظیم از آسمان فرود آمد و بر بام کعبہ افتاد الخ ونیز در شواہد مذکور است کہ امیر المؤمنین ابوبکر صدیق گفتہ است کہ روزے در ایام جاہلیت در سایہ درختے نشستہ بودم ناگاہ میلے بمن کردہ آوازے ازاں درخت بگوش من آمد کہ پیغمبرے در فلاں وقت بیروں خواہد آمد

https://www.facebook.com/darahlesunnat

می باید کہ تو سعادت مند ترین مردمان باشی بوئے الخ و نیز در شواہد از ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول است کہ در مرض آخر خود گفت کہ امشب در تفویض امر خلافت تکرار استخارہ کردم الخ ملتقطا اُسی میں ہے چوں نوبت خلافت بفاروق رسید سیاسی بر دست او واقع شد کہ غیر نبی بر آں قادر نباشد و اگر عقل سلیم را اعمال نمائیم در امورے کہ خلافت انبیا را شاید بہتر از حال وے متصور نگردد زیرا کہ حضرت پیغامبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدو چیز مشغول بودند یکے تعلیم علم و فاروق اعظم مسائل را تفحص کرد و ترتیب کتاب و سنت و اجماع و قیاس آورد و سد مداخل تحریف نمود چنانکہ علمائے صحابہ ہمہ گواہی دادند کہ وے علم زمان نمود است دیگر جہاد کفار و فاروق تحمل اعبائے جہاد بوجہے نمود کہ خوب تر آناں صورت انگیز د قال الیافعی فی السنۃ الرابعۃ عشر فتحت دمشق الخ در روضۃ الاحباب مذکور ست کہ در زمان خلافت وے ہزار و سی و شش شہر با توابع و لواحق آن فتح شد و چہار ہزار مسجد ساختہ گشت و چہار ہزار کنیسہ خراب گردید و یک ہزار و نہ صد منبر بنا کردند اھ بالالتقاط یوہیں تفسیر عزیزی وغیرہ تصانیف مولانا شاہ عبد العزیز صاحب میں ایسے بہت اسناد ملیں گے اس کا گننا ہی کیا تھا مجھے تو یہاں یہ نص قاہر و باہر سنانا ہے کہ حدیث مذکور فاروقی یا بی انت و امی یا رسول اللہ کا ایک پارہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی شفا شریف میں یوہیں بلا سند ذکر فرمایا اُس پر امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی نے مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا پھر اُن کے حوالہ سے علامہ خفاجی نے نسیم میں ارشاد کیا لم اجدہ فی شیئ من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکراہ فی ضمن حدیث طویل وکفی بذلک سندا لمثلہ فانہ لیس مما یتعلق بالاحکام میں نے یہ حدیث کسی کتاب حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور ابن الحاج نے مدخل میں ایک حدیث طویل میں اُسے ذکر کیا ایسی حدیث کو اتنی ہی سند بہت ہے کہ وہ کچھ احکام سے تو متعلق نہیں اقول فقیر بعون رب قدیر جل وعلا تنزل پر تنزل کرکے روشن تر سے روشن تر کلام کرے مگر حضرات منکرین کی آنکھیں خدا ہی کھولے۔

(افادہ بست و ہشتم) اقوال اچھا سب جانے دیجئے اپنی خاطر پورا تنزل لیجئے بالفرض حدیث موضوع و باطل ہی ہو تاہم موضوعات حدیث عدم حدیث ہے نہ حدیث عدم اُس کا اصل صرف اتنا ہوگا کہ اس بارہ میں کچھ وارد نہ ہوا نہ یہ کہ ان کا ردو منع وارد ہوا اب اصل مسئلہ کو دیکھا جائے گا اگر قواعد شرع ممانعت بتائیں ممنوع ہوگا ورنہ اباحت اصلیہ پر رہیگا اور بہ نیت حسن حسن و مستحسن ہوجائیگا کما ھو

مسئلہ احادیث الفضائل مع من الباب الادلہ ۲

افادہ ۲۶ حدیث اگر موضوع بھی ہو تاہم عدم ورود ہے نہ ورود عدم

https://www.facebook.com/darahlesunnat

شان المباحات جیسا کہ نص علیہ فی الاشباہ ورد المحتار وانموذج العلوم وغیرھا من مصنفات الاسفار حدیث کے موضوع ہونے سے فعل کیوں ممنوع ہونے لگا موضوع خود باطل ومہمل وبے اثر ہے یا نہی ومخالفت کا پروانہ لاجرم علامہ سیدی احمد طحطاوی مصری حاشیہ در مختار میں زیر قول رملی واما الموضوع فلا یجوز العمل بہ بحال فرماتے ہیں ای حیث کان مخالفا لقواعد الشریعۃ واما اذا کان داخلا فی اصل عام فلا مانع منہ لجعلہ حدیثا بل لدخولہ تحت الاصل العام یعنی جس فعل کے بارہ میں حدیث موضوع وارد ہو اُسے کرنا اُسی حالت میں ممنوع ہے کہ خود وہ فعل قواعد شرع کے خلاف ہو اور اگر ایسا نہیں بلکہ کسی اصل کلی کے نیچے داخل ہے تو اگرچہ حدیث موضوع ہو فعل سے ممانعت نہیں ہو سکتی نہ اس لیے کہ موضوع کو حدیث ٹھہرائیں بلکہ اس لیے کہ وہ قاعدہ کلیہ کے نیچے داخل ہے **اقول** نقد افاد رحمہ اللہ تعالٰی بتحلیلہ ان المراد جواز العمل بمافی موضوع لاکونہ فی موضوع وسلفی علیک تحقیق المقام بتوفیق الملک العلام فانتظر یہ تو تصریح کلی تھی اب جزئیات پر نظر کیجیے تو وہ بھی یا علی ندا شہادت جواز دے رہے ہیں جس نے کلمات علمائے کرام حشرنا اللہ تعالٰی فی زمرتہم کی خدمت کی وہ جانتا ہے کہ ورود موضوعات واباطیل اُن کے نزدیک موجب منع فعل نہ تھا بلکہ با وصف اظہار وضع وبطلان حدیث اجازت افعال کی تصریح فرماتے یہاں بنظر اختصار چند امثلہ پر اقتصار (۱) امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالٰی مقاصد حسنہ میں فرماتے ہیں حدیث لبس الخرقۃ الصوفیۃ وکون الحسن البصری لبسھا من علی قال ابن دحیۃ وابن الصلاح انہ باطل وکذا قال شیخنا انہ لیس فی شیئ من طرقھا ما یثبت ولم یرد فی خبر صحیح ولا حسن ولا ضعیف ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم البس الخرقۃ علی الصورۃ المتعارفۃ بین الصوفیۃ لاحد من اصحابہ ولا امر احدا من اصحابہ بفعل ذلک وکل ما یروی صریحا فی ذلک فباطل ثم ان ائمۃ الحدیث لم یثبتوا للحسن من علی سماعا فضلا عن ان یلبسہ الخرقۃ ولم ینفرد شیخنا بھذا بل سبقہ الیہ جماعۃ حتی من لبسھا والبسھا کالدمیاطی والذھبی والھکاری وابی حیان والعلائی ومغلطائی والعراقی وابن الملقن والابناسی والبرھان الحلبی وابن ناصر الدین وھذا مع الباسی ایاھا لجماعۃ من اعیان المتصوفۃ امتثالا للالزام لی بذلک

https://www.facebook.com/darahlesunnat

خرقۂ صوفیہ کرام کا سماع حسن بصری (۱)

حتی تجاہ الکعبۃ المشرفۃ تبرکا بذکر المصلحین واقتفاء لمن اثبتہ من الحفاظ المعتمدین اھ بتلخیص خرقہ پوشی صوفیہ کرام کی حدیث اور یہ کہ حضرت حسن بصری قدس سرہ السری نے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے خرقہ پہنا امام ابن دحیہ وامام ابن الصلاح نے فرمایا باطل ہے ایسا ہی ہمارے استاذ امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس کی کوئی سند ثابت نہیں نہ کسی خبر صحیح نہ حسن نہ ضعیف میں آیا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس صورت معمولۂ صوفیۂ کرام پر کسی کو خرقہ پہنایا یا اُس کا حکم فرمایا جو کچھ اس بارہ میں صریح روایت کیا جاتا ہے سب موضوع ہے پھر آئمہ حدیث تو حضرت حسن کا حضرت مولی سے حدیث سننا بھی ثابت نہیں کرتے خرقہ پہنانا تو بڑی بات ہے اور یہ بات کچھ ہمارے شیخ ہی نے نہ فرمائی بلکہ اُن سے پہلے ایک جماعت آئمہ محدثین ایسا ہی فرما چکی یہاں تک کہ وہ اکابر جنہوں نے خود پہنا پہنایا جیسے امام[1] دمیاطی امام[2] ذہبی امام[3] شیخ الاسلام سید تا ہکاری امام[4] ابو حیان امام[5] علاء الدین علائی امام[6] مغلطائی امام[7] عراقی امام[8] ابن الملقن امام[9] ابناسی امام[10] برہان حلبی امام[11] ابن ناصر الدین دمشقی بہ آنکہ میں نے خود ایک جماعت عمدۂ متصوفین کو خرقہ پہنایا کہ مشائخ کرام نے مجھ پر لازم فرمایا تھا یہاں تک کہ خاص کعبہ معظمہ کے سامنے پہنایا ذکر اولیائے کرام سے برکت لینے اور حفاظ معتمدین کی پیروی کو جو اُسے ثابت کر گئے (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین دیکھو یہ جماعت کثیرہ آئمہ دین وحملۂ شرع مبین باآنکہ احادیث خرقہ کو باطل محض جانتے پھر بھی خرقہ پہنتے پہناتے اور اُسے باعث برکات مانتے (تنبیہ) یہ انکار محدثین اپنے مبلغ علم پر ہے اور وہ اُس میں معذور مگر حق اثبات سماع ہے محققین نے اُسے بسند صحیح ثابت کیا امام خاتم الحفاظ جلال سیوطی نے خاص اس باب میں رسالہ اتحاف الفرقہ تالیف فرمایا اُس میں فرماتے ہیں اثبتہ جماعۃ وھو الراجح عندی لوجوہ وقد رجحہ ایضا الحافظ ضیاء الدین المقدسی فی المختارۃ وتبعہ الحافظ ابن حجر فی اطراف المختارۃ حضرت حسن کا حضرت مولی سے سماع ایک جماعت محدثین نے فرمایا اور یہی متعدد دلیلوں سے میرے نزدیک راجح ہے اسی کو حافظ ضیاء الدین مقدسی نے صحیح مختارہ میں ترجیح دی اور امام الشان ابن حجر عسقلانی نے اطراف مختارہ میں اُن کی تبعیت کی) پھر دلائل ترجیح لکھ کر فرماتے ہیں امام ابن حجر نے فرمایا مسند ابی یعلٰی میں ایک حدیث ہے کہ حدثنا جویریۃ بن اشرس قال اخبرنا عقبۃ بن ابی الصھباء الباھلی قال سمعت الحسن یقول سمعت علیا یقول قال رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مثل امتی مثل

https://www.facebook.com/darahlesunnat

المطر للحدیث ہمارے شیخ المشائخ محمد بن حسن بن صیرفی نے فرمایا یہ حدیث نص صریح ہے کہ حسن کو مولیٰ علی سے سماع حاصل ہے اس کے رجال سب ثقات ہیں جویریہ کو ابن حبان اور عقبہ کو امام احمد و یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا انتہی **اقول** یہ تو بطور محدثین ثبوت صریح وصحیح ہے اور حضرات صوفیۂ کرام کی نقل متواتر تو موجب علم قطعی و یقینی ہے جس کے بعد حصول سماع ولبس خرقہ میں اصلاً محل سخن نہیں وللہ الحمد (۲)

علامہ طاہر فتنی آخر مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں من شم الورد ولم یصل علی فقد جفانی هو باطل وکذب وکذا من شم الورد الاحمر الخ ثم قال کتبت فی شان الصلاۃ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند شم الطیب لشیخنا الشیخ علی المتقی قدس سرہ هل له اصل فکتب الجواب عن شیخنا الشیخ ابن حجر قدس سرہ وغیرہ بما نصه اما الصلاۃ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند ذلک ونحوہ فلا اصل مع ذلک فلا کراهة عندنا اھ ملخصاً یہ حدیث کہ جس نے پھول سونگھا اور مجھ پر درود نہ بھیجا اس نے مجھ پر ظلم کیا باطل و کذب ہے ایسی ہی وہ حدیث جو گلاب کا پھول سونگھنے میں آئی میں نے اس باب میں اپنے شیخ حضرت شیخ علی متقی مکی قدس سرہ الملکی کو لکھا کہ خوشبو سونگھتے وقت درود پڑھنے کی کچھ اصل ہے انہوں نے ہمارے استاد امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالٰی یا کسی اور عالم کے حوالہ سے جواب تحریر فرمایا کہ ایسے وقت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی کچھ اصل نہیں تاہم ہمارے نزدیک اس میں کوئی کراہت بھی نہیں پھر امام مذکور بعد اس تحقیق کے کہ اس وقت غافلانہ بے نیت ثواب درود نہ پڑھنا چاہیے ارشاد فرماتے ہیں اما من استیقظ عند اخذہ الطیب او شمه الی ما کان علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من محبته للطیب واکثارہ منه فتذکر ذلک الخلق العظیم فصلی علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حینئذ لما وقر فی قلبه من جلالته واستحقاقه علی کل امته ان یلحظوہ بعین نهایة الاجلال عند رؤیة شیئ من آثارہ او ما یدل علیها فهذا لا کراهة فی حقه فضلا عن الحرمة بل هو اٰت بما فیه اکمل الثواب الجزیل والفضل الجلیل وقد استحب العلماء من رأی شیئا من اٰثارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولاشک ان من استحضر ما ذکرته عند شمه الطیب یکون کالرائی لشیئ من اٰثارہ الشریفة فی المعنی فلیسن له الاکثار من الصلاۃ والسلام علیه صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ح اھ مختصراً ہاں خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت متنبہ ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسے دوست رکھتے اور

https://www.facebook.com/darahlesunnat

بکثرت استعمال فرماتے تھے اس خلق عظیم کو یاد کرکے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے کہ حضور کی عظمت اور تمام امت پر حضور کا یہ حق ہونا اس کے دل میں جما کہ جب حضور کے آثار شریفہ یا ان پر دلالت کرنے والے کوئی چیز دیکھیں تو نہایت تعظیم کی آنکھ سے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا تصور کریں تو ایسے کے حق میں حرمت چھوڑ کراہت بھی اس نے تو وہ کام کیا جس پر ثواب کثیر وفضل جمیل پائیگا کہ زیارت آثار شریفہ کے وقت درود پڑھنا علما نے مستحب رکھا ہے اور شک نہیں کہ جس نے خوشبو سونگھتے وقت یہ تصور کیا وہ گویا یعنی بعض آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے تو اسے تو اس وقت حضور پر نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود وسلام کی کثرت سنت ہے) دیکھو یا آنکہ احادیث موضوع تھیں اور خاص فعل کی اصلاً سند نہیں پھر بھی علما نے جائز رکھا اور بہ نیت نیک باعث اجر عظیم وفضل کریم قرار دیا۔

(۳) فتح الملک المجید کے باب "امن عشر" میں بعد ذکر احادیث ادعیہ واذکار صبح وشام ہے یشبہ ہا ما یعتاده السادة الصوفية من قول لا اله الا الله سبعين الف مرة يذكرون ان الله تعالى يعتق بها رقبة من قالها او اشترى بها نفسه من النار ويحافظون عليها لانفسهم ولمن مات من اهاليهم واخوانهم وقد ذكرها الامام اليافعي والعارف الكبير المحي ابن العربي واوصى بالمحافظة عليها وذكروا انه قد ورد فيها خبر نبوى لكن قال بعض المشائخ لم تورد به السنة فيما اعلم وقد وقفت على صورة سؤال للحافظ ابن حجر رضى الله تعالى عنه عن هذا الحديث وهو من قال لا اله الا الله سبعين الفا فقد اشترى نفسه من الله وصورته جوابه الحديث المذكور ليس بصحيح ولا حسن ولا ضعيف بل هو باطل موضوع اه هكذا نال النجم الغيطي وتعقبه بقوله لكن ينبغى للشخص ان يفعل ذلك اقتداء بالسادة وامتثالا لقول من اوصى بها وتبركا بافعالهم اھ ملخصا انہیں دعاؤں کا مشابہ ہے وہ جو سادات صوفیہ کرام میں ستر ہزار بار لا الہ الا اللہ کا رواج ہے اور بیان کرتے ہیں کہ جو ایسا کہیگا اللہ عزوجل اسے آزاد فرمائیگا اس نے اپنی جان دوزخ سے بچالی اور اس کو اپنی اور اپنے اموات اقارب واحباب کے لیے محافظت فرماتے ہیں اسے امام یافعی اور عارف کبیر سیدی محی الدین ابن عربی قدس سرہما نے ذکر کیا اور شیخ اکبر نے اس پر محافظت کی تاکید فرمائی صوفیہ کرام اس باب میں حدیث نبوی کا آنا بیان فرماتے ہیں لیکن بعض مشائخ نے کہا میری دانست میں کوئی حدیث اس میں وارد نہ ہوئی اور میں نے ایک فتوے دیکھا کہ امام

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ابن حجر سے اس حدیث کی نسبت سوال ہوا تھا کہ جو کوئی ستر ہزار بار لا الٰہ الا اللہ کہے اس نے اپنی جان اللہ عزوجل سے خرید لی امام نے جواب لکھا کہ یہ حدیث نہ صحیح ہے نہ حسن نہ ضعیف بلکہ باطل و موضوع ہے علامہ نجم الدین غیطی نے اس فتوے کو ذکر کرکے فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے اس عمل کو بجالائے کہ اولیائے کرام کی پیروی اور اُس کی وصیت فرمانے والوں کا حکم ماننا اور ان کے افعال سے برکت لینا حاصل ہو) یہ علامہ نجم الدین محمد بن محمد غیطی امام شیخ الاسلام فقیہ محدث عارف باللہ سیدی زکریا انصاری قدس سرہ الشریف کے تلمیذ اور امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی کے تلمیذ التلمیذ اور شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحب کے استاد و سلسلۂ حدیث ہیں دیکھو انہوں نے امام ابن حجر کا وہ فتوےٰ نقل کرکے حدیث کے باطل و موضوع ہونے کو برقرار رکھا پھر بھی فعل کی وصیت فرمائی کہ اولیائے کرام کا اتباع اور اُن کے حکم کا امتثال اور اُن کے افعال سے تبرک نصیب ہو و باللہ التوفیق اسی طرح جناب شیخ مجدد صاحب نے بھی اُس کی ہدایت فرمائی جلد ثانی مکتوبات میں لکھتے ہیں بیاران و دوستان فرمایند کہ ہفتاد ہزار بار کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ بروحانیت مرحومی خواجہ محمد صادق و بروحانیت مرحومہ ہمشیرۂ او ام کلثوم بخوانند و ثواب ہفتاد بار را بروحانیت یکے بخشند و ہفتاد ہزار بار دیگر را بروحانیت دیگرے از دوستان دعا و فاتحہ مسئول است باقی اس باب میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی عبارت افادہ ۱۵ اور احادیث کریمہ حضرات اولیائے کرام کے تحقیق افادہ ۱۹ میں دیکھئے (۳) مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے موضوعات کبیر میں نقل فرمایا احادیث الذکر علی اعضاء الوضوء کلہا باطلۃ جن حدیثوں میں یہ آیا ہے کہ وضو میں فلاں فلاں عضو دھوتے وقت یہ یہ دعا پڑھے سب موضوع ہیں) بااینہمہ فرمایا ثم اعلم انہ لا یلزم من کون اذکار الوضوء غیر ثابتۃ عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تکون مکروھۃ او بدعۃ مذمومۃ بل انہا مستحبۃ استحسنہا العلماء الاعلام والمشائخ الکرام لمناسبۃ کل عضو بدعاء یلیق فی المقام پھر یہ گمان رکھ کہ ادعیۂ وضو کا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہونا اسے مستلزم نہیں کہ وہ مکروہ یا بدعت شنیعہ ہوں بلکہ مستحب ہیں علمائے عظام و اولیائے کرام نے ہر ہر عضو کے لائق دعا اُس کی مناسبت سے مستحب مانی ہے) اس عبارت سے روشن طور پر ثابت ہوا کہ اباحت تو اباحت موضوعیت حدیث استحباب فعل کی بھی منافی نہیں اور واقعی ایسا ہی ہے کہ موضوعیت عدم حدیث ہے اور ورود حدیث بخصوص فعل لازم استحباب نہیں کہ اس کے ارتفاع سے اس کا انتفا لازم آئے کما لا یخفےٰ (تنبیہ) اس بارہ میں سب احادیث کا موضوع ہونا ابن القیم کا خیال ہے اسی سے مولانا علی قاری نے نقل فرمایا اور ایسا

https://www.facebook.com/darahlesunnat

بھی ذہبی نے ترجمہ عباد بن صہیب میں حسب عادت حکم کیا مگر عند التحقیق اس میں کلام ہے اس باب میں ایک مفصل حدیث ابو حاتم اور ابن حبان نے تاریخ میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی انصافاً کافی تھا اس کی ضعف ہے اور مقام مقام فضائل لاجرم الحلیۃ شرح المنیۃ للامام ابن امیر الحاج[1] فجعلہما یرشدك الی الحق المبین اھ (دھاجۃ فی لیل داج (۵) سب سے طرفہ تر یہ کہ حدیث مسلسل بلا منازعۃ کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکی اجازت مع ضیافت آب و خرما اپنے شیخ علامہ ابو طاہر مدنی سے لی اور اسی طرح مع ضیافت اپنے صاحبزادہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب اور انہوں نے اپنے نواسے میاں اسحاق صاحب کو دی اس کا مدار عبد اللہ بن میمون قداح متروک پر ہونے کے علاوہ خود الفاظ متن بھی سخت منکر واقع ہوئے ہیں با اینہمہ اکابر محدثین کرام آج تک اس سے برکت تسلسل چاہا کیے ہیں ان کے اسماء کرام سلسلۂ سند سے ظاہر، شیخ شیخنا فی الحدیث مولانا عابد سندی مدنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے ثبت حصر الشارد میں اسے ذکر کرکے فرماتے ہیں ھذا مما تفرد بہ عبد اللہ بن میمون القداح وصرح غیر واحد بانہ متھم بالکذب والوضع قال السخاوی لایباح ذکرہ الا مع ذکر وضعہ لکن المحدثین مع کثرۃ کلامھم فیہ ومبالغتھم فیہ ورمیہ بالوضع لا یزالون یذکرونہ ویتبرکون بالتسلسل اھ یہ حدیث صرف بروایت قداح آئی اور متعدد ائمہ نے اس کے متہم بکذب و وضع ہونے کی تصریح فرمائی امام سخاوی فرماتے ہیں اس کا ذکر بے بیان موضوعیت روا نہیں مگر محدثین باآنکہ بہ نہایت شدت قداح میں قدح کرتے اور اس پر وضع حدیث کا طعن فرماتے ہیں ہمیشہ اس حدیث کو ذکر کرتے اور تسلسل کی برکت چاہتے رہے ہیں۔ اقول یہ حدیث ہمیں اپنے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے دو طریق سے پہنچی۔ اول الطریق شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی لسندہ الی الامام ابی الخیر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد ابن الجزری بسندہ الی ابی الحسن الصفلی بطریقہ

---

[1] شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر کی روایت کہ مرقاۃ سے گذری فتح الملک المجید میں بھی نقل کی طرفہ یہ کہ وہابیہ نانوتہ و دیوبند کے امام مولوی قاسم صاحب نے بھی اسے نقل کیا اور حضرت شیخ کی جگہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام پاک لکھا اور ستر ہزار کا لاکھ یا پچھتر ہزار بنایا شاید یہ دھوکا اونہیں سوم کے چنوں سے لگا ہو تحذیر الناس میں لکھتے ہیں حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ کہا اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے جی ہی جی میں اس کو بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے کہا اب والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں آپ نے فرمایا اس جوان کے مکاشفہ کی صحت مجھ کو حدیث سے ملی ہے اور حدیث کی تصحیح اس کی مکاشفہ سے ہو گئی اھ بتلخیص ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

https://www.facebook.com/darahlesunnat

الی القداح عن الامام جعفر الصادق عن آبائہ الکرام عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجوہہم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دوسری بطریق شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بسندہ الی ابی الحسن الی القداح الی امیر المؤمنین عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قداح رجال جامع ترمذی سے ہے متروک سہی حد وضع تک منتہی نہیں متن طریق دوم میں مبالغات عظیمہ ہیں اُس پر حکم بطلان بعید نہیں شاہ ولی اللہ صاحب کی روایت وہی ہے اور راوی میں ہمارا کلام مگر طریق اول میں صرف اتنا ہے کہ من اضاف مؤمنا فکانما اضاف آدم ومن اضاف اثنین فکانما اضاف آدم وحواء ومن اضاف ثلثۃ فکانما اضاف جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اس میں کوئی ایسا امر نہیں کہ قلب خواہی نخواہی وضع پر شہادت دے ولہذا امام ابن الجزری نے اسی قدر فرمایا کہ حدیث غریب لم یقع لنا بھذا الوجہ الا بھذا الاسناد ظاہر ہے کہ تفرد متروک مستلزم وضع نہیں کما بیناہ فی الافادۃ التاسعۃ اما ما اعلہ الشیخ ابو محمد بن الامیر المالکی المصری المدرس بالجامع الازھر بعد ایرادہ فی ثبتہ بالمتن الثانی المذکور فیہ الاضافۃ الی تمام العشرۃ بذکر الملئکۃ فی الضیافۃ وھم لا یاکلون ولا یشربون قال فان صح فھو خارج مخرج الفرض والتقدیر اھ کما انبأنا بہ فی جملۃ من روایتہ شیخنا العلامۃ زین الحرم السید احمد بن زینی بن دحلان المکی عن الشیخ عثمٰن بن حسن الدمیاطی عن مؤلفہ الشیخ الامیر المالکی فاقول لیس بعجیب انبأنا السید حسین بن صالح جمل اللیل المکی عن الشیخ محمد عابد السندی المدنی بسندہ المشہور الی صحیح مسلم بسندہ المعلوم الی ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یقول یوم القیمۃ یا ابن ادم مرضت فلم تعدنی الحدیث وفیہ یا ابن ادم استطعمتک فلم تطعمنی قال یا رب کیف اطعمک وانت رب العالمین قال اما علمت انہ استطعمک عبدی فلان فلم تطعمہ اما علمت انک لو اطعمتہ لوجدت ذلک عندی یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی الحدیث المعروف ثم اقول تحقیق مقام یہ ہے کہ عمل موضوع وعمل بحالی موضوع میں زمین آسمان کا فرق ہے کما یظہر مما قدمناہ فی الافادۃ الحادیۃ والعشرین ثانی مطلقًا ممنوع نہیں ورنہ ایجاب وتحریم کی باگ مفتریان بیباک کے ہاتھ ہوجائے لاکھوں افعال مباحہ جن کے خصوص میں نصوص نہیں وضاعین اُن میں سے جس کی ترغیب میں حدیث وضع کردیں حرام ہوجائے جس سے ترہیب میں گڑھ لیں وہ واجب ہوجائے کہ تقدیر اول پر فعل ثانی پر ترک

https://www.facebook.com/darahlesunnat

مستلزم موافقت موضوع ہوگا اور وہ ممنوع لطف یہ کہ اگر ترغیب و ترہیب دونوں ہیں بنا دیں تو فعل و ترک دونوں کی جان پہ بنا دیں نہ کرنے بن پڑے نہ چھوڑتے فاعلم وافہم انکتت تفہم اور اول میں بھی حقیقۃً خود نفس فعل میں نہیں بلکہ لنظر امتثال و اعتقاد ثبوت میں تو لغرض وضع اس نظر سے منع ہے نہ اصل فعل سے لہٰذے وہابیہ ہمیشہ ذات و عارض میں فرق نہیں کرتے ماعلی مثلہم یعذ الخطاء (افادہ لبست فہم)

بالفرض کچھ نہ سہی تو اتنی وجہ اس فعل کو اعمال مشائخ سے ایک عمل سمجھیے کہ لغرض روشنائی بصر معمول ایسی جگہ ثبوت حدیث کی کیا ضرورت ضیعۂ اعمال میں تصرف و استخراج مشائخ کو ہمیشہ گنجائش ہے ہزار ہا عمل اولیائے کرام بتاتے ہیں کہ باعث نفع بندگان خدا ہوتے ہیں کوئی ذی عقل حدیث سے اُن کی سند خاص نہیں مانگتا کتب آئمہ و علما و مشائخ و اساتذہ شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز اور خود ان بزرگواروں کی تصانیف ایسی صدہا باتوں سے مالا مال ہیں اونہیں کیوں نہیں بدعت و ممنوع کہتے خود شاہ ولی اللہ ہوامع میں لکھتے ہیں[1] اجتہاد را در اختراع اعمال تصرفیہ راہ کشادہ است مانند استخراج اطبا نسخہائے قرابادین را ایں فقیر را معلوم شدہ است کہ در وقت اول طلوع صبح صادق تا اسفار مقابل صبح نشستن و چشم را بآں نور دوختن ویا نور را مکرر گفتن تا ہزار بار کیفیت ملکیہ را قوت میدہد و از احادیث نفس می نشاندہ ملخصاً اُسی میں[2] ہے چند نوع کرامت از صحیح دلی الا ماشاء اللہ منفک نمی شود از انجملہ فراست صادقہ و کشف و اشراف بر خواطر و از انجملہ ظہور تاثیر در دعا و رقیہ و اعمال تصرفیہ او تا عالم بعیض نفس از منتفع شود الخ ملتقطاً عزیزو خدارا انصاف ذرا شاہ ولی اللہ کے قول الجمیل کو دیکھو اور آپ کے والد و مشائخ و غیرہم کے اختراعی اعمال تماشا کر دور دیہ کے لئے تختہ بچھانا کیا سے ابجد ہوز لکھنا چیچک کو نیلے سوت کا گنڈا بنانا پھونک پھونک کر گرہیں لگانا اسمائے اصحاب کہف سے استعانت کرنا اونہیں آگ لوٹ چوری سے امان سمجھنا دلوار دل پر ان کے لکھنے کو آمادہ جن کی بندش جاننا دفع جن کو چار کیلیں گوشہائے مکان میں گاڑنا عقیمہ کے لیئے گلاب و زعفران سے ہرن کی کھال لکھنا یہ کھال اُس کے گلے کا ہار کرنا اسقاط حمل کو تسمہ کا رنگا گنڈا اٹکالنا عورت کے قد سے ناپا گنڈا نو گرہیں لگانا درد زہ کو آیات قرآنی لکھ کر عورت کی بائیں ران میں باندھنا فرزند نرینہ کے لیئے ہرن کی کھال اور وہی گلاب و زعفران کا خیال بچہ کی زندگی کو اجوائن اور کالی مرچیں لیا اُن پر ٹھیک دوپہر کو قرآن پڑھنا،

---

[1] جامعہ عاشرہ از ہوامع مقدمہ ۱۲ منہ

[2] جامعہ خاصہ تحت قول الشیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ و ہب لنا من لدنک دیگا طلبۃً الخ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

https://www.facebook.com/darahlesunnat

لڑکا نہ ہونے کو عورت کے پیٹ پر دائرے کھینچنا سترسے کم شمار نہ ہونا دفع نظر کو چھری سے دائرہ کھینچنا کنڈل کے اندر چھری رکھنا عائن و ساحر کا نام لیکر پکارنا ناپ کرتین گنڈوا لینا اُس پر شہرت بہت کیا گیا الفاظ غیر معلوم المعنے پڑھنا قنطاع النجا خدا جانے کون ہے اُسسے ندا کرنا چور کی پہچان کا عمل نکالنا آیتیں پڑھ کر لوٹا گھمانا بخار کو عیسی و موسی و محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی قسمیں دینا مصرع کو تانبے کی تختی پر دو اسم کھد وانا بہتر تسبیح یہ کہ دن بھی خاص اتوار ہو اُس کی بھی پہلی ہی ساعت میں کار ہو اُس کے سوا صدہا باتیں ہیں ان میں کونسی حدیث صحیح یا حسن یا ضعیف ہے آئے قرون ثلاثہ میں کب تھیں اور جب کچھ نہیں تو بدعت کیوں نہ ٹھہریں شاہ صاحب اور ان کے والد ماجد و فرزندار جمند و اساتذہ ومشائخ معاذ اللہ بدعتی کیوں نہ قرار پائے یہ سبب تو بے سند عطال ونقائس اعمال مگر اذان میں حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا آنکھوں سے لگانا اُس سے روشنی بصر کی اُمید رکھنا کہ اکابر سلف سے ماثور علماء وصلحا کا معمول کتب فقہ میں مسطور یہ معاذ اللہ حرام و وبال و موجب ضلال تو کیا بات ہے یہاں نام پاک حضور سید المحبوبین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم درمیان ہے لہذا وہ دلوں کے دبی آگ بھبکہ بدعت شعلہ فشاں ہے سے

سہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

یہ سب درکنار شاہ صاحب اور ان کے اسلاف واخلاف یہاں تک کہ میاں اسمٰعیل دہلوی تک لے امر اعظم دین تقرب رب العالمین یعنی راہ سلوک میں صدہا نئی باتیں نکالیں طرح طرح کے ایجاد و اختراع کی طرحیں ڈالیں اور آپ ہی صاف صاف تصریحیں کیں کہ ان کا پتا سلف صالح میں نہیں خاص ایجاد بندہ ہیں مگر نیک و خوب و خوش آئندہ ہیں محدثات کو ذریعۂ وصول الی اللہ جاننا باعث ثواب و تقرب رب الارباب ماننا اس پر حضرات کو نہ کل بدعۃ ضلالۃ کا کلیہ یاد آتا ہے نہ من احدث فی امرنا ما لیس منہ یہاں فہو رد کا خلعت پاتا ہے مگر شریعت اپنے گھر کی ٹھہری کہ سے من کنم آنچہ می خواستم تو مکن آنچہ خواستے ان امور کی قدرے تفصیل اور ان صاحبوں کی تصریحات جلیلہ فقیر کے رسالہ انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار ۱۳۰۵ میں بذکر اور عدم درود کو درود عدم جاننے کا قلع کافی و قمع وافی کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد و کتاب لاجواب اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام وغیرہما تصنیفات شریفہ و تالیفات منیفہ اعلیحضرت تاج المحققین الکرام سراج المدققین الاعلام حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ بقیۃ السلف المصلحین حجۃ الخلف المفلحین سیدی و والدی و مولائی و مقصدی حضرت مولانا مولوی

https://www.facebook.com/darahlesunnat

محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی احمدی رضی اللہ تعالے عنہ واجزل قربہ منہ اور لقد رحاجت باجا
دو جازت رسالہ اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ وغیرہا رسائل ومسائل فقیر میں مسطور

والحمد للہ العزیز الغفور والصلٰوۃ والسلام علی المنیر النور وعلی الہ وصحبہ الی یوم النشور آمین
(افادہ بسیم) اقول ہمیں تو اس عمل تقبیل ابہامین کا جواز واستحباب ہی ثابت کرنا تھا کہ بعونہ عزوجل
باحسن وجوہ نقش مراد کرسی نشین اور عرش تحقیق مستقر و مکین ہوا وللہ الحمد علی ما ادلی من نعم لا تحصی مگر
حضرات وہابیہ اپنے نئے اماموں کی خبر لیں اُن کے طور پر یہ فعل جائز کہاں کا مستحب کیسا خاص سنت سنیہ نا
ملتہدوبالا ہے اور اُس کا منکر سنت مصطفےٰ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا رد کرنے والا بات بظاہر بہت چونکنے
کی ہے کہ کہاں وہابی کہاں یہ انکی مذہب بھر کی خرابی مگر نجانا کہ تو ہب واضطراب وتقلب وانقلاب
دونوں ایک پستان سے دودھ پیتے ہیں رفاقت دائم کا عہد کیے ہیں ؎

گر براند نرود ور برود باز آید　　ناگزیر است تناقض سخن نجدی را !

طائفہ جدیدہ کے استاد رشید نے اپنی کتاب عجاب براہین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل میں مسئلہ قبول ضعاف فیما
دون الاحکام کے اگرچہ بکمال سلیم العقلی وبصیر العینی دو عجیب وغریب معنے تراشے کہ جدت کی لہریں
جدت کے تماشے ایک ایک ادا پر ہزار ہزار مکابرے اپنی جانیں وارین عقل وہوش وچشم وگوش اپنے علم
مکہ کو صدقے اتاریں خادمان شریعت چاکران ملت ما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم پکاریں حضرت کی تمام
سعی باطل تطویل لا طائل کا یہ حاصل بے حاصل کہ ارشادات علما کی یہ مراد کہ صرف وہ حدیث ضعیف
قابل قبول جس میں کسی عمل صالح کی فضیلت اور اُس پر ثواب مذکور اگرچہ خاص اُس عمل میں حدیث صحیح نہ آئی ہو جیسے
روزہ ماہ رجب وغیرہ اس کے بغیر اگرچہ حدیث میں عمل کی طلب نکلے جب کوئی خاص ثواب وفضیلت مذکور نہ ہو

؎۵ اقول قبول ضعیف کو کہا سب کا یہی مدعا ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل درست ہے جیسا لیلۃ الجمعہ شب برات عیدین کے صدقہ میں کوئی فضیلت وثواب عظیم مذکور ہے
جس پر ... میں کوئی ثواب مذکور نہیں فقط صحیح کا آنا اور حشر شناک بات کرنا اور غضب صدق کرنا ہے یہ فضائل اعمال کسی طرح ہوئے اہل اسلام اُن کے آنے کہا ہے یہ
باب علم کا ہے نہ فضائل عمل کا کیونکہ ان حکایات میں عمل ہی نہیں بلکہ علم شے ہے اور اگر کوئی بپاس خاطر مؤلف اسے تسلیم بھی کرلے تو فقط عمل ہے یہ فضل عمل ہاں حدیث صوم رجب وصلاۃ
الاوابین میں فضل عمل ہے ۱۲ منقطا منہ ؎۲ انوار ساطعہ میں تھا فقہا اس عمل کو جو حدیث ضعیف سے ثابت ہو مستحسن لکھتے ہیں چنانچہ صلاۃ الاوابین گردن کا مسح رجب
کا روزہ مس پر کہا یہ سراپا غلط ہے کسی نے یہ نہ کہا محض ایجاد ما صواب ہے مستحب کا ثبوت صحیح یا حسن سے ہوتا ہے معاف کرا ان امور میں اہل تعدد طرق سے حسن لغیرہ ہو گئے
ہیں قال فی الدر مختار وعن ابن حبان وغیرہ ومن طرق فی رد المحتار تقضے الی الحسن اقوال لکن ہذا اذا کان ضعفہ لسوء حفظ وامرت او تدلیس امامے اتہام اما لو فسق کذب فلا انتہی ملبس

https://www.facebook.com/darahlesunnat

مقبول نہیں کہ یہ تو حدیث میں عمل کی ہوئی نہ فضائل عمل کی پھر بشرط مذکور حدیث اگرچہ مقبول ہوگی مگر وہ عمل باوصف قبول و تسلیم فضیلت مستحب ہرگز نہ ٹھہرے گا جب تک حدیث حسن لغیرہ نہ ہو جائے حدیث ضعیف سے ثبوت استحباب محض اختراع و خلاف اجماع ہے علما نے جتنے اعمال کو بہ نظر وروداحادیث مستحب مانا ان سب میں حدیث حسن لغیرہ ہوگئی ہے دلیل یہ کہ احادیث ادعیہ وضو کو علامہ طحطاوی نے کہدیا کہ حسن لغیرہ ہیں بس معلوم ہوگیا کہ سب جگہ ایسے ہی ہیں آخر دیگر میں ایک ہی چاول دیکھتے ہیں۔ یہ تو اُن کا حکم تھا جو حدیثیں افعال متعلقہ بجوارح میں آئیں اور جو کچھ متعلق بجوارح نہیں وہ اگرچہ سیر ہوں خواہ مواعظ خواہ معجزات خواہ فضائل صحابہ و اہلبیت و مآثر رجال جن میں قبول ضعاف کی علما برابر تصریحیں فرماتے چلے آئے ہیں خواہ کسی اور عنبر زائد کا بیان جس میں کسی طرح کا اعلام و اخبار ہو اگرچہ وہ نفیاً و اثباتاً عقائد میں اصلاً داخل نہ ہو یہ سب کا سب باب عقائد سے ہے جس میں ضعاف درکنار بخاری و مسلم کی صحیح حدیثیں بھی مردود ہیں جب تک متواتر و قطعی الدلالۃ نہ ہوں مثلاً یہ حدیث کہ روحیں شب جمعہ اپنے مکانوں پر آتی اور صدقات چاہتی ہیں باب عقائد سے ہے اور بنظر طلب صدقہ اگر ہو تو باب عمل سے کہ یہاں کوئی فضیلت صدقہ تو مذکور نہ ہوئی خلاصہ یہ کہ جو متعلق بجوارح نہیں اس میں صحاح آحاد بھی بے اعتبار اور متعلق بجوارح بے ذکر ثواب مخصوص میں خاص صحاح درکار ہاں ثواب بھی مذکور ہو تو ضعاف قبول اور یہی مراد علما مگر مستحب نہ ٹھہرے گا جب تک حسن لغیرہ نہ ہو شروع صفحہ ۸۱ سے وسط صفحہ ۸۹ تک ان محدث محدث نے یہی قاعدہ حادثہ احداث کیا ہے ان خرافات ابے سروپا کے ابطال میں کیا وقت ضائع کیجئے جس نے افادات سابقہ میں ہمارے کلمات رائقہ دیکھے وہ اس تارو پود عنکبوت کو بعونہ تعالیٰ نیم جنبش نظر میں تار تار کرسکتا ہے معہذا ہم نے یہاں بھی تلخیص تقریر میں اس کے اجمالی ابطال کی طرف اشارے کیئے اور مواقع مواخذات پر منہ سے لگادیئے خیر یہ تو اُن کا نہیں ان کی سمجھ کا قصور ہے جب خدا فہم نہ دے بندہ مجبور ہے مگر ہمیں یہاں یہ کہنا ہے کہ تقبیل ابہامین کی سنیت ثابت ہوگئی کہ اگر بہ نظر تعدد طریق اسکی حدیث کو حسن لغیرہ کہیے فبہا ورنہ یہ تو آپ کی تعریف پر بھی باب فضائل سے ہے کہ متعلق بعمل جوارح بھی اور اس میں ثواب خاص بھی مذکور تو احادیث مفید استحباب نہ سہی جواز تو ضرور ثابت کرینگے قبول ضعاف فی الفضائل کا اجماعی مسئلہ یہاں تو آپ کو بھی جاری ماننا ہوگا اب اس جواز کو خواہ اس حدیث سے مستفاد لیئے کہ جو حدیث جس باب میں مقبول لاجرم وہ اس میں دلیل شرعی ہے خواہ اجماع علما سے کہ ایسی جگہ ایسی حدیث معمول بہ خواہ قرآن عظیم و حدیث صحیح کیف و قد قیل و

۵۷ شب جمعہ وغیرہ ارواح کے آنے اور صدقہ چاہنے کی احادیث کو کہاں روایات میں عمل ہی نہیں بلکہ علم ہے عقیدہ کے باب میں یہ حدیث ہے یہ مسئلہ عقائد کا اس میں مشہور متواتر صحاح کی حاجت ہے یہ اعتقادیات میں داخل ہے کہ ارواح کا شب جمعہ کو گھر آنا اعتقاد کرے اور اعتقاد میں قطعیت کا اعتبار ہے نہ ظنیات صحاح کا ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

حدیث صحیح از تقاضے شبہات واحادیث مذکورہ افادہ ۸، ۱۰ وغیرہا سے کہ قبول وعمل کی طرف ہدایت فرماتے ہیں خواہ قاعدہ مسلمہ شریف محمدیہ علی افضل الصلوٰۃ والتحیہ یعنی اخذ باحتیاط سے ہر طرح ایک دلیل شرعی اس پر قائم اور آپ کے نزدیک جس فعل کے جواز پر کوئی دلیل شرعی صراحۃً دلالۃً کسی طرح دال ہو اگرچہ وہ فعل خاص بلکہ اس کے جنس کا بھی کوئی فعل قرون ثلاثہ میں نہ پایا گیا ہو سب سنت ہے تو اب اس کی سنیت میں کیا کلام رہا اسی براہین کے صفحہ ۲۸ و ۲۹ پر ارشاد ہوتا ہے۔ مولف اپنی خوبی فہم سے معنی قرون ثلثہ میں نہ موجود ہونے کی یہ سمجھ رہا ہے کہ اگر جزئی خاص نے ان قرون میں وجود خارجی نہ پایا اگرچہ دلیل جواز کی موجود ہو تو وہ بدعت سیئہ ہے مگر یہ بالکل غلط فاحش اور کور علمی اور کج فہمی ہے بلکہ معنے یہ ہیں کہ جو شے بوجود شرعی قرون ثلثہ میں موجود ہو وہ سنت ہے اور جو بوجود شرعی موجود نہ ہو وہ بدعت ہے وجود شرعی اس کو کہتے ہیں کہ بدون شارع کے بتلانے کے معلوم نہ ہو سکے پس اس شے کا وجود شارع کے ارشاد پر موقوف ہوا خواہ صراحۃً ارشاد ہو یا اشارۃً ودلالۃً پس جب کسی نوع ارشاد سے حکم جواز کا ہو گیا وہ شے وجود شرعی میں آگئی اگرچہ اس کی جنس بھی خارج میں نہ آئی ہو پس جس کے جواز کا حکم کلیۃً ہو گیا وہ جمیع جزئیات شرع میں موجود ہو گیا اور جس کے عدم جواز کا حکم ہو گیا تو شرع میں اس کا عدم ثابت ہو گیا پس یہ حاصل ہوا کہ جس کے جواز کی دلیل قرون ثلثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے اور وہ بوجود شرعی ان قرون میں موجود ہے اور جس کے جواز کی دلیل نہیں تو خواہ وہ ان قرون میں بوجود خارجی ہوا یا نہ ہوا وہ سب بدعت ضلالہ ہے اس قاعدہ کو خوب سمجھ لینا ضرور ہے مؤلف اور اس کے اشیاع نے اس کی ہوا بھی نہ سونگھی اس عاجز کو اپنے اساتذہ جہابذہ کی توجہ سے حاصل ہوا ہے اس جوہر کو اس کتاب میں ضرور درج کرتا ہوں کہ موافقین کو نفع اور مخالفین کو شاید ہدایت ہو۔ الخ ملخصاً **اقول** ماشاء اللہ کیا چمکتا جوہر کتاب میں رکھا ہے کہ آدھی وہابیت اپنا جوہر کر گئی نجدیت بیچاری کے دور کن ہیں شرک و بدعت رکن پسین پر قیامت گزر گئی گیرائے طائفہ کی برسوں کی مالا جپی جپتی جس کا لقب بحمد اللہ اب آپ ہی کی زبان سے غلط و فاحش و کور علمی و کج فہمی کہ فلاں فعل صحابہ نے نہ کیا تابعین نے نہ کیا فلاں صدی میں شائع ہوا فلاں شخص بانی تھا تم کیا صحابہ و تابعین سے بھی محبت و تعظیم میں زیادہ کہ انھوں نے نہ کیا تم کرنے پر آمادہ بہتر ہوتا تو وہی کر گزرتے فعل میں اتباع ہی ترک میں کیوں نہیں کرتے تیم شوخی میں ساری بکھر گئی صحابہ تابعین نے ہزار نہ کیا ہو بلکہ اس جنس کا بھی کوئی کار نہ کیا ہو کچھ ضرر نہیں اشارۃً دلالۃً جزئیۃً کلیۃً کسی طرح ارشاد شارع سے جواز نکلے پھر سنت ماننے سے مفر نہیں

https://www.facebook.com/darahlesunnat

سے طائفہ کے خلاف آپ سبق کہتے ہیں و للہ الحمد اسے اہلسنت حق کہتے ہیں (**طرفہ** یہ کہ اب قرون ثلثہ کی وہ رٹ نئے طائفہ کی پرانی رٹ جسے یہاں بھی نباہ رہی ہو مہمل رہ گئی لفظ کا سوار پکڑا کیجئے معنی کی نیا آس پار بہہ گئی جب ان میں وجود سے سود نہ عدم سے زیاں پھر ان کا قدم کیا درمیان خود کہتے ہو کہ وجود خارجی درکار نہیں اور وجود شرعی بے ارشاد شارع محال تو کیا صحابہ تابعین پر کوئی نئی شریعت اترے گی کہ ان کے قرون میں وجود تو کا خیال ارشاد شارع سے جس کا جواز مستفاد وہ ہر قرن میں بوجود شرعی موجود اور جس کا منع مقتضائے ارشاد وہ ہر قرن میں شرع مطہر سے معدوم و مفقود پھر قرن دون قرن سے کیا کام رہا محض ارشاد اقدس میں کلام رہا یعنی فعل کبھی حادث ہوا ہو تو اعد شرعیہ پر عرض کریں گے اباحت سے وجوب یا ترک اولی سے حرمت تک جس اصل میں داخل ہو وہی فرض کریں گے یہی خاص مذہب مہذب ارباب حق ہے صاف نہ کہہ دو شرم نباہنے کو اگلی رٹ کا ناحق سبق ہے تم سمجھنا کہ اب تو جو کہنی تھی کہہ گئے ہم جانیں گے تم جنم کے ایسے ہی تھے چلو سے نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے تو پسینہ پوچھئے اپنی جبیں سے **طرفہ تر** یہ کہ جس کا جواز دلیل شرع میں موجود وہ سب سنت جس کا معدوم وہ سب بدعت ضلالت اب تیسری شق کی کونسی صورت تمام افعال انھیں دو حکموں میں محصور ہو گئے خصوصًا اباحت و استحباب و کراہت تنزیہ[1] یہ تین حکم شرع تو کافور ہو گئے اساتذہ جہابذہ نے سوجھائی تو اچھی کہ دونی الجھ گئی سلجھائی الجھی ایکا مستی پر یہ ناز و غرور کہ لوگ تو اس کی ہوا سے دور حضرت یہ اپنی ہوا خود آپ ہی ہونکیں۔ اہل حق کو معاف ہی رکھیں اچھی تعلیم بھلے تلامذہ زہے تلقین خوشے اساتذہ سے گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا ہو کار طفلاں تمام خواہد شد۔ خیر یہ تو وہابیہ جدیدہ کا نامعتقد عقیدہ کہ تقبیل ابہامین سنت محمدیہ پرانوں کی شیئے تو وہ ادھر ہی ہے اور کہ یہ فعل معاذ اللہ زنا و ربا و تہمت محصنہ و قتل ناحق نفس مومنہ سب سے بدتر ہے بلکہ عیاذًا باللہ شرک کے انداز اصل ایمان میں خلل انداز کہ آخر باجماع طائفہ بدعت احاطہ اور تقویت الایمان کا یہ عقیدہ فوائف شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دونوں چیزیں اصل ایمان میں ڈالتی ہیں اور باقی گناہ ان سے نیچے ہیں کہ وہ اعمال میں خلل ڈالتے ہیں اب خدا جانے انھوں نے سنت کو کفر سے ملایا یا انہوں نے قریب بہ کفر کو سنت بنایا خیر طویلے کے لنیاؤ میں ہمیں کیا مقال کفی اللہ اہل الحق القتال والحمد للہ المہیمن المتعال والصلاۃ والسلام علی اذکی الافضال وآلہ وصحبہ خیر صحب وآل آمین

حکم اخیر وخلاصہ تحریر (بالجملہ حق مطلوب و ثواب مرغوب جو کتب علما و عمل قدما و ترغیب وارد پر نظر رکھکر

[1] ظاہر ہے کہ ضلالت کا ادنی درجہ کراہت تحریمیہ ہے مکروہ تنزیہی ہرگز ضلالت نہیں دلیل واضح یہ کہ ہر ضلالت میں باس ہے اور مکروہ تنزیہی لاباس بہ اسمہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

اُسے عمل میں لائے اس پر ہرگز کچھ مواخذہ نہیں بلکہ ثواب مرجو کی اُمید اور حسن ظن وصدق نیت باعث فضل جاوید اور جو اُسے مکروہ وممنوع و بدعت بتائے مبطل وخاطی علمائے کرام مقتدایان عام جب کسی منکر کو دیکھیں اُس کے سامنے ضرور ہی کریں کہ بدمذہب کا رد اور اُس کے دل پر غیظ اشد ہو جس طرح ائمہ کرام نے فرمایا کہ وضو نہر سے افضل ہے معتزلی[1] منکر حوض کے سامنے حوض سے بہتر کما بینہ المولی المحقق فی فتح القدیر وغیرہا فی غیرہ[2] جب ترک افضل اس نیت سے افضل تو مستحب ومندوب تو آپ ہی افضل والحمد للہ ولی الانعام وافضل الصلٰوۃ واکمل السلام علی سید الختام قمر التمام وآلہ وصحبہ الغر الکرام امین (خاتمہ فوائد منثورہ میں) ایہا المسلمون اس مسئلہ کا سوال فقیر کے پاس بلاد نزدیک ودور سے بار بار آیا ہر دفعہ مقتضائے حال کبھی مختصر کبھی کچھ مطول کبھی دو ایک صفحہ کبھی دو چار ہی سطر جواب لکھتا رہا بار آخر قدرے زیادہ تفصیل کی کہ ایک جز تک پہنچکر صورت رسالہ میں جلوہ گر ہوئی سائل نے علمائے اعلام بدایوں وبریلی ورامپور رفیق عن الشرور وتیقین بالسرور سے مہریں کرائیں تصدیقیں لکھائیں اصل رسالہ منیر العین اسی قدر تھا اب کہ بفرمائش سید معظم مولانا مولوی غلام حسین صاحب جونا گڈھی تریل بمبئی حفظہ اللہ عن شر کل شانئ وسانی واہتمام تام مولانا المکرم مولوی محمد شمس الدین صاحب مرادآبادی متعلہ اللہ کاسمہ شمس الدین دعم بہ شمس الدین المتین وعاد ہمت سیٹھ حاجی محمد بن حاجی محمد عبد اللطیف نخعت بہ الالطاف اللطیف اہ مبارک اشرف وافضل شہر ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں چھپنا آغاز ہوا اہم کار منیفش سے مضامین کثیرہ کا القا و افاضہ دفعۃً ہوا ادھر ادھر کاپی کی تیاری ادھر تصنیف جاری ایک جز لکھا روانہ کیا یہاں تک کہ ایک جز کا رسالہ دس جز تک پہنچا والحمد للہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا جس میں سے رسالہ عربیہ مدارج طبقات الحدیث جدا کرلیا ادھر تعجیل ادھر ورود تقاضے سے فرصت قلیل نظر ثانی کی بھی فرصت نہ ملی بعض تحریر خارجہ کی تحریر رہ گئی بعض نے نظر بالا خواطر میں وقعت غابر میں تجلی کی ہنوز کہ سیارۂ طبع بذریعہ حرکت بسیطہ الفتح مبدء کا تارک منتہی کا طالب ہے نہ امکان باقی ہوا قع حاشیہ سے متیسر لہٰذا اس کا ترک ہی مناسب ہے اور ائمہ تصنیف کا ادب شریفہ کہ آخر کتاب میں کچھ مسائل تازہ کچھ متعلق بابواب سابقہ تحریر اور انھیں مسائل شتے یا مسائل منثورہ سے تعبیر فرماتے ہیں لہٰذا اقتدائے بہم یہ فوائد منثورہ بعونہ تعالٰی سلک تحریر میں انتظام پاتے ہیں۔

خاتمہ فوائد منثورہ میں

[1] یہ لفظ یہاں عجب لطیف واقع ہوا کہ معتزلہ حوض سے وضو ناجائز بتاتے ہیں یہاں یہی معنی مراد اور دو استقبال حوض کو تو کہ بھی منکر ہیں ۱۲ منہ

[2] وآخرین تکلموا فی المیاہ ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

(حاشیہ: فائدہ ۱: تفضیل جلیلہ فضیلت و افضلیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔
فائدہ ۲: دربارہ تفضیل حدیث ضعیف ہرگز مقبول نہیں۔)

(فائدہ ۱) تنبیہ جلیل: فضیلت و افضلیت میں زمین آسمان کا فرق ہے وہ اسی باب سے ہے جس میں ضعاف بالاتفاق قابل قبول اور یہاں بالاجماع مردود و نامقبول **اقول** جس نے قبول ضعاف فی الفضائل کا منشا کہ افادات سابقہ میں روشن بیانوں سے گزرا ذہن نشین کرلیا ہے وہ اس فرق کو بنگاہ اولین سمجھ سکتا ہے، قبول ضعاف صرف محل نفع بے ضرر میں ہے جہاں اُن کے ماننے سے کسی تحلیل یا تحریم یا اضاعت حق غیر یا غرض مخالفت شرع کا بوجہ من الوجوہ اندیشہ نہ ہو، فضائل رجال مثل فضائل اعمال ایسے ہی ہیں جن بندگان خدا کا فضل تفصیلی خواہ صرف اجمالی دلائل صحیحہ سے ثابت ہے۔ ان کی کوئی منقبت خاصہ جسے صحاح وصوابت سے معارضت نہ ہو اگر حدیث ضعیف میں آئے اُس کا قبول تو آپ ہی ظاہر کہ اُن کا فضل تو خود صحاح سے ثابت یہ ضعیف آسے ماننے ہی سے ہوئے مسئلہ میں تو فائدہ زائدہ عطا کرے گی اور اگر تنہا ضعیف ہی فضل میں آئے اور کسی صحیح کی مخالفت نہ ہو وہ بھی مقبول ہوگی کہ صحاح میں تائید و سہی خلاف بھی تو نہیں بخلاف افضلیت کہ اس کے معنی ایک کو دوسرے سے عند اللہ بہتر و افضل ماننا یہ جب ہی جائز ہوگا کہ ہمیں خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد سے خوب ثابت و محقق ہو جائے ورنہ بے ثبوت حکم لگا دینے میں محتمل کہ عند اللہ امر بالعکس ہو تو افضل کو مفضول بنایا یہ صریح تنقیص شان ہے اور وہ حرام تو مفسدہ تحلیل حرام و تضییع حق غیر دونوں درپیش کہ افضل کہنا اُس کا حق تھا دیا اُس کو یہ اُس صورت میں تھا کہ دلائل شرعیہ سے ایک کی افضلیت معلوم نہ ہو پھر وہاں کا تو کہنا ہی کیا ہے جہاں عقائد حقہ میں ایک جانب کی تفضیل محقق ہو اور اس کے خلاف احادیث سقام و ضعاف سے استناد کیا جائے جس طرح آج کل کے جہال حضرات شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما پر تفضیل حضرت مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ میں کرتے ہیں یہ قصر نہج معاندت شریعت و معاندت سنت ہے ولہذا ائمہ دین نے تفضیلیہ کو روافض سے شمار کیا کما بیناہ فی کتابنا المبارک مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین بلکہ انصافاً اگر تفضیل شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب التاویل ہے اور اگر بفرض باطل صالح تاویل نہ ہو واجب الرد کہ تفضیل شیخین متواتر و اجماعی ہے کما اثبتنا علیہ عرش التحقیق فی کتابنا المذکور اور متواتر و اجماع کے مقابل آحاد ہرگز نہ سنے جائیں گے ولہذا امام علامہ احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں زیر حدیث عرضوا علی عمر بن الخطاب و علیہ قمیص یجرہ قالوا فما اولت ذلک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال الدین فرماتے ہیں، معارض بالاحادیث الکثیرۃ البالغۃ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

درجۃ التواتر المعنوی الدالۃ علی افضلیۃ الصدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فلا تعارضہا الاحاد ولئن سلمنا التساوی بین الدلیلین لکن اجماع اہل السنۃ والجماعۃ علی افضلیۃ وھو قطعی فلا یعارضہ ظنی بالجملہ مسئلہ افضلیت ہرگز باب فضائل سے نہیں جس میں ضعاف سن سکیں بلکہ مواقف و شرح مواقف میں تو تصریح کی کہ باب عقائد سے ہے اور اس میں آحاد صحاح بھی مسموع نہیں حیث قالا لیست ھذہ المسألۃ متعلقۃ بالعمل فیکتفی فیہا بالظن الذی ھو کاف فی الاحکام العملیۃ بل ھی مسألۃ علمیۃ یطلب فیہا الیقین

(**فائدہ ۳۰** مہمہ عظیمہ) افادہ ۲۳ پر نظر تازہ کیجئے وہاں واضح ہوچکا ہے کہ کتب سیر میں کیسے کیسے مجروحوں مطعونوں شدید الضعفوں کی روایات بھری ہیں، وہیں کلبی رافضی متہم بالکذب کی نسبت سیرت عیون الاثر کا قول گزرا کہ اس کی غالب روایات سیر و تواریخ ہیں جنہیں علما ایسوں سے روایت کرلیتے ہیں، وہیں سیرت انسان العیون کا ارشاد گزرا کہ سیر موضوع کے سوا ہر قسم ضعیف و سقیم و بے سند حکایات کو جمع کرتی ہے پھر انصافا یہ بھی انہوں نے سیر کا منصب بتایا جو آگے لائق ہے کہ موضوعات تو اصلا کسی کام کے نہیں انہیں وہ بھی نہیں لے سکتے ورنہ بنظر واقع سیر میں بہت اکاذیب و اباطیل بھرے ہیں کما لا یخفی بہرحال فرق مراتب نہ کرنا اگر جنون نہیں تو بدمذہبی ہے بدمذہبی نہیں تو جنون ہے سیر جن بالائی باتوں کے لئے ہے اس حد سے تجاوز نہیں کرسکتے اس کی روایات مذکورہ کسی حیض و نفاس کے مسئلہ میں بھی سننے کے نہیں نہ کہ معاذ اللہ ان واہیات و معضلات و بے سروپا حکایات سے صحابہ کرام حضور سید الانام علیہ وعلی آلہ وعلیہم افضل الصلوۃ والسلام پر طعن پیدا کرنا اعتراض نکالنا ان کی شان رفیع میں رخنے ڈالنا کہ اس کا ارتکاب نکرے گا مگر گمراہ بددین مخالف ومضاد حق مبین آج کل کے بدمذہب مریض القلب منافق شعار ان جزافات سیر و خرافات تواریخ وامثالہا سے حضرات عالیہ خلفائے راشدین وام المومنین و طلحہ و زبیر و معاویہ و عمرو بن العاص و مغیرہ بن شعبہ وغیرہم اہلبیت و صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے مطاعن مردودہ اور ان کے باہمی مشاجرات میں موحش ومہمل حکایات بیہودہ جن میں اکثر تو سرے سے کذب روافض اور بہت الحاقات ملعونہ روافض چھانٹ لاتے اور ان سے قرآن عظیم وارشادات مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و اجماع امت و اساطین ملت کا مقابلہ چاہتے ہیں بے علم لوگ انہیں سنکر پریشان ہوتے یا فکر جواب میں پڑتے ہیں ان کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسے مہملات کسی ادنٰی مسلمان کو گنہگار ٹھہرانے کیلئے مسموع نہیں ہوسکتے نہ کہ ان محبوبان خدا پر طعن جن کے مدائح تفصیلی خواہ اجمالی سے کلام اللہ و کلام رسول اللہ مالامال ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امام حجۃ الاسلام مرشد الانام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی

https://www.facebook.com/darahlesunnat

احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں لا یجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال ان ابن ملجم قتل علیا فان ذلک ثبت متواترا کسی مسلمان کو کسی کبیرہ کی طرف بے تحقیق نسبت کرنا حرام ہے ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم شقی خارجی اشقی الآخرین نے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا کہ یہ تواتر سے ثابت ہے حاش للہ اگر مورخین وامثالہم کے ایسے حکایات ادنٰی قابل التفات ہوں تو اہل بیت وصحابہ درکنار خود حضرات عالیہ انبیاء ومرسلین وملٰئکہ مقربین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے کہ ان مہملات مخذولہ نے حضرات سادا تنا وموالینا آدم صفی اللہ وداؤد خلیفۃ اللہ وسلیمان نبی اللہ ویوسف رسول اللہ سے سید المرسلین محمد حبیب اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم تک سب کے بارہ میں وہ وہ ناپاک بیہودہ حکایات موحشہ نقل کی ہیں کہ اگر اپنے ظاہر پر تسلیم کی جائیں تو معاذ اللہ اصل ایمان کو رو بیٹھنا ہے ان ان ہولناک اباطیل کے بعض تفصیل مع رد جلیل کتاب مستطاب شفا شریف امام قاضی عیاض اور اس کے شروح وغیرہا سے ظاہر لاجرم ائمہ ملت وناصحان امت نے تصریحیں فرمادیں کہ ان جہال وضلال کے مہملات اور سیر وتواریخ کی حکایات پر ہرگز کان نہ رکھا جائے شفا وشروح شفا ومواہب وشرح مواہب ومدارج شیخ محقق وغیرہا میں بالاتفاق فرمایا جسے میں صرف مدارج النبوہ سے نقل کروں کہ عبارت فارسی ترجمہ سے غنی اور کلمات ائمہ مذکورین کا خود ترجمہ ہے فرماتے ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ از جملہ توقیر وبر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توقیر اصحاب وبر ایشاں است وحسن ثنا ورعایت ادب بایشاں ودعا واستغفار مر ایشاں را وحق است مر کسے را کہ ثنا کردہ حق تعالیٰ بر وے وراضی ست از وی کہ ثنا کردہ شود بر وے وسب او طعن ایشاں اگر مخالف ادلہ قطعیہ است کفر ست والا بدعت وفسق وہمچنیں امساک وکف نفس از ذکر اختلاف ومنازعات ووقائع کہ میان ایشاں شدہ وگذشتہ است واعراض واضراب از اخبار مورخین وجہلہ رواۃ وضلال شیعہ وغلاۃ ایشان ومبتدعین کہ ذکر قوادح وزلات ایشاں کنند کہ اکثر آں کذب وافترا است وطلب کردن در آنچہ نقل کردہ شدہ است از ایشاں از مشاجرات ومحاربات احسن تاویلات واصوب مخارج وعدم ذکر ہیچ یکے از ایشاں بہ بدی وعیب بلکہ ذکر حسنات وفضائل وحمائد صفات ایشاں از جہت آنکہ صحبت ایشاں با آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیقینی ست وماورائے آں ظنی است وکافیست دریں باب کہ حق تعالیٰ برگزیدہ ایشاں را برائے صحبت حبیب خود صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طریقہ اہل سنت وجماعت دریں باب ایں است در عقائد نوشتہ واند لا تذکر احدا منھم الا بخیر وآیات واحادیث کہ در فضائل صحابہ عموماً وخصوصاً وارد شدہ است

دریں باب کافی است اھ مختصرا امام محقق سنوسی و علامہ تلمسانی پھر علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں ما نقله المؤرخون قلة حیاء وادب مورخین کی نقلیں قلت حیا و ادب سے ہیں امام اجل ثقہ مثبت حافظ متقن قدوہ یحییٰ بن سعید قطان نے کہ اجلہ ائمہ تبع تابعین سے ہیں عبداللہ قواریری سے پوچھا کہاں جاتے ہو کہا وہب بن جریر کے پاس سیر لکھنے کو فرمایا تکتب کذبا کثیرا بہت سا جھوٹ لکھوگے ذکرہ فی المیزان[۱]
تفصیل اس مبحث کی ان رسائل فقیر سے لی جائے کہ مسئلہ حضرت امیر معٰویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں تصنیف کیے یہاں شاہ عبدالعزیز صاحب کی ایک عبارت تحفہ اثنا عشریہ سے یاد رکھنے کی ہے مطاعن افضل الصدیقین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے طعن سوم تخلف جیش اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے رد میں فرماتے ہیں جملہ لعن اللہ من تخلف عنہا ہرگز در کتب اہل سنت موجود نیست قال الشہرستانی فی الملل والنحل ان ھذہ الجملۃ موضوعۃ مفتریۃ وبعضے فارسی نویسان کہ خود را محدثین اہل سنت شمردہ اند در سیر خود ایں جملہ را آوردہ برائے الزام اہل سنت کفایت نمیکند زیرا کہ اعتبار حدیث نزد اہل سنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع الحکم بالصحۃ و حدیث بے سند نزد ایشاں شتر بے مہار است کہ اصلا گوش بآں نمی نہند[۲]

(فائدہ ۲۳) افادہ دہم دیکھیے جو حدیث ان پندرہ قرائن وضع سے منزہ ہو ہم نے اس کے بارہ میں کلمات علما تین طرز پر نقل کیے اصلا موضوع نہ کہیں گے تفرد کذاب ہو تو موضوع تفرد متہم ہو تو موضوع اور افادہ ۲۲ میں اشارہ کیا کہ ہمارے نزدیک مسلک اول قوی و اقرب بصواب ہی افادہ ۱۰ میں امام سخاوی سے اس کی تصریح اور کلام علی قاری سے نظیر صریح ذکر کی دوسری لغیر صاف و سفید حدیث مرغ سپید کہ کلام علامہ مناوی سے افادہ ۲۳ میں گزری وہیں دلیل ثانی میں بشہادت حدیث و حکم عقل اس کے تقویت کا ایما کیا **والآن اقول** یہی مذہب فقیر نے کلام امیر المؤمنین فی الحدیث شعبۃ بن الحجاج سے استنباط کیا فائدہ تاسعہ میں آتا ہے کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا ابان بن ابی عیاش حدیث میں جھوٹ بولتا ہے پھر خود ابان سے حدیث سنی اس پر پوچھا گیا فرمایا اس حدیث سے کون صبر کر سکتا ہے معلوم ہوا کہ مطعون بالکذب کے ہر حدیث موضوع نہیں ورنہ اس

[۱] فی ترجمۃ محمد بن اسحاق حیث قال الرعندی ذنب الامانی بحشائی السیرۃ من الاشیاء المنکرۃ المنقطعۃ والاشعار المکذوبۃ قال الناس سمعت یحییٰ البیرۃ قال تکتب کذبا کثیرا ۱۲ منہ

[۲] قول یعنی در امثال باب تا باب احکام فاما دون اوکہ باب تساہل ست نقل معتمدی لیدر است اگرچہ بے سند است چنانکہ در افادہ بست و ہفتم تحقیق نمودیم خود شاہ صاحب در ہمچہ مقام بسیارے از روایات بے سند استناد کردہ است کما لایخفی علی من طالع کتبہ ہذا انجام است کہ کمال تحقیق او مقتضی در فائدہ اخیرہ گرہ ایم ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

کی طرف ایسی رغبت اور وہ بھی ایسے امام اجل سے بعید چہ ثمّ اقول اور فی الواقع یہی اظہر ہے کہ آخر الکذوب قد یصدق میں کلام نہیں اور یہ بھی مسلم کہ ایک شخص واحد کا روایت حدیث سے تفرد ممکن یہاں تک غریب فرد میں صحیح حسن ضعیف بضعف قریب وضعف شدید سب قسم کی حدیثیں مانی جاتی ہیں تو بہ کیوں نہیں ممکن کہ کبھی موسوم بتکذیب بھی تفرد کرے اور اس حدیث خاص میں سچا ہو اس کے بطلان پر کیا دلیل قائم لاجرم یہی مذہب مہذب مقتضائے ارشادات امام ابن الصلاح و امام نووی و امام عراقی و امام قسطلانی وغیرہم اکابر ہے ان سب ائمہ نے موضوع کی یہی تعریف فرمائی کہ وہ حدیث کہ جوڑی گھڑی ہت اور افتراء نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ بنائی گئی ہو علوم الحدیث امام ابوعمرو و تقریب میں ہے الموضوع ھو المختلق المصنوع الفیہ میں ہے سہ شر الضعیف الخبر الموضوع۔ الکذب المختلق المصنوع ارشاد الساری میں ہے الموضوع ھو الکذب علی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویسمی المختلق ہاں اس میں کلام نہیں کہ حکم وضع کبھی قطعی ہوتا ہے کبھی ظنی جیسا کہ ہم نے شمار قرائن میں تبدیل اسلوب عبارت سے اس کی طرف اشارہ کیا اور حدیث حدیث مطعون بالکذب کو موضوع کہنے والے بھی اُس کی موضوعیت بالیقین کا دعوے نہیں فرماتے بلکہ وضع ظنی میں رکھتے ہیں کما صرح بہ شیخ الاسلام فی النزھۃ شیخ محقق دہلوی قدس سرہ القوی مقدمہ لمعات التنقیح میں فرماتے ہیں حدیث المطعون بالکذب یسمی موضوعا ومن ثبت عنہ تعمد الکذب فی الحدیث وان کان وقوعہ مرۃ لم یقبل حدیثہ ابدا فالمراد بالموضوع فی اصطلاح المحدثین ھذا لا انہ ثبت لذیہ وعلم ذلک فی ھذا الحدیث بخصوصہ والمسألۃ ظنیۃ والحکم بالوضع والافتراء بحکم الظن الغالب اھ ملخصا اقول مگر محل تامل یہی ہے کہ مجرد کذب فی بعض الاحادیث سے کہ معاذ اللہ کسی طمع دنیا یا تائید مذہب فاسد یا غضب ورنجش وغیرہا کے باعث ہو ظن غالب ہو جائے گا کہ اب جتنی حدیثوں میں یہ متفرد ہو سب میں وضع و افترا ہی کرے گا اگرچہ وہاں کوئی طمع وغیرہ غرض فاسد نہ ہو شاہد زور اگر کسی طمع یا عداوت سے ایک جگہ غلط گواہی دی تو اس کی سب گواہیاں مردود ضرور ہونگی کہ فاسق ہے مگر بے لاگ جگہ میں خواہی نخواہی یہ ظن غالب نہ ہوگا کہ یہاں بھی جھوٹ ہی کہہ رہا ہے وجدان صحیح اس پر شہادت کو بس ہے اور اگر سند ہی چاہیے تو امام ائمۃ الشان محمد بن اسمعیل بخاری علیہ رحمۃ اللہ کا ارشاد سنیے محمد بن اسحاق صاحب

---

[1] بناء علی ان او متع علی غیرہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فیقال لہ الموضوع علی فلان ومطلقہ لا یراد بہ الا الکذب علی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہ یبتنی ما فی الارشاد وان ھنت فانت فی سعۃ منہ کما ھو ظاہر کلام آخرین ۱۲ منہ

سیرت و مغازی کو ہشام بن عروہ پھر امام مالک پھر وہیب پھر یحییٰ قطان نے کذاب کہا[1]۔ اخرجه ابن عدی عن ابی بشر الدولابی و محمد بن جعفر بن یزید عن ابی قلابة الرقاشی ثنا ابوداؤد سلیمٰن بن داؤد قال قال یحیی القطان اشهد ان محمد بن اسحٰق کذاب قلت وما یدریک قال قال لی وهیب فقلت لوهیب ما یدریک قال قال لی مالک بن انس فقلت لمالک وما یدریک قال قال لی هشام بن عروة قلت لهشام بن عروة وما یدریک قال حدث عن امرأتی فاطمة بنت المنذر وادخلت علیّ وهی بنت تسع وما رآها رجل حتی لقیت الله تعالٰی۔ امام بخاری جزء القراءة خلف الامام میں توثیق[2] ابن اسحٰق ثابت فرمانے کو اس سے

---

[1] حال التفصی عن هذا فی المیزان بقوله قلت وما یدری هشام بن عروة فلعله سمع منها فی المسجد او سمع منها وهو صبی او دخل علیها فحدثته من وراء حجاب فای شیئ فی هذا وقد کانت امرأة قد کبرت واسنت اھ ثم قال فبمثل هذا لا یعتمد علی تکذیب رجل من اهل العلم هذا مردود ثم قد روی عنها محمد بن سوقة الخ اقول لقائل ان یقول ان الحفاظ الناقدین ربما یعرفون کذب الرجل بقرائن تلوح لهم ولقد نری قوما من الائمة یکذبون رجلا ولا یذکرون من السبب الا ما هو قاصر عندنا لعدم علمنا بالقرائن فتبدو لنا احتمالات شتی لعل الامر کذا عسی ان کذا وهی جمیعا مندفعة عندهم نص علی ذلک الامام النووی فی مواضع من شرحه صحیح مسلم فقال هنا قاعدة ننبه علیها فیما بعد ان شاء الله تعالٰی وهی ان عفان رحمه الله تعالٰی قال انما ابتلی هشام (هو ابن زیاد الاموی) یعنی ضعفوه من قبل هذا الحدیث کان یقول حدثنی یحیٰی عن محمد ثم ادعی بعد انه سمعه من محمد وهذا القدر وحده لا یقتضی ضعفا لانه لیس فیه تصریح بکذب لاحتمال انه سمعه من محمد ثم نسیه فحدث عن یحیٰی عنه ثم ذکر سماعه من محمد فرواه عنه ولکن انضم الی هذا قرائن وامور اقتضت عند العلماء بهذا الفن الحذاق فیه المبرزین من اهله العارفین بدقائق احوال رواته انه لم یسمعه من محمد فحکموا بذلک لما قامت الدلائل الظاهرة عندهم بذلک وسیاتی بعد هذا اشیاء کثیرة من اقوال الائمة فی الجرح بنحو هذا وکلها یقال فیها ما قلنا هنا والله تعالٰی اعلم اھ وقال بعد ذلک معنی هذا الکلام ان الحسن بن عمارة کذب فروی هذا الحدیث عن الحکم عن یحیٰی عن علی وانما هو عن الحسن البصری من قوله وقد قدمنا ان مثل هذا وان کان یحتمل کونه جاء عن الحسن وعن علی لکن الحفاظ یعرفون کذب الکاذبین بقرائن وقد یعرفون ذلک بدلائل قطعیة یعرفها اهل هذا الفن فقولهم مقبول فی کل هذا اھ اما قولک افبمثل هذا یعتمد الخ فاقول اتراک تری هؤلاء الائمة الجلة الاعاظم یشهدون جزافا من دون ثبت ثم هذا کله انما ذکرنا لا لیعرف ان النهی کیف یحتمل للکذب من قد رمی امره قد ظهر واذا وقع بین شتری اودی لقد صحی حرا ولا یحتج بل ولا ینذر کما بینه تلمیذه الامام تاج الدین السبکی رحمه الله تعالٰی فی الطبقات والا فالراجح عند علمائنا ایضا هو توثیق ابن اسحٰق کما ستذکره ان شاء الله تعالٰی والله تعالٰی اعلم ۱۲ منه

[2] تعقله زیلعی فی نصب الرایة قبیل کتاب الخنثٰی ۱۲ منہ ہمارے علمائے کرام قدست اسرارہم کے نزدیک بھی راجح محمد بن اسحٰق کی توثیق ہی ہے محقق علی الاطلاق فتح میں زیر مسئلہ استحباب تعجیل المغرب فرماتے ہیں توثیق ابن اسحٰق هو الحق الابلج وما نقل عن کلام مالک فیه لا یثبت ولو صح لم یقبله اهل العلم کیف وقد قال شعبة فیه هو امیر المؤمنین فی الحدیث وروی عنه مثل الثوری وابن ادریس وحماد بن زید ویزید بن زریع وابن علیة وعبد الوارث وابن المبارک واحتمله احمد وابن معین وعامة اهل الحدیث غفر الله تعالٰی لهم وقد اطال البخاری فی توثیقه فی کتاب القراءة خلف الامام له وذکره ابن حبان فی الثقات وان مالکا رجع عن الکلام فی ابن اسحٰق واصطلح معه وبعث الیه هدیة ذکره اھ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

جواب دیتے ہیں رأیت علی بن عبد اللہ یحتج بحدیث ابن اسحاق وقال علی عن ابن عیینہ ما رأیت احدا یتہم محمد بن اسحاق (الی ان قال) ولو صح عن مالک تناولہ عن ابن اسحٰق فلربما تکلم الانسان فیرمی صاحبہ بشیئ واحد ولا یتہمہ فی الامور کلہا الخ دیکھو صاف تصریح ہے کہ ایک جگہ کا ذب پانے سے ہر جگہ متہم سمجھنا لازم نہیں لاجرم امام ابن عراق تنزیہ الشریعۃ میں فرماتے ہیں قال الزرکشی فی نکتہ علی ابن الصلاح بین قولنا موضوع وقولنا لایصح بون کبیر فان الاول اثبات الکذب والاختلاق والثانی اخبار عن عدم الثبوت ولا یلزم منہ اثبات العدم ھذا یجیئ فی کل حدیث قال فیہ ابن الجوزی لایصح ونحوہ قلت وکان نکتۃ تعبیرہ بذلک حیث عبر بہ انہ لم یلح لہ فی الحدیث قرینۃ تدل علی انہ موضوع غایۃ الامر انہ احتمل عندہ ان یکون موضوعا لانہ من طریق متروک او کذاب وھذا انما یتم عند تفرد الکذاب والمتہم علی ان الحافظ ابن حجر خص ھذا فی النخبۃ باسم المتروک ولم ینظمہ فی سلک الموضوع دیکھیے تفرد کذاب کو صرف احتمال وضع کا مورث بتایا اور ابن الجوزی نے موضوعات میں جہاں موضوع کہنے سے لایصح وغیرہ کی طرف عدول کیا اس کا یہی نکتہ ٹھہرایا کہ بوجہ تفرد کذاب یا متہم احتمال وضع تھا اگر غلبہ ظن ہوتا حکم بالوضع سے کیا مانع تھا کہ آخر تصحیح موضوع وغیرہما تمام احکام میں غلبہ ظن کافی اور بلاشبہ حجت شرعی ہے **اقول** والاشارۃ فی قولہ خص ھذا انما تلیق بالاقرب وھو المتہم فہو الذی خصہ الحافظ باسم المتروک اما ما نسردیہ الکذاب فہو عین الموضوع عندہ فانما امرہ فیما فیہ الطعن بکذب الراوی فلیتنبہ ھذا کلہ ما ظہر لی والحمد للہ الواحد العلی فقیر نے اپنی بعض تحریرات میں اس مسئلہ پر قدرے کلام کرکے لکھا تھا ھذا ما یظہر لنا ولیحل محل تامل فلینا مل لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا الحمد للہ کہ اب بوجوہ کثیرہ اس سے تاکد و تائید حاصل ہوا کلام امام سخاوی کی تصریح کلام علامہ قاری و علامہ مناوی میں اس کے نظائر صریح کلام امام اجل شعبہ بن الحجاج سے استنباط صحیح تعریف امام ابن الصلاح و امام نووی و امام عراقی و امام قسطلانی کا اقتضائے تصحیح حدیث سے تائید دلیل عقل سے تشئید کلام امام بخاری و علامہ ابن عراق سے تاکید الحمد للہ مرا وجدنا اقد حقق بجانی ولحدث امرا (**تنبیہ**) اس عبارت تنزیہ الشریعۃ سے ایک اور نفیس فائدہ حاصل ہوا کہ کتب موضوعات قسم اول میں بھی لفظ حکم پر لحاظ چاہیے اگر صراحۃً موضوع یا باطل کہہ دیا تو مؤلف کے نزدیک وضع ثابت ہوگی اور اگر لایصح وغیرہ ہلکے الفاظ کی طرف عدول کیا تو آخر یہ عدول بے سبب نہیں ظاہر خود مؤلف کو اس پر حکم وضع کی جرأت نہ ہوئی صرف احتمال درج کتاب کیا فافہم فلعلہ حسن وجیہ ولم ار نحوہ فلیحفظ۔

منیر العین ۱۳۰۵ھ ...

https://www.facebook.com/darahlesunnat

فائدہ ۵۴: مجہول العین کا قبول امام نووی نے بہت محققین کی طرف منسوب کیا

تنبیہ: غالباً مطلق مجہول سے مراد مجہول العین ہوتا ہے

فائدہ ۵۵ متعلق افادہ ۲۱ کہ قبول ضعیف کے لئے ورود صحیح کی حاجت نہیں

(فائدہ ۵۴) افادہ دوم میں گذرا کہ امام نووی نے مجہول العین کا قبول بہت محققین کی طرف نسبت کیا اور امام اجل ابو طالب مکی نے اوسی کو مذہب فقہائے کرام و اولیائے عظام قرار دیا اور یہی مذہب ہمارے ائمۂ اعلام کا ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین مسلم الثبوت و فواتح الرحمت میں ہے (لا) جرح ربان لہ راویا واحد (الفظ) دون غیرہ (وھو مجھول العین با صطلاح) کسمعان لیس لہ راو یا غیر الشعبی فان المناط العدالۃ والحفظ لا لعدد الراوۃ وقیل لا یقبل عند المحدثین وھو تحکم اھ مختصراً پس دربارۂ مجہول قول مقبول یہ ہے کہ مستور و مجہول العین دونوں حجت ہاں مجہول الحال جس کی عدالت ظاہری بھی معلوم نہ ہو احکام میں حجت نہیں فضائل میں بالاتفاق وہ بھی مقبول (تنبیہ) مجہول جب مطلق بولا جاتا ہے تو کلام محدثین میں غالباً اس سے مراد مجہول العین ہے امام سبکی شفاء الاسقام میں فرماتے ہیں جہالۃ العین ھو غالب اصطلاح اھل ھذا الشان فی ھذا الاطلاق۔

(افادہ ۵۵) ہم نے افادہ ۲۱ میں روشن دلیلوں سے ثابت کیا کہ ما دون الاحکام میں ضعیف محتاج ورود صحیح نہیں اور دلیل ثالث میں اس کے دس نظائر کے بھی پتے دیئے سب سے اجلی و اعظم یہ کہ اکابر ائمہ کرام و اعاظم محدثین اعلام مثل امام ابن عساکر و امام ابن شاہین و ابو بکر خطیب بغدادی و امام محب الدین طبری و امام سہیلی و علامہ ناصر الدین ابن المنیر و علامہ ابن الزمان و حافظ ابن ناصر و خاتم الحفاظ و علامہ زرقانی وغیرہم نے حدیث احیاء ابوین کریمین کو باوصف تسلیم ضعف دربارۂ فضائل ایسا معمول و مقبول مانا کہ اوسے احادیث صحاح سے کہ بظاہر مخالف تھیں متاخر ٹھہرا کر ان کا ناسخ جانا تو خود اس باب میں حدیث صحیح کی حاجت درکنار اس کے مقابل کے صحاح اس سے منسوخ ٹھہرائیں شرح مواہب لدنیہ میں ہے قال السیوطی فی سبیل النجاۃ مال طائفۃ من الائمۃ و حفاظ الحدیث واعتمدوا الحدیث ضعیف لا موضوع کالخطیب وابن عساکر وابن شاھین والسہیلی والمحب الطبری والعلامۃ ناصر الدین بن المنیر و ابن سید الناس ونقلہ عن بعض اھل العلم ومشی علیہ الصلاح الصفدی والحافظ ابن ناصر وقد جعل ھؤلاء الائمۃ ھذا الحدیث ناسخا للاحادیث الواردۃ بما یخالفہ ونصوا علی انہ متاخر عنہا فلا تعارض بینہ و بینہا اھ وقال فی الدرج المنیفۃ جعلوہ ناسخا ولم یبالوا بضعفہ لان الحدیث الضعیف یعمل بہ فی الفضائل والمناقب وھذہ منقبۃ ھذا کلام ھذا الجھبذ وھو فی غایۃ التحریر اھ ملخصا (تنبیہ ضروری مہم) اقول جب کسی اصل کا کلمات علما سے اثبات منظور ہو تو اس کے لئے کافی ہے کہ انہوں نے فلاں فلاں فروع میں اس پر مبنی فرمائی معلوم ہوا کہ یہ اصل ان کے نزدیک متاصل ہے ان کلمات کی نقل سے غرض مستدل اسی قدر امر سے متعلق اگرچہ وہ فرع خاص بنظر کسی اور وجہ کے اس کو مسلم نہ ہو مثلاً ہم نے افادہ ۲۸ میں

https://www.facebook.com/darahlesunnat

اس امر کے اثبات کو کہ موضوعیت مستلزم ممنوعیت نہیں کلام ائمہ سے چند نظائر نقل کیے کہ دیکھو حدیث کو موضوع اور فعل کو مشروع مانا اسی قدر سے استدلال تمام ہوگیا اگرچہ جب اُن بعض احادیث کی وضع تسلیم نہ ہو یونہیں یہاں اتنی بات سے کام ہے کہ علمائے کرام نے ضعیف کو صحیح سے اتنا مستغنی مانا کہ ناسخ جانا دعوئے غنا موید و مشید ہوگیا اگرچہ ہم قائل نسخ نہ ہوں اور دوسرے طور پر صحاح کا معارضہ دفع کرکے ان ضعاف کو قبول کریں یہ نکتہ ہمیشہ ملحوظ رکھنے کا ہے کہ متکلمین وہابیہ دھوکے دیتے اور خارج از مبحث اُس فرع کے ترجیح وتزییف کی طرف کترا جاتے ہیں خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے فائدہ یازدہم اصول الرشاد شریف میں اُن سفہا کے اس کید ضعیف کی طرف ایمائے لطیف فرمایا یونہیں فقیر نے آخر تکملہ جلیلہ فصل سیزدہم نوع اول مقصد سوم کتاب **حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات** میں اس کی نظیر پر تنبیہ کیا فلیحفظ۔

(فائدہ ۲۶) افادہ ۲۰ میں گزرا کہ فضائل تو فضائل بعض احکام میں بھی حدیث ضعیف مقبول ہے جبکہ محل محل احتیاط ونفع بے ضرر ہو اُس کی ایک اور نظیر نیز علامہ حلبی کا فرمانا ہے کہ نماز میں سترہ کو سیدھا اپنے سامنے نہ رکھے بلکہ دہنی یا بائیں ابرو پر ہو کہ حدیث میں ایسا وارد ہوا اور وہ اگرچہ ضعیف ہے مگر ایسے حکم میں مقبول حیث قال

ینبغی[عہ] ان یجعلہا حیال احد حاجبیہ لما روی ابو داؤد من حدیث ضباعۃ بنت المقداد بن الاسود عن ابیہا رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال ما رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یصلی الی عود ولا عمود ولا شجرۃ الا جعلہ علی حاجبہ الایمن او الایسر ولا یصمد لہ صمدا وقد اعل بالولید بن کامل وبجہالۃ ضباعۃ لکن ھذا الحکم مما یجوز العمل فیہ بمثل ھذا لانہ من الفضائل اھ باختصار ایک اور اعلٰی واجل نظیر کلام امام حافظ محدث ابوبکر بیہقی و امام محقق علی الاطلاق و امام ابن امیر الحاج و علامہ ابراہیم حلبی و علامہ حسن شرنبلالی و علامہ سید احمد طحطاوی و علامہ سید ابن عابدین شامی وغیرہم علمائے اعلام رحمہم اللّٰہ تعالٰی سے یہ ہے کہ سنن ابی داؤد و ابن ماجہ میں بطریق ابو عمرو ابو محمد بن محمد بن حریث عن جدہ حریث رجل من بنی عذرۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ عن ابی القاسم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم دربارۂ سترہ نماز مروی ہوا فان لم یکن معہ عصا فلیخطط خطا اگر اس کے پاس لکڑی نہ ہو تو اپنے سامنے ایک خط کھینچ لے) امام ابو داؤد نے کہا امام سفین بن عیینہ نے فرمایا نجد شیئا نشد بہ ھذا الحدیث ولم یجیئ الا من ھذا الوجہ ہم نے کوئی چیز نہ پائی جس سے اس حدیث کو قوت دیں اور اس سند کے سوا دوسرے طریق سے نہ آئی) یونہیں امام شافعی و امام بیہقی و امام نووی وغیرہم ائمہ نے اس کی تضعیف[۱] فرمائی

[۱] حاشیہ صفحہ ۵۱۸ پر ہے

عہ: یہ بحث متعلق افادہ ۲۰ امور حدیث ضعیف بعض احکام ۱۲ منہ غفرلہ

عہ: ازا ذکر ارادتہ الصلٰوۃ قبیل الفروع

بایں ہمہ ائمہ وعلمائے مذکورین نے تصریح کی کہ حدیث ضعیف سہی ایسے حکم میں حجت ومقبول ہے کہ اُس میں نفع بے ضرر ہے مرقاۃ میں شرح مشکوٰۃ امام ابن حجر مکی سے منقول قال البیہقی لاباس بالعمل بہ وان اضطرب اسنادہ فی مثل ھذا الحکم ان شاء اللہ تعالٰی حلیہ میں فرمایا بظہر ان الاشبہ قول البیہقی ولاباس بالعمل بھذا الحدیث فی ھذا الحکم ان شاء اللہ تعالٰی وجزم بہ شیخنا رحمہ اللہ تعالٰی فقال والسنۃ اولٰی بالاتباع غنیہ میں ہے من جوزہ استدل بحدیث ابی داؤد وتقدم ما فیہ لکن قد یقال انہ یجوز العمل بمثلہ فی الفضائل کما مر انفا ولذا قال ابن الھمام والسنۃ اولٰی بالاتباع اھ ملخصا نیز غنیہ پھر امداد الفتاح شرح نور الایضاح پھر حاشیہ طحطاویہ علی مراقی الفلاح میں ہے ان سلم انہ یعنی الخط غیر مفید فلا ضرر فیہ مع ما فیہ من العمل بالحدیث الذی یجوز العمل بہ فی مثلہ رد المحتار میں ہے لیسن الخط کما ھو الروایۃ الثانیۃ عن محمد لحدیث ابی داؤد فان لم یکن معہ عصا فلیخط خطا وھو ضعیف لکنہ یجوز العمل بہ فی الفضائل ولذا قال ابن الھمام والسنۃ اولٰی بالاتباع الخ (تنبیہ) ان دونوں نظیروں میں علامہ ابراہیم حلبی اور نظیر اخیر میں علامہ شامی کا ان افعال میں سترہ کو ابرو کے مقابل رکھنے یا خط کھینچنے کو فضائل سے بتانا اُس معنی کی صریح تصریح کررہا ہے جو فقیر نے حاشیہ افادہ ۲۱ میں ذکر کیا تھا کہ فضائل اعمال سے مراد اعمال فضائل ہیں یعنی وہ اعمال کہ بہتر ومستحسن ہیں نہ خاص ثواب اعمال یہاں سے خیالات باطلہ گنگوہیہ کی تفضیح کامل ہوتی ہے وللہ الحمد (فائدہ) کہ عبارت رد المحتار کہ ابھی منقول ہوئی بتا رہی ہے کہ امثال مقام میں نہ صرف استحباب بلکہ سنیت بھی حدیث ضعیف سے ثابت ہوسکتی ہے یوہیں افادہ ۷ ا میں علی قاری کا ارشاد گذرا کہ حدیث ضعیف کے سبب ہمارے علما نے مسح گردن کو مستحب یا سنت مانا **اقول** لکن قال الامام ابن امیر الحاج فی الحلیۃ بعد ما ذکر حدیث ابن ماجۃ عن الفاکہ وعن ابن عباس والبزار عن ابی رافع رضی اللہ تعالٰی عنہم فی اغتسال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم العیدین وقال ان فی اسانید ھذہ ضعفا ما نصہ واستنان غسل العیدین ان قلنا بان تعدد الطرق الواردۃ فیہ یبلغ درجۃ الحسن والا الندب وفی ذلک تامل اھ فقد اشار رحمہ اللہ تعالٰی ان الضعیف لا یفید الاستنان ولک ان تقول ان السنۃ ربما تطلق علی المستحب کعکسہ

تنبیہ: فضائل اعمال سے مراد اعمال حسنہ ہیں نہ کہ ثواب اعمال

فائدہ: حدیث ضعیف سے سنیت بھی ثابت ہوسکتی ہے یا نہیں

لہ قد فی الحلیۃ ثم فی رد المحتار وقد لیعارض بتصحیح احمد وابن حبان وغیرہما لہ اھ وعقبہ فی الحلیۃ بما یاتی عنہا من قولہ ویظہر ان الاشبہ الخ وقال فی المرقاۃ قد اشار الشافعی الی ضعفہ واضطرابہ قال ابن حجر صححہ احمد وابن المدینی وابن حبان وغیرہم وجزم بضعفہ النووی اھ ملخصا قلت وھو وان فرض صحتہ لم یضرنا فیما نحن بصددہ لما قررنا انفا فی التنبیہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

کما ھو جوابھا فیتجہ کلام الشامی والقاری وبہ یحصل التوفیق بین الروایتین عن علمائنا فی المسالۃ اعنی مسألۃ الخط فمن اثبت اراد الاستحسان ومن نفی نفی الاستنان وقد کان ما یؤید ماذا فی الحلیۃ ھل ینوب الخط بین یدیہ منابھا فعن ابی حنیفۃ وھو احدی الروایتین عن محمد انہ لیس بشیئ ای لیس بشیئ مسنون اھ لو لا انہ زاد بعدہ بل فعلہ وترکہ سواء انتھی ففیہ بعد بعد فافہم (فائدہ ۸) ہم نے افادہ ۱۱ میں بہت نصوص نقل کیے کہ بارہا محدثین کا کسی حدیث کو موضوع یا ضعیف کہنا ایک سند خاص کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ اصل حدیث کے اور سنیے حدیث صحیح زکوٰۃ حلی مروی سنن ابی داود ونسائی امرأۃ اتت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومعہا ابنتہا وفی ید ابنتہا مسکتان غلیظتان من ذھب فقال تعطین زکاۃ ھذا قالت لا قال ایسرک ان یسورک اللہ بھما یوم القیمۃ سوارین من نار قال فخلعتہما فالقتہما الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقالت ھما للہ ورسولہ یعنی ایک بی بی خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اُن کی بیٹی اُن کے ساتھ تھیں دختر کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان کی زکاۃ دی گئی عرض کی نہ فرمایا کیا تجھے یہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل قیامت میں ان کے بدلے آگ کے کنگھن پہنائے اُن بی بی نے اتار کر ڈالدیئے اور عرض کی یا اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ جیسے امام ابوالحسن ابن القطان وامام ابن الملقن وعلامہ سید میرک نے کہا اسنادہ صحیح اس کی سند صحیح ہے۔ امام عبدالعظیم منذری نے مختصر میں فرمایا اسنادہ لامقال فیہ اس کی سند میں کچھ گفتگو نہیں۔ محقق علی الاطلاق نے فرمایا لاشبھۃ فی صحتہ اس کی صحت میں کچھ شبہہ نہیں۔ امام ترمذی نے جامع میں روایت کرکے فرمایا لایصح فی ھذا الباب عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شیئ اس باب میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کچھ صحیح نہ ہوا۔ امام منذری نے فرمایا لعل الترمذی قصد الطریقین اللذین ذکرھما والا فطریق ابی داؤد لامقال فیہ شاید ترمذی ان دو طریق کو کہتے ہیں جو انہوں نے ذکر کیے ورنہ سند ابی داؤد میں اصلاً جائے گفتگو نہیں۔ ابن القطان نے فرمایا انما ضعف ھذا الحدیث لان عندہ فیہ ضعیفین ابن لھیعۃ والمثنی بن الصباح انہوں نے اس وجہ سے تضعیف کی کہ اُن کے پاس اس کی سند میں دو راوی ضعیف تھے ذکرہ الامام المحقق فی الفتح ثم العلامۃ القاری فی المرقاۃ اور سنیے حدیث ردشمس کہ حضور پرنور سید الانوار ماہ عرب مہر عجم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا مغرب ہوکر پھر عصر کا وقت ہوگیا یہاں تک کہ امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا کی جیسے طحاوی وامام قاضی

عیاض و امام مغلطای و امام قطب خیضری و امام حافظ الشان عسقلانی و امام خاتم الحفاظ سیوطی وغیرہم اجلۂ کرام نے حسن وصحیح کہا کما ھو مفصل فی الشفاء وشروحہ والمواھب وشرحہا علامہ شامی اپنی سیرت پھر علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں اما قول الامام احمد وجماعۃ من الحفاظ بوضعہ فالظاھر انہ وقع لھم من طریق بعض الکذابین والافطرقہ السابقۃ یتعذر معہا الحکم علیہ بالضعف فضلا عن الوضع عام ترشیحے امام شیخ الاسلام عمدۃ الکرام مرجع العلماء الاعلام تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی قدس سرہ الملکی کتاب مستطاب مظہر الصواب مرغم الشیطان مدغم الایمان شفاء الاسقام فی زیادۃ خیر الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والسلام میں فرماتے ہیں[1] مما یجب ان یتنبہ لہ ان حکم المحدثین بالانکار والاستغراب قد یکون بحسب تلک الطریق فلا یلزم من ذلک رد متن الحدیث بخلاف اطلاق الفقیہ ان الحدیث موضوع فانہ حکم علی المتن من حیث الجملۃ اس سے آگاہ رہنا واجب ہے کہ محدثین کا کسی حدیث کو منکر یا غریب کہنا کبھی خاص ایک سند کے لحاظ سے ہوتا ہے تو اس سے اصل حدیث کا رد لازم نہیں آتا بخلاف فقیہ کے موضوع کہنے کے کہ وہ بالاجمال اُس متن پر حکم ہے) (**لطیفہ جلیلہ منیفہ**) ابوداؤد ونسائی کی یہ حدیث صحیح عظیم جلیل جس میں اُن بی بی نے کرموں کے صدقہ کرنے میں اللہ عزوجل کے ساتھ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک بھی ملایا اور حضور نے انکار نہ فرمایا بعینہٖ یہی مضمون صحیح بخاری وصحیح مسلم نے حدیث توبہ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں روایت کیا کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی عرض کی یارسول اللہ ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ والی رسولہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یارسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے صدقہ کردوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا یہ حدیثیں حضرات وہابیہ کی جان پر آفت ہیں انھیں دو پر کیا موقوف فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بجواب استفتائے بعض علمائے دہلی ایک نفیس وجلیل وموجز رسالہ مسمی بنام تاریخی **الامن والعلی لناعتی المصطفےٰ بدافع البلاء** ملقب بلقب تاریخی **اکمال الطامہ علی شرک سوی بالامور العامہ** تالیف کیا اس میں ایسی بہت کثیر وعظیم باتوں کا آیات واحادیث سے صاف وصریح ثبوت دیا مثلاً قرآن وحدیث ناطق ہیں کہ اللہ ورسول[2] نے دولتمند کردیا اللہ ورسول[3] نگہبان ہیں اللہ ورسول[4] بے والیوں کے والی ہیں اللہ ورسول[5] مالوں کے مالک ہیں اللہ ورسول[6] حق زمین کے مالک ہیں اللہ ورسول[7] کی طرف توبہ اللہ ورسول[8] کی دوہائی اللہ ورسول[9] دینے والے ہیں اللہ ورسول[10] سے دینے کی توقع اللہ ورسول[11]

[1] فی الباب الاول تحت الحدیث الخامس من حج البیت ولم یزرنی ... علیہ وسلم ... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ... صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...

نے نعمت دی اللہ ورسول نے عزت بخشی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت کے حافظ ونگہبان ہیں حضور
کی طرف سب کے ہاتھ پھیلے ہیں حضور کے آگے سب گڑگڑا رہے ہیں حضور ساری زمین کے مالک ہیں حضور سب آدمیوں
کے مالک ہیں حضور تمام امتوں کے مالک ہیں ساری ساری دنیا کی مخلوق حضور کے قبضہ میں ہے مدد کی کنجیاں حضور کے
ہاتھ ہیں نفع کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں دوزخ کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں آخرت
میں عزت دنیا حضور کے ہاتھ ہے قیامت میں کل اختیار حضور کے ہاتھ ہے حضور مصیبتوں کے دور فرمانے
والے حضور سختیوں کے ٹالنے والے ابوبکر صدیق عمر فاروق حضور کے بندے حضور کے خادم نے بیٹا دیا حضور کے
خادم رزق آسان کرتے ہیں حضور کے خادم بلائیں دفع کرتے ہیں حضور کے خادم بلندی مرتبہ دیتے ہیں حضور کے خادم
تمام کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں اولیا کے سبب بلا دور ہوتی ہے اولیا کے سبب رزق ملتا ہے اولیا کے سبب مدد ملتی
ہے اولیا کے سبب مینہ اترتا ہے اولیا کے سبب زمین قائم ہے یہ اور ان جیسی بیسیوں باتیں صرف قرآن وحدیث سے
لکھی ہیں وہابی صاحب شرک وغیرہ جو حکم لگانا چاہیں اللہ ورسول کی جناب میں بکیں یا خدا ورسول سے لڑیں اگر
لڑ سکیں اس میں یہ بھی روشن دلیلوں سے ثابت کر دیا ہے کہ وہابی مذہب نے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام
عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں تک کہ
خود رب العزت جل جلالہ کسی کو سخت شنیع الزام لگانے سے نہیں چھوڑا ضمنا یہ بھی واضح دلائل سے بتا دیا گیا کہ
وہابی صاحبوں کے نزدیک جناب شیخ مجدد صاحب ومرزا جان جاناں صاحب وشاہ ولی اللہ صاحب وشاہ عبدالعزیز
صاحب اور اُن کے اساتذہ ومشائخ یہاں تک کہ خود میاں اسمٰعیل دہلوی سب کے سب پکے مشرک تھے غرض وہابی
مذہب پر شرک امور عامہ سے ہے جس سے معاذ اللہ ملئکہ سے لیکر رسولوں بندوں سے لیکر رب جلیل تک شاہ ولی
اللہ سے اُن کے پیروں اُستادوں شاہ عبدالعزیز صاحب سے خود میاں اسمٰعیل تک کوئی خالی نہیں وہابیت کا
پھاگ نجدیت کی ہوئی شرک کا رنگ تقویۃ الایمان کی پچکاری ہے زور گھنگھور شرائوں کا شور سارا جہاں شرابور
بلوئی قید نہ اماوس پہ چھور یہ انوکھا پھاگن بارہ ماوس جاری ہے سے اشراک بمذہبی کہ تا حق برسد کو مذہب معلوم
واہل مذہب معلوم ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ مختصر رسالہ کہ چار جزسے بھی کم ہے ایک سو تیس سے
زیادہ فائدوں اور تیس آیتوں اور ستر سے زیادہ حدیثوں پر مشتمل ہے جو اس کے سوا کہیں جمع نہ ملینگے بحمد اللہ
تعالیٰ اُس کی نفاست اس کی جلالت اُس کی صولت اس کی شوکت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ذلک من فضل
اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون ہ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی

https://www.facebook.com/darahlesunnat

والدی وان اعمل صالحا ترضیه واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین ○ والحمد للہ رب العالمین

فائدہ ۹) ہم نے افادہ ۱۲ میں ذکر کیا کہ محدثین میں بہت کم ایسے ہیں جن کا التزام تھا کہ ثقہ ہی سے روایت کریں جیسے شعبہ بن الحجاج و امام مالک و امام احمد اور افادہ دوم میں یحییٰ ابن سعید قطان و عبد الرحمٰن بن مہدی کو گنا اور انھیں سے ہیں امام شعبی و بقی بن مخلد و حریز بن عثمان و سلیمان بن حرب و مظفر بن مدرک خراسانی و امام بخاری مقدمہ صحیح مسلم شریف میں ہے حدثنی ابو جعفر الدارمی ثنا بشر بن عمر قال سألت مالک بن انس (فذکر الحدیث قال) وسألته عن رجل اخر نسیت اسمه فقال هل رأیته فی کتبی قلت لا قال لو کان ثقة لرأیته فی کتبی فی کتبه به فهو ثقة فمن وجدناه فی کتبه حکمنا بانه ثقة عند مالک وقد لا یکون ثقة عند غیره میزان میں ہے ابراهیم بن العلاء ابو هارون الغنوی وثقه جماعة ووهاه شعبة فیما قیل ولم یصح بل صح انه حدث عنه اسی میں ہے عبد الاکرم بن ابی حنیفة عن ابیه وعنه شعبة لا یعرف لکن شیوخ شعبة جیاد اھ **اقول** لکن قال یزید بن هارون قال شعبة داری وحماری فی المساکین صدقة ان لم یکن ابان ابن ابی عیاش یکذب فی الحدیث قلت له فلم سمعت منه قال ومن یصبر عن ذا الحدیث یعنی حدیثه عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله عن امه انها قالت رأیت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم قنت فی الوتر قبل الرکوع کما فی المیزان ولکن النقصی منه بان السماع شیء والحدیث شیء والکلام فی الاخیر وان کان اسم الشیخ یتناول الوجهین وسنذکر اخره الفائدة ان الامام ربما حمل عمن شاء فاذا حدث تثبت **نعم** لعل الصواب بالتقیید بمن حدث عنه فی الاحکام دون ما یتساهل فیه لما تقدم فی الافادة الثالثة والعشرین من قول ابن عدی ان شعبة حدث عن الکلبی ورضیه بالتفسیر کما نقله فی المیزان وفیه ایضا فی محمد بن عبد الجلیل قال العقیلی مجهول بالنقل قلت شیوخ شعبة نقادة الا النادر منهم هذا الرجل قال ابو حاتم شیخ اھ **قلت** وهذا یبین انه قد یکون الرجل ثقة عنده وعند غیره مجروح او مجهول حتی ان من شیوخه الذین وثقهم وصرح بحسن الثناء علیهم جابر بن یزید الجعفی ذاک الضعیف الرافضی المتهم قال الامام الاعظم رضی الله تعالی عنه ما رأیت فیمن رأیت افضل من عطاء ولا اکذب من جابر الجعفی وکذلک کذبه ایوب وزائدة ویحیی والجوزجانی وترکه القطان وابن مهدی والنسائی واخرون شفاء الاسقام شریف میں ہے احمد رحمه الله تعالی لم یکن یروی الا عن ثقة وقد صرح الخصم (یعنی ابن تیمیة) بذلک فی الکتاب الذی صنفه فی الرد علی البکری بعد عشر کراریس منه قال ان القائلین بالجرح والتعدیل من علماء الحدیث نوعان

https://www.facebook.com/darahlesunnat

منهم من لم یروالا عن ثقة عنده كمالك وشعبة ویحیی ابن سعید وعبدالرحمٰن بن مهدی واحمد بن حنبل وكذلك البخاری وامثالهم اھ تهذیب التهذیب امام ابن حجر عسقلانی میں ہے خارجة بن الصلت البرجمی الكوفی روی عنه الشعبی وقد قال ابن ابی خیثمة اذا روی الشعبی عن رجل وسماه فهو ثقة یحتج بحدیثه[1] تدریب میں ہے من لا یروی الا عن عدل کابن مهدی ویحیی بن سعید اھ **اقول** ولا یعکر علیه بما فی المیزان عن عباس الدوری عن یحیی بن معین یحیی بن سعید لو لم ارو الا عمن ارضی ما رویت الا عن خمسة اھ فان رضی یحیی غایة لا تدرك وكیف یظن به ان الخلق كلهم عنده ضعفاء الا خمسة وانما المرضی له رجل ثبت شامخ راسخ لم یزل ولم یتزلزل ولا فی حرف ولا مرة تهذیب التهذیب میں ہے سلیمن بن حرب بن بجیل الازدی الواشحی قال ابو حاتم امام من الائمة كان لا یدلس وقال ابو حاتم ایضا كان سلیمن بن حرب قل من یرضی من المشایخ فاذا رأیت قد روی عن شیخ فاعلم انه ثقة اھ ملتقطا تقریب التهذیب میں ہے مظفر بن مدرك الخراسانی ابو كامل ثقة متقن كان لا یحدث الا عن ثقة **نافع جامع** امام سخاوی فتح المغیث[1] میں فرماتے ہیں تتمة من كان لا یروی الا عن ثقة الا فی النادر الامام احمد وبقی بن مخلد وحریز بن عثمٰن وسلیمن بن حرب وشعبة والشعبی وعبدالرحمٰن بن مهدی ومالك ویحیی بن سعید القطان وذلك فی شعبة علی المشهور فانه كان یتعنت فی الرجال ولا یروی الا عن ثبت والا فقد قال عاصم بن علی سمعت شعبة یقول لو لم احدثكم الا عن ثقة لم احدثكم الا عن ثلثة وفی نسخة ثلثین وذلك اعتراف منه بانه یروی عن الثقة وغیره فینظر وعلی كل حال فهو لا یروی عن متروك ولا عمن اجمع علی ضعفه واما سفین الثوری فكان یترخص مع سعة علمه وورعه ویروی عن الضعفاء حتی قال فیه صاحبه شعبة لا تحملوا عن الثوری الا عمن تعرفون فانه لا یبالی عمن حمل وقال الفلاس قال لی یحیی بن سعید لا تكتب عن معتمر الا عمن تعرف فانه یحدث عن كل اھ **اقول** ما ذكر عن عاصم فیجوز بل یجب حمله علی مثل ما قدمنا فی كلام یحیی كیف وان للثقة اطلاقا اخر اخص واضیق كما قال فی التدریب ان ابن مهدی قال حدثنا ابو خلدة فقیل له اكان ثقة فقال كان صدوقا وكان مأمونا وكان خیرا الثقة شعبة وسفین قال وحكی المروزی قال سألت ابن حنبل عبد الوهاب بن عطاء ثقة قال تدری ما الثقة انما الثقة یحیی بن سعید القطان اھ فعلیك بالتثبت فان الامر جلی واضح **ثم اقول** اخیں ائمہ محتاطین سے ہیں علم

---

[1] فی الباب الاول تحت حدیث الاول ۱۲ منہ [2] فی ترجمہ اسرائیل بن یونس ۱۲ منہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

اعلم امام اعظم سیدنا ابوحنیفۃ النعمان انعم اللہ تعالٰی علیہ بانعام الرضوان ونعمہ بانعم نعم الجنان یہاں تک کہ اگر بعض مختلطین سے روایت فرمائیں تو اخذ قبل التغیر پر محمول ہوگا جس طرح احادیث صحیحین میں کرتے ہیں محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں قال محمد بن الحسن رضی اللہ تعالٰی عنہ فی کتاب الاٰثار اخبرنا ابوحنیفۃ ثنا لیث بن ابی سلیم عن مجاھد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال لیس فی مال الیتیم زکوٰۃ ولیث کان احد العلماء العباد وقیل اختلط فی اٰخر عمرہ ومعلوم ان ابا حنیفۃ لم یکن لیذھب فیاخذ عنہ فی حال اختلاطہ ویرویہ وھو الذی شدد فی امر الروایۃ مالم یشددہ غیرہ علی ما عرف اھ (تنبیہ) **قلت** ھذا التوسع وقلۃ المبالاۃ فی الاخذ قد حدث فی العلماء من لدن التابعین الاعلام اخرج الدارقطنی عن ابن عون قال قال محمد بن سیرین اربعۃ یصدقون من حدثھم فلا یبالون ممن یسمعون الحسن وابوالعالیۃ وحمید بن ھلال ولم یذکر الرابع ذکرہ غیرہ فسماہ انس بن سیرین ذکرہ الامام الزیلعی فی نصب الرایۃ وقال علی بن المدینی کان عطاء یاخذ عن کل ضرب مرسلات مجاھد احب الی من مرسلاتہ بکثیر وقال احمد بن حنبل مرسلات سعید بن المسیب اصح المرسلات ومرسلات ابراھیم النخعی لاباس بھا ولیس فی المرسلات اضعف من مرسلات الحسن وعطاء بن ابی رباح فانھما کانا یاخذان عن کل احد وقال الشافعی فی مراسیل الزھری لیس بشیئ لانا نجدہ یروی عن سلیمن بن ارقم ذکرھا فی التدریب **قلت** ومراسیل الائمۃ الثقات مقبولۃ عندنا وعند الجماھیر ولا شک ان عطاء والحسن والزھری منھم وقلۃ المبالاۃ عند التحمل لا یقتضیھا عند الاداء فقد یاخذ الامام عمن شاء ولا یرسلہ الا اذا استوثق وقد وافقنا علی قبول مراسیل الحسن ذالک الورع المتشدد عظیم التشدید قدوۃ الشان یحیی بن سعید القطان وذاک الجبل العلی علی بن مدینی الذی کان البخاری یقول ما استصغرت نفسی الا عندہ وذلک الامام الاجل نقاد العلل ابوزرعۃ الرازی وناھیک بھم قدوۃ اما القطان فقال ما قال الحسن فی حدیثہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا وجدنا لہ اصلا الا حدیثا او حدیثین واما علی فقال مرسلات الحسن البصری التی رواھا عنہ الثقات صحاح ما اقل ما یسقط منھا واما ابوزرعۃ فقال کل شیئ قال الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وجدت لہ اصلا ثابتا ما خلا اربعۃ احادیث نقلھا فی التدریب **قلت** وعدم الوجدان لا یقتضی عدم الوجود فلم یفت یحیی الا واحد او اثنان ولعل غیرہ یحیی وجد مالم یجدہ وفوق کل ذی علم علیم ونقل فی مسلم الثبوت عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قال متی قلت لکم حدثنی فلان فھو حدیثہ ومتی قلت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فمن سبعین اھ وفی التدریب

تنبیہ قلت عدم المبالاۃ فی الاخذ قد حدث من زمن التابعین

مراسیل الحسن عند غیرنا حسن

https://www.facebook.com/darahlesunnat

قال یونس بن عبید سألت الحسن قلت یا ابا سعید انک تقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وانک لم تدرکہ فقال یا ابن اخی لقد سألتنی عن شیئ ما سألنی عنہ احد قبلک ولو لا منزلتک منی ما اخبرتک انی فی زمان کما تری وکان فی زمن الحجاج کل شیئ سمعتنی اقولہ قال رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم فھو عن علی بن ابی طالب غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا اھ واللہ تعالٰی اعلم (**فائدہ ۱۰**) سفہائے زمانہ نے احادیث طبقہ رابعہ کو مطلقاً باطل وبے اعتبار محض قرار دیا جو شان موضوع ہے جس کا بطلان مبین باَبین وجوہ افادہ ۲۴ میں گزرا یہاں اتنا اور سن لیجئے کہ برعکس اس کے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے اونکی روایت کو دلیل عدم موضوعیت قرار دیا ہے موضوعات کبیر میں زیر حدیث من طاف بالبیت اسبوعا ثم اتی مقام ابراھیم فرکع عندہ رکعتین ثم اتی زمزم فشرب من مائھا اخرجہ اللہ من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ جو سات پھیرے طواف کرکے مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھے پھر زمزم شریف پر جاکر اس کا پانی پیئے اللہ عزوجل اُسے گناہوں سے ایسا پاک کردے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا) فرماتے ہیں حیث اخرجہ الواحدی فی تفسیرہ والجندی فی فضائل مکۃ والدیلمی فی مسندہ لا یقال انہ موضوع غایتہ انہ ضعیف جبکہ اُسے واحدی نے تفسیر اور جندی نے فضائل مکہ اور دیلمی نے مسند میں روایت کیا تو اُسے موضوع نہ کہا جائے گا نہایت یہ کہ ضعیف ہے) **اقول** وجہ یہ ہے کہ اصل عدم وضع ہے اور بوجہ غلط صحاح وسقام وثابت وموضوع جس طرح وضع ممکن یونہیں صحت محتمل توجب تک خصوص متن وسند کے لحاظ سے دلیل قائم نہ ہو احد الاحتمالین خصوصاً خلاف اصل کو معین کرلینا محض ظلم وجزاف ہے تو اُن کی حدیث قبل تبیین حال جس طرح بسبب احتمال ضعف وسقوط احکام میں مستند ومعتبر نہ ہوگی یونہیں بوجہ احتمال صحت وحسن وضعف محض موضوع وباطل وساقط بھی نہ ٹھہرے گی لاجرم درجہ توقف میں رہے گی اور یہی مرتبہ ضعیف محض کا ہے جس طرح وہاں توقف مانع تمسک فی الفضائل نہیں یونہیں یہاں بھی کما لا یخفی علی اواسط الفھم فواتح الرحموت میں ہمارے علمائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے الراوی ان کان غیر معروف بالفقاھۃ ولا بالروایۃ بل انما عرف بحدیث او حدیثین فان قبلہ الائمۃ او سکتوا عند ظھور الروایۃ او اختلفوا کان کالمعروف وان لم یظھر منھم غیر الطعن کان مردودا وان لم یظھر شیئ منہ لم یجب العمل بل یجوز فیعمل بہ فی المندوبات والفضائل والتواریخ (**فائدہ ۱۱**) اُن ضروری فوائد سے کہ بوجہ تعجیل ... تبییض تحریر سے رہ گئے تذکرۃ الموضوعات علامہ محمد طاہر فتنی رحمہ اللہ

[illegible]

https://www.facebook.com/darahlesunnat

تعالٰی کا حال ہے کہ اس میں مجرد ذکر سے موضوعیت پر استدلال تو بڑے بھاری مشکلیں منکرین نے کیا حالانکہ محض جہالت و بے رہی یا دیدہ دانستہ مغالطہ وہی تذکرہ مذکورہ بھی کتب قسم ثانی سے ہے اوس میں ہر طرح کی احادیث لاتے اور کسی کو موضوع کسی کو لم یوجد کسی کو منکر کسی کو لیس بثابت کسی کو لا یصح کسی کو ضعیف کسی کو مؤول کسی کو رجالہ ثقات کسی کو لاباس بہ کسی کو صححہ فلاں کسی کو صحیح فرماتے ہیں حدیث تقبیل ابہامین اونہیں میں سے جنھیں ہرگز موضوع نہ کہا بلکہ صرف لا یصح پر اقتصار اور تجربۂ کثیرین سے استظہار کیا خاتمہ مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں فصل فی تعیین بعض الاحادیث المشہورۃ علی الالسن والصواب خلافہا علی نمط ذکر تم فی التذکرۃ فیہ من عرف نفسہ عرف ربہ لیس بثابت ح رأیت ربی فی صورۃ شاب لہ وفرۃ صحیح محمول علی رؤیۃ المنام اومؤول ح المؤمن غر کریم والمنافق خب لئیم موضوع[1] ح ماشھد رجل علی رجل بکفر الاباء بہ احدھما ضعیف[2] فیہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم طرقہا واھیۃ[3] ح من ادی الفریضۃ وعلم الناس الخیر کان فضلہ علی العابد الحدیث ضعیف الاسنادہ لکنہم یتساھلون فی الفضائل ح الوضوء علی الوضوء نور علی نور لم یوجد[4] فیہ مسح العینین بباطن السبابتین بعد تقبیلھما لایصح وروی تجربۃ ذلک عن کثیرین فیہ الصلاۃ عماد الدین ضعیف وصلاۃ التسبیح ضعیف[5] الدارقطنی اصح شیئ فی فضل الصلوۃ صلاۃ التسبیح فیہ طعام الجواد دواء وطعام البخیل داء فی المقاصد[6] رجالہ ثقات وفی المختصر منکر فی المقاصد ماء زمزم لما شرب لہ ضعیف[7] لکن لہ شاھد فی مسلم ح ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا صححہ[8] الحاکم ح مثل امتی کالمطر لا یدری اولہ خیر ام اخرہ موضوع[9] فی العجیزا نا وابوبکر وعمر خلقنا من تربۃ واحدۃ فیہ جاھیل قلت لہ طرق ولہ شاھد فی ابو نعیم حدیث فی ورقتین قال ابن حبان باطل قلت الوقف اثر لغاز لہ طرق حدیث لاباس بیعصاح من اخلص للہ اربعین یوما ولہ شاھد ح یکون فی اخر الزمان خلیفۃ لا یفضل علیہ ابوبکر ولا عمر موضوع قلت بل مؤول الٰی ھنا

سندلا ضعیف

[1] اقول ھذا عجیب فقد اخرجہ ابو داود والترمذی والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بلفظ الفاجر مکان المنافق واسنادہ کما قال المناوی جید ۱۲ منہ [2] اقول بل صحیح بل ابلغ الصحاح فلمالک والصحیحین وغیرہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما رفعہ اذا قال الرجل لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما وللبخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ رفعہ من قال لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احدھما ولابن حبان عن ابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح مرفوعا ما اکفر رجل رجلا قط الاباء بہا احدھما وفی الباب غیر ذلک فان اراد خصوص اللفظ فلیس الجدوی ۱۲ منہ [3] اقول والصحیح انہ لاینزل عن الحسن کما تبینتہ فی النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ [4] بل اخرجہ رزین وان قال المنذری ثم العراقی لم نقف علیہ ۱۲ منہ [5] الحق انہ حدیث حسن صحیح لاشک حسن لذاتہ صحیح لغیرہ ان لم یکن لذاتہ والتفصیل فی اللآلی ۱۲ منہ [6] اقول کذا قال المناوی وبالغ الذہبی کعادتہ فقال کذب ۱۲ منہ [7] اقول بل نص الحافظ انہ حجۃ بطرقہ وحسنہ المناوی وصححہ الامام سفین بن عیینہ والدمیاطی والمنذری وابن الجزری ۱۲ منہ [8] ورواہ ابو داود وقال المناوی باسناد صحیح ۱۲ منہ [9] ھذا عجیب بل اخرجہ احمد والترمذی فی الجامع عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ وحسنہ وفی الباب عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ اخرجہ البزار قال

https://www.facebook.com/darahlesunnat

فائدہ ۱۲۵: احادیثِ بے سند مذکورِ علماء کے قبول میں تفصیل وجلیل احقاق اور اوہام قاصرین زمان کا ابطال وازہاق

ما فی التذکرۃ اھ ملتقطا۔ **فائدہ ۱۲۵** اقول وباللہ التوفیق اذان اکثر قاصرین زمان میں سند کی فضیلتیں اور کلام اثرمین میں اتصال کی ضرورتیں دیکھ دیکھ کر یہ تنکرہ ہو رہا ہے کہ احادیث بے سند اگرچہ کلمات ائمہ معتمدین میں بصیغۂ جزم مذکور ہوں مطلقا باطل ومردود وعاطل کہ احکام مغازی سیر فضائل کسی باب میں اصلا نہ سننے کے لائق نہ ماننے کے قابل حالانکہ یہ محض اختراع بین الاندفاع مشاہیر محدثین وجماہیر فقہا دونوں فریق کے مخالف اجماع ہے غیر صحابی جو قول یا فعل یا حال حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف بے سند متصل نسبت کرے محدثین کے نزدیک باختلاف حالات واصطلاحات مرسل منقطع معلق معضل ہے اور فقہا واصولیین کی اصطلاح میں سب کا نام مرسل اصطلاح حدیث پر تعلیق واعضال یا اصطلاح فقہ واصول پر ارسال میں کچھ بعض سند کا ذکر ہرگز لازم نہیں بلکہ تمام وسائط حذف کرکے علمائے مصنفین جو قال یا فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وامثال ذلک کہتے ہیں یہ بھی معضل ومرسل ہے امام اجل ابن الصلاح کتاب معرفۃ انواع علم الحدیث میں فرماتے ہیں المعضل عبارۃ عما سقط من اسنادہ اثنان فصاعدا ومثالہ ما یرویہ تابعی التابعی قائلا فیہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وکذلک ما یرویہ من دون تابعی التابعی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او عن ابی بکر وعمر وغیرہما غیر ذاکر للوسائط بینہ وبینہم وذکر ابو نصر السجزی الحافظ قول الراوی بلغنی نحو قول مالک بلغنی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال للمملوک طعامہ وکسوتہ الحدیث وقال اصحاب الحدیث یسمونہ المعضل قلت وقول المصنفین من الفقہاء وغیرہم قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کذا او نحو ذلک کلہ من قبیل المعضل لما تقدم وسماہ الخطیب ابوبکر الحافظ فی بعض کلامہ مرسلا وذلک علی مذہب من یسمی کل ما لا یتصل مرسلا کما سبق اھ باختصار۔ توضیح میں ہے الارسال عدم الاسناد وہو ان یقول الراوی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من غیر ان یذکر الاسناد علامہ تفتازانی تلویح پھر مدقق علائی صاحب درمختار افاضۃ الانوار علی اصول المنار میں فرماتے ہیں ان لم یذکر الواسطۃ اصلا فمرسل مسلم الثبوت وفواتح الرحموت میں ہے (المرسل قول العدل قال علیہ) وعلی الہ واصحابہ الصلٰوۃ والسلام کذا وعند اہل الحدیث المرسل قول التابعی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کذا والمعلق ما رواہ من دون التابعی من دون سند والکل داخل فی المرسل عند اہل الاصول اھ مختصرا پھر باجماع علمائے محدثین وفقہا یہ سب انواع نوع موضوع سے بیگانہ ہیں اور باوصف انکار بعض احکام شرع فضائل اعمال ومناقب رجال وسیر واحوال میں سابقا ولاحقا ماخوذ ومقبول اہلِ مصنفین علوم حدیث موضوع کو شرالانواع بتاتے اور اسے ان سے جدا شمار فرماتے آئے اور تمام مولفین سیر

https://www.facebook.com/darahlesunnat

بلانکیر منکر مراسیل ومعضلات کا ذکر واثبات کرتے رہے افادہ ۲۳ میں علامہ حلبی کا ارشاد گزرا کہ سیر بلاغ ومرسل ومنقطع ومعضل غرض
ماسوائے موضوع ہر قسم حدیث کو جمع کرتی ہے کہ ائمہ کرام نے ماورائے احکام میں مساہلت فرمائی ہے، یہ عبارت دونوں
یہ عبارات دونوں مطلب میں نص ہے معضل کا موضوع نہ ہونا اور اس کا مادون الاحکام میں مقبول ہونا خود صحیح بخاری وصحیح مسلم وصحیح مؤطا میں معضلات
وبلاغات موجود ہیں وسط میں بقلت طرفین میں بکثرت خصوصاً بعض بلاغات مالک وہ ہیں کہ ان کی اسناد اصلاً نہ ملی تمہید
میں امام ابو الفضل زین الدین عراقی سے ہے ان مالکا لم یفرد الصحیح بل ادخل فیہ المرسل والمنقطع والبلاغات
ومن بلاغاتہ احادیث لاتعرف کما ذکرہ ابن عبد البر وہیں امام مغلطائی سے ہے مثل ذلک فی کتاب البخاری
وہیں امام حافظ الشان سے ہے مالک صحیح عندہ وعند من یقلدہ علی ما اقتضاہ نظرہ من الاحتجاج
بالمرسل والمنقطع وغیرھما اسناد کے سنت مطلوبہ وفضیلت مرغوبہ وخاصہ امت مرحومہ ہونے میں کسی کلام
ہے محققین قابلین مراسیل ومعاضیل بھی مسانید کو ان پر تفضیل دیتے اور منقطع سے متصل کا نسخ نہیں مانتے
ہیں کما نص علیہ فی المسلم وغیرہ تاکید اثر میں بجائے خود ہے اور قول بقیہ بن الولید ذاکرت حماد بن زید
باحادیث فقال ما اجود ھالو کان لھا اجنحۃ یعنی الاسناد قطع نظر اس سے کہ واقعۃ عین لاعموم لھا
ممکن کہ وہ احادیث در بارہ احکام ہوں یوں بھی صرف نفی جودت کرے گا وہ بطور محدثین مطلقاً مسلم کہ معضل
ضعیف ہے اور ضعیف جید نہیں قول امام سفیان ثوری الاسناد سلاح المؤمن فاذا لم یکن معہ سلاح فبای
شیئ یقاتل صراحۃً در بارۂ عقائد واحکام ہے فان الحاجۃ الی القتال انما ھی فیما یجری فیہ التشدید و
التماکس دون ما اجمعوا علی التساھل فیہ یوہیں ارشاد امام مبارک عبد اللہ بن مبارک لولا الاسناد لقال
من شاء ما شاء کہ جب قبول ضعاف فی الفضائل میں دخول تحت اصل خود مشروط اور عمل قواعد مقررہ
شرعیہ مثل احتیاط واختیار نفع بے ضرر سے منوط تو ضعیف اثبات حکم جدید نہ کرے گی اور من شاء ما شاء صادق
نہ آئے گا کما قدمنا بیانہ فی الافادۃ الثانیۃ والعشرین پر ظاہر کہ یہ اور ان کی امثال جتنے کلمات محدثین کرام
سے ضرورت اسناد میں ملیں گے سب کا مفاد ضرورت خاص اتصال ہے کہ نا متصل بجمیع اقسامہ ان کے نزدیک
ضعیف اور ضعیف خود مجروح ہے نہ کہ مدار ح وصالح قتال یوہیں ایک راوی بھی ساقط تو ان کے طور پر وہی من
شاء ما شاء کا احتمال ولہٰذا وہ بالاتفاق منقطع ومعضل اور معضل دون معضل میں اصلاً فرق حکم نہیں
کرتے اسی لئے فواتح الرحموت میں اصطلاحات مرسل ومعضل ومنقطع ومعلق بیان کرکے فرمایا لم یظھر التکثیر
الا وسط ھو لا اسنا فی فائدۃ بالجملہ عیب اتصال نہ ہونا ہے سند کا خرکوز ہونا نہ ہونا سب یکساں آخر نہ دیکھا کہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

المحنین امام ابن المبارک رحمہ اللہ تعالٰی نے حدیث ابن خراش عن الحجاج بن دینار قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت کیا فرمایا اخرج مسلم فی مقدمۃ صحیحہ قال قال محمد یعنی ابن عبداللہ بن قہزاد سمعت ابا اسحٰق ابراھیم بن عیسٰی الطالقانی قال قلت لعبداللہ بن المبارک یا ابا عبدالرحمٰن الحدیث الذی جاء ان من البر بعد البر ان تصلی لابویک مع صلاتک وتصوم لھما مع صومک قال فقال عبداللہ یا ابا اسحٰق عن من ھذا قال قلت لہ ھذا من حدیث شہاب بن خراش فقال ثقۃ عمن قال قلت عن الحجاج بن دینار قال ثقۃ عمن قال قلت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال یا ابا اسحٰق ان بین الحجاج بن دینار وبین النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مفاوز تنقطع فیھا اعناق المطی ولکن لیس فی الصدقۃ اختلاف

امام نووی شرح میں فرماتے ہیں معنی ھذہ الحکایۃ انہ لایقبل الحدیث الا باسناد صحیح اب اگر ان کلمات کو عموم پر رکھیے مرسل منقطع معلق معضل پر نامتصل باطل وملتحق بالموضوع ہوئی جاتی ہے اور وہ بالاجماع باطل افادۂ سوم میں ابن حجر مکی شافعی وعلی قاری حنفی سے گزرا المنقطع یعمل بہ فی الفضائل اجماعا لاجرم واجب کہ یہ سب عبارات صرف باب اہم واعظم یعنی احکام میں ہیں اگرچہ ظاہر اطلاق وارسال ہو نہ کہ حسب نفس کلام تعمیم پر دال ہو تاقرر نافی الکلمات المذکورۃ اور واقعی دربارۂ رد وقبول مطالب ومحاورات علما صرف نظر بہ باب احکام ہوتے ہیں کہ وہی اکثر محط انظار نخبہ وشرح وغیرہما میں دیکھیے کہ حدیث کی دو قسمیں کیں مقبول ومردود مقبول میں صحیح وحسن کو رکھا اور تمام ضعاف کو مردود میں داخل کیا حالانکہ ضعاف فضائل میں اجماعاً مقبول ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق یہ سب کلام بطور محدثین تھا اور جماہیر فقہائے کرام کے نزدیک تو معضلات مذکورہ فضائل درکنار خود باب احکام میں حجت ہیں جبکہ مرسل امام معتمد محتاط فی الدین عارف بالرجال بصیر بالعلیل غیر معروف بالتساہل ہو اور مذہب مختار امام محقق علی الاطلاق وغیرہا اکابر میں کچھ تخصیص قرن غیر قرن نہیں ہر قرن کے ایسے عالم کا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہنا حجت فی الاحکام ہے علیہ فی المسلم[1] وشرحہ وغیرھا اقول انصافاً غیر ناقد کے لئے مراسیل مذکورہ سے

[1] المرسل ان کان من الصحابی نقبل مطلقا اتفاقا وان من غیرہ فالاکثر ومنہم الامام ابوحنیفۃ والامام مالک والامام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہم قالوا یقبل مطلقا اذا کان الراوی ثقۃ وقال ابن ابان رحمہ اللہ تعالٰی من مشایخنا الکرام یقبل من القرون الثلٰثۃ مطلقا ومن ائمۃ النقل بعد تلک القرون وقالت طائفۃ من المتاخرین منہم الشیخ ابن حاجب المالکی والشیخ کمال الدین بن الہمام ما یقبل من ائمۃ النقل مطلقا من ای قرن کان المعتمد لشیخ ام لا ویتوقف فی المرسل من غیرھا وھو المراد الائمۃ الثقۃ والجمہور اذ لایقول احد بتوقیف من لیس لہ معرفۃ فی التوثیق والتجریح وعلی ھذا خلاف ابن ابان فی عدم اشتراط الائمۃ فی القرون الثلٰثۃ لزعمہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

احتجاج فی الاحکام اثر ہیں پر سہیج لازم آخر اُس کی سبیل یہی قول ناقد پر اعتماد ہے نہ نقد کہ تکلیف مالایطاق ہے تو اُس کیلئے ذکر عدم سند دونوں یکساں اور بلاشبہ قول ناقد محتاط قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تصحیح صریح والتزامی سے اعلٰی نہیں تو کم بھی نہیں اور جو احتمالات مساہلت وتحسین ظن وخطائی النظر یہاں ہیں وہاں بھی حاصل بلکہ مجرب ومشاہد باینہمہ امام ابن الصلاح وامام کیا طبری وامام نووی وامام زرکشی وامام عراقی وامام عسقلانی وامام سخاوی وامام زکریا انصاری وامام سیوطی وغیرہم نے تصریحیں فرمائیں کہ اگر امام معتمد نے کسی حدیث کی صحت پر تنصیص کی یا کتاب ملتزم الصحۃ میں اُسے روایت کیا اسی قدر اعتماد کے لئے بس ہے اور احتجاج روا کما ذکرنا نصوصھم فی مدارج طبقات الحدیث و قد تقدم نص القاری عن شیخ الاسلام فی الافادۃ الحادیۃ والعشرین تو کیا وجہ کہ یہاں اُس پر اعتماد نہ ہو لاجرم جس طرح امام احمد یا یحیٰی کا ھذا الحدیث صحیح فرمانا یا بخاری یا مسلم یا ابن خزیمہ یا ضیا کا صحاح میں لانا یونہی منذری کا مختصر میں ساکت رہنا یونہی ابن السکن کا صحیح یا عبدالحق کا احکام میں وارد کرنا یونہی امام معتمد ناقد محتاط کا کہنا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الٰی غیر ذلک من احکامہ واحوالہ ونعوت جمالہ وشیون جلالہ وصفات کمالہ صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی اٰلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیھم وبارک وسلم وشرف ومجد وعظم وکرم اٰمین الحمد للہ کہ اس جواب کی ابتدا بھی حضور اقدس واکرم سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام پاک اور حضور پر درود سے ہوئی اور انتہا بھی حضور ہی کے نام محمود و درود مسعود پر ہوئی امید ہے کہ مولٰی عزوجل اس نام کریم وصلاۃ وتسلیم کی برکت سے قبول فرمائے اور انارت عیون وتنویر قلوب وتکفیر ذنوب وسلامت ایمان وامن وامان وتنعیم قبر و نجات فی المحشر کا باعث بنائے فانہ تعالٰی بکرمہ یقبل الصلاتین وھو اکرم من ان یدع ما بینھما وکان ذلک للیلۃ الثالثۃ یوم الاثنین لعلھا الثامنۃ عشر من الشھر الفاخر شھر ربیع الاٰخر من شھور السنۃ الثالثۃ عشر من المائۃ الرابعۃ عشر من ھجرۃ الحبیب سید البشر صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ و صحبہ واولیائہ اجمعین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین سبحنک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

https://www.facebook.com/darahlesunnat